امارت اسلامیہ افغانستان کا واحد ترجمان

ماہنامہ شریعت اردو

جلد 2 ذی قعدہ 1434ھ بمطابق ستمبر، اکتوبر 2013ء شمارہ 7

شام پر ممکنہ حملہ...؟

قاہرہ کے مسلمانوں کو کس جرم کی سزا دی گئی؟

عید الفطر کے پیغام میں اہم نکتہ

اسلام کے جنگی اخلاق اور قیدیوں کے احکام

مشرق وسطی سے متعلق امریکی پالیسی

ذبیح اللہ مجاہد سے ایک سوال

فتوحات کا تسلسل

اروزگان میں جہادی ودعوتی سلسلے پوری کامیابی سے جاری ہیں۔

معروف مجاہد ملا موسی جان سے گفتگو

فرمان نبی کریم

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

عن حذیفة قال قال رسول اللہ ﷺ من لا یھتم بامر المسلمین فلیس منھم ومن لم یصبح ویمسی ناصحاً للہ ولرسولہ ولکتابہ ولامامہ ولعامة المسلمین فلیس منھم [رواہ الطبرانی فی الاوسط]

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ جس مسلمانوں کے مسائل و معاملات کی فکر نہ ہو وہ ان میں سے نہیں اور جس کا یہ حال ہو کہ وہ ہر دن اور ہر صبح و شام اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ اور اس کی کتاب قرآن کریم اور اس کے امام [یعنی خلیفہ وقت] کا اور عام مسلمانوں کا مخلص اور خیر خواہ اور وفادار نہ ہو [یعنی جو کسی وقت بھی اس اخلاص اور وفاداری سے خالی ہو] وہ مسلمانوں میں سے نہیں ہے۔

تشریح:

حدیث بالا سے معلوم ہوا کہ کسی بندے کے اللہ کے ہاں مسلمان اور مقبول الاسلام ہونے کے لئے یہ بھی شرط ہے کہ وہ عام مسلمانوں کے معاملات اور ان کے مصائب و مشکلات سے بے پرواہ نہ ہو بلکہ ان کی فکر رکھتا ہو۔ اسی طرح یہ بھی شرط ہے کہ وہ اللہ و رسول ﷺ، کتاب اللہ اور حکومت اسلام اور عوام مسلمین کا ایسا خیر خواہ کہ یہ خلوص اور وفاداری اس کی زندگی کا جز بن گئی ہو اور اس کی رگ و پے میں اس طرح سرایت کر گئی ہو کہ وہ کسی وقت بھی اس سے خالی نہ ہو سکے۔

ہم غور کرنا چاہیئے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کی اس قدر اہم ہدایات کو کیسا پس پشت ڈال دیا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

امارت اسلامیہ افغانستان کا واحد ترجمان

اردو ماہنامہ

شریعت

جلد 2 ذی قعدہ 1434ھ بمطابق ستمبر، اکتوبر 2013ء شمارہ 6

ماہنامہ شریعت امارت اسلامیہ افغانستان کا اردو زبان میں واحد اور باضابطہ دینی، ثقافتی اور سیاسی مجلہ ہے، جو امارت اسلامیہ کے میڈیا ونگ اور ثقافتی کمیشن کی زیر نگرانی شائع ہوتا ہے۔ ماہنامہ شریعت افغانستان میں جاری کشمکش، حالات وواقعات اور مظلوم مسلمانوں پر روا رکھے جانے والے بھیانک مظالم کا سچا اور چشم دید عکاس ہے۔

مدیر اعلیٰ: ولید افغان

نائب مدیر: سلیمان غوری

مجلس مشاورت

- ملا اسد افغان
- شمس ابدالی
- ہارون بلخی
- فرہاد ہروی
- استاد فریدون

عکس درون

شام پر ممکنہ حملہ.....؟	2
لائحہ	3
اروزگان کے معروف مجاہد ملا موسیٰ جان سے گفتگو	4
جشن 28 اسد منانے کا حقدار کون؟	7
مولوی عزت اللہ عارف شہید رحمہ اللہ کی حیات جاوداں اور کارناموں پر ایک نظر	9
قاہرہ کے مسلمانوں کو کس جرم کی سزا دی گئی؟	11
مشرق وسطی سے متعلق امریکی پالیسی	17
عالمی دنیا افغانستان کے واضح اندرونی حقائق ادراک کرے!!	20
شیر زادو میں دشمن کی عبرتناک شکست	21
اسلام کے جنگی اخلاق اور قیدیوں کے احکام	23
امارت اسلامیہ کے ترجمان ذبیح اللہ مجاہد سے ایک سوال	28
ملا محمد عمر کے عیدالفطر پیغام میں اہم نکتہ	31
صوبہ غزنی میں "دشمن کی شکست" کا آنکھوں دیکھا حال	33
فتوحات کا تسلسل	35
جنگی جرائم	37
افغانستان {جولائی 2013}	39
اگست کے مہینے میں کارروائیوں کا جدول	44

رابطہ کے لیے برقی پتہ:
shariatmagazine@yahoo.com

انٹرنیٹ ایڈیشن ملاحظہ کیجیے:
www.shahamat-urdu.com

قیمت فی شمارہ: 30 روپے

سالانہ زر تعاون: 350 روپے

سالانہ زر تعاون

امریکہ، آسٹریلیا، افریقہ اور یورپی ممالک.........40 ڈالر

سعودی عرب اور متحدہ عرب امارات.........30 ڈالر

بنگلہ دیش.........28 ڈالر

ڈیزائننگ: سلمان بدر

مدیر اعلیٰ

اداریہ

شام پر ممکنہ حملہ.....؟

امریکی صدر بارک اوباما نے شام کے خلاف فوجی کارروائی کی دھمکی دیتے ہوئے کہا ہے کہ ہم کسی بھی وقت شام پر حملہ کر سکتے ہیں۔ٹائم لائن نہیں دے سکتے۔
روس اور چین سلامتی کونسل میں شام پر حملے کی قرارداد ویٹو کر چکے ہیں اور عالمی برادری کی اکثریت شام حملے کی مخالف ہے لیکن واحد عالمی طاقت ہونے کی دعویدار امریکہ سمجھتا ہے کہ دنیا کی مخالفت اس کے ارادوں کی تکمیل میں مزاحم نہیں ہو سکتی وہ اپنے اہداف کے حصول کے لئے جو چاہے کر سکتا ہے۔
ہفتے کے روز 31، اگست کو وائٹ ہاؤس میں خطاب کرتے ہوئے صدر اوبامہ نے کہا کہ سلامتی کونسل کی منظوری کے بغیر بھی حملے کے لئے تیار ہیں۔اقوام متحدہ کی اجازت ضروری نہیں۔دنیا کو بتانا ہوگا کہ امریکہ جو کہتا ہے وہ کرتا ہے۔
شام کے صدر بشار الاسد نے فیس بک پر کہا ہے کہ مجھے لگ رہا ہے کہ امریکہ شام پر ضرور حملہ کرے گا کیونکہ ہمارا ملک ہی امریکی فوجیوں کا قبرستان بنے گا۔حملے کا جواز پیش کرتے ہوئے اوبامہ نے کہا ہے کہ 21، اگست کو شامی حکومت کا شام میں کیمیائی حملہ انسانیت پر حملہ تھا۔اس حملہ سے امریکی سلامتی کو خطرات لاحق ہوئے ہیں۔ایسا معلوم ہوتا ہے کہ امریکی صدر بارک اوبامہ سابق امریکی صدر جارج ڈبلیو بش کے نقش قدم پر چل رہا ہے۔جس طرح 2003 میں عراقی صدر صدام حسین پر الزام لگا کر صدر بش عراق پر ٹوٹ پڑے تھے۔اسی طرح اوبامہ بھی کیمیائی ہتھیاروں کے استعمال کو بہانہ بنا کر شام پر چڑھائی چاہتا ہے۔اس وقت امریکی بحری جنگی جہاز شام کے نواحی سمندر میں لنگرانداز ہیں اور اس نے پانچواں بحری بیڑا بھی بحیرۂ روم میں بھیج دیا ہے جبکہ فرانس اور برطانیہ نے شام کے قریب جنگی طیارے اور فوجی ساز و سامان جمع کرنا شروع کر دیا ہے۔
گزشتہ سال سے بین الاقوامی میڈیا میں یہ خبریں گشت کر رہی تھیں کہ بشار الاسد کے فوج نے اسلحہ خانے سے کیمیائی ہتھیار نکال کر جنگ زدہ علاقوں میں پہنچا دیا ہے۔اس پر بشار الاسد کی جانب سے بین الاقوامی برادری کو یہ یقین دہانی کرائی گئی کہ وہ مخالفین کے خلاف اسے ہرگز استعمال نہیں کرے گا۔البتہ اگر بیرونی طاقتوں نے شام پر حملہ کیا تو وہ اپنے دفاع کے لئے اسے استعمال کر سکتا ہے۔یہاں بشار الاسد نے نہ صرف ان ممنوعہ اسلحہ جات کی موجودگی کا اعتراف کیا ہے بلکہ ان کے استعمال کا ارادہ بھی ظاہر کیا ہے جو جنگی جرائم کے زمرے میں آتا ہے۔اس کے ساتھ ساتھ تین مقامات پر مبینہ طور پر کیمیائی ہتھیار کا استعمال کیا گیا تھا لیکن بین الاقوامی برادری کی طرف سے اس بارے میں کوئی معقول رد عمل سامنے نہیں آیا۔اس کے علاوہ گزشتہ انتیس مہینوں میں جنگوں کے دوران شام میں ستر لاکھ افراد بے گھر جبکہ ایک لاکھ سے زائد ہلاک ہوئے ہیں۔مہاجرین کی تعداد 35 لاکھ سے تجاوز کر گئی ہے جو اب تک ہجرت کرنے والوں کی سب سے بڑی لہر ہے۔علاوہ ازیں اب ہر ماہ تقریباً 5 ہزار ہلاکتیں ہوتی ہیں۔خانہ جنگی میں مساجد، سکولز، کالجز اور گھروں کو پہنچنے والے نقصانات اس قدر شدید ہیں کہ ان کی تعمیر نو کے لئے عشرے درکار ہوں گے۔یہ بہت بڑا انسانی المیہ ہے لیکن عالمی طاقتوں خصوصاً امریکہ کو یہ سب کچھ نظر نہیں آ رہا ہے اور نہ ہی اس نے اس ملک کو اس شدید بحران سے نکالنے کے لئے کوئی قدم اٹھایا۔بلکہ اس کے برعکس بحران شام کے حل کے لئے بین الاقوامی کوششوں کی راہ میں رکاوٹیں ڈالتا رہا۔جس کی وجہ سے عالمی سطح پر شدید تنقید کا نشانہ بھی بنا۔
خطے میں عربوں کے خلاف امریکہ اور یورپ کی خفیہ ایجنسیوں کی سازشوں کا مقصد عرب قوم کی اتحاد کو پارہ پارہ کرنا اور ان کے دینی اور قومی تشخص کو تباہ کرنا تھا تاکہ صیہونی حکومت کے مستقبل کے مذموم عزائم کی تکمیل میں حائل تمام رکاوٹیں ختم ہو کر اس غاصب اور غیر قانونی ریاست کو ہمیشہ کے لئے تحفظ فراہم کیا جا سکے۔
شامی حکومت کا اپنے ہی عوام کے خلاف کیمیائی ہتھیاروں کا حالیہ بے دریغ استعمال بلاشبہ ایک افسوسناک امر ہے جس کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے۔شامی حکومت سے کیمیائی ہتھیار استعمال کرنے کے بارے میں سخت باز پرس ہونی چاہئے تاہم اس کے لئے جارحیت اور فوجی مداخلت کسی طرح بھی فائدہ مند ثابت نہیں ہوگا۔یہ خود غیر قانونی عمل اور سامراجی عزائم کے حصول کا پر تشدد راستہ ہے۔جس کی تمام عالمی برادری اور خصوصاً عالم اسلام کی جانب سے شدید مخالفت سامنے آنی چاہے۔
ہمیں یقین ہے کہ ایسے وقت میں جب اسرائیلی ریشہ دوانیوں اور امریکی پشت پناہی کے بل پر مصر میں الاخوان المسلمون کی حکومت کا تختہ الٹا جا چکا ہے اور وہاں اسلام پسندوں کے خلاف سیکیوریٹی فورسز کی جانب سے کریک ڈاؤن جاری ہے، شام میں کیمیائی ہتھیاروں کے حملوں کو جواز بنا کر امریکی فوجی مداخلت کا بنیادی مقصد شام کے پڑوس میں واقع اسرائیل کی تحفظ اور اس کے توسیع پسندانہ عزائم کی تکمیل سمجھا جاتا ہے۔اس لئے شام میں امریکہ اور اس کے حلیف ممالک کی بے جا مداخلت اکثر مغربی ممالک تجزیہ کار، باشعور حلقے اور عوام ایک منفی اقدام قرار دے رہے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ امریکی جارحیت کے باعث دنیا پہلے سے ہی بدامنی کے عذاب میں مبتلا ہے، شام پر جارحیت سے بدامنی مزید شدت اختیار کرے گی جو مشرق وسطیٰ اور شمالی افریقہ سے ہوتے ہوئے یورپ اور امریکہ تک پھیل جائے گی لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ امریکہ، برطانیہ، فرانس اور ان کے دیگر اتحادی ماحول کو مزید ابتری کی طرف لے جانے کی بجائے مسئلے کا پائیدار، غیر جانبدار اور پر امن حل تلاش کریں۔

امارت اسلامیہ افغانستان کے مجاہدین کے لیے

لائحہ

(قسط نمبر 6)

گذشتہ سے پیوستہ: قارئین کرام! لائحہ کے عنوان سے امارت اسلامیہ کی جانب سے مجاہدین کے لیے مرتب اصول وضوابط کا ترجمہ قسط وار شائع کیا جارہا ہے۔ قسط نمبر 6 ملاحظہ فرمائیں۔

۲۸۔ مجاہدین کے کمانڈر جنگ سے قبل اپنے مجاہدین کے نام اور معرفت وشہریت لکھ دیا کریں تاکہ غنیمت کی تقسیم، مجاہدین کی اسارت، شہادت یا کوئی اور ضرورت پڑنے پر معلومات موجود ہوں۔

۲۹۔ کسی گاؤں میں اگر مجاہدین کی کفار کے ساتھ جنگ ہوجائے اور گاؤں کے لوگ بھی اس میں شریک ہوں تو انہیں غنیمت میں حصہ دار سمجھا جائے۔ اور اگر جنگ میں شریک نہ ہوں تو غنیمت میں بھی شریک نہیں ہوں گے۔

۳۰۔ کوئی مجاہد جنگ کے اختتام سے قبل شہید ہوجائے تو غنیمت میں اس کا حصہ نہیں ہوگا۔ البتہ ساتھیوں کو چاہیے کہ احساناً اس کا حصہ دے دیں اور اگر جنگ کے خاتمے کے بعد شہید ہوجائے تو غنیمت میں شریک سمجھا جائے گا اور غنیمت میں اس کا حصہ ورثا کو دیا جائے گا۔

۳۱۔ خارجی جارحیت پسندوں سے جنگ کے بعد اگر کوئی مال نقدی یا اجناس کی صورت میں پکڑا جائے تو یہ غنیمت ہے اور جنگ کے بغیر اگر مجاہدین کے ہاتھ لگ جائے تو مال فئی ہوگا اور بیت المال میں جمع کیا جائے گا۔

۳۲۔ غلام انتظامیہ کے اموال اگر جنگ میں مجاہدین کے ہاتھ آجائیں تو قیادت کی جانب سے اجازت ہے کہ غنیمت کی شکل میں تقسیم کیے جائیں۔ اور اگر جنگ کے بغیر پکڑے جائیں تو پھر بیت المال میں داخل کیے جائیں گے تاکہ مجاہدین کے عمومی ضروریات میں انہیں استعمال کیا جائے۔

۳۳۔ وہ نقد رقم جو عمومی خزانے {بینک} سے نکالی گئی ہو اور معتمد کے ہاتھ میں ہو یعنی ابھی مزدوروں اور ملازمین میں تقسیم نہ کی گئی ہو ایسی رقم اگر جنگ میں ہاتھ آجائے تو غنیمت میں تقسیم کی جائے، اور اگر جنگ کے بغیر ہاتھ آجائے تو بیت المال کا حصہ ہوگا۔ البتہ یہ رقم اگر ملازمین اور مزدوروں میں تقسیم کردی گئی ہو تو پھر یہی مزدور اور ملازمین اس کے مالک ہوں گے۔ امام، قاضی اور صوبائی ذمہ داران مزدوروں اور ملازمین کو تعزیر تو کرسکتا ہے مگر یہ رقم واپس نہیں لے سکتا۔ رفاہی تنظیموں اور دیگر اداروں کے ملازمین اور مزدوروں کا بھی یہی حکم ہے۔

پانچواں حصہ
تشکیلات کے بارے میں

۳۴۔ صوبائی ذمہ داران اس بات کے مکلف ہیں کہ صوبائی سطح پر ایسے کمیشنز تشکیل دیں جن کے ارکان متعلقہ ذمہ داری نبھانے کے اہل ہوں اور ان کی تعداد پانچ سے کم نہ ہو۔ صوبائی کمیشن ضلعی ذمہ دار کے ساتھ اس کے مشورے سے ضلعی سطح پر ایسے کمیشنز تشکیل دیں، کہ ضلعی کمیشن کے اکثر اور صوبائی کمیشن کے کم از کم تین ارکان ان کے حلقہ کار میں ان کے ساتھ موجود ہوں۔ دونوں کمیشنز کے سربراہان اور ارکان ایسے اشخاص ہونے چاہئیں جنہیں اپنے حلقہ کار اور علاقے میں جانے اور وہاں کام کرنے میں کوئی عذر نہ ہو۔

۳۵۔ جن اضلاع میں امارت اسلامیہ کی واضح فعالیتیں موجود ہیں وہاں ضلعی ذمہ دار کی حیثیت سے ذمہ دار کا تعین کیا جائے۔ ضلعی ذمہ دار پھر مافوق {اپنے سے بلند رتبہ} ذمہ دار کی موافقت اور مشورے سے ایسے شخص کو اپنا معاون بنائے جو عسکری امور میں زیادہ مصروف نہ ہو۔ کسی حد تک عوامی امور سے واقف، تجربہ کار اور اخلاق حسنہ کا مالک ہو اور لوگ آسانی سے اس سے مل سکیں۔

۳۶۔ نئے گروپ اور جماعتیں بنانے پر پابندی عائد کردی گئی ہے البتہ شدید ضرورت کے وقت صوبائی ذمہ دار کے مطالبے اور تنظیمی رئیس کی موافقت اور مشورے سے قیادت سے منظوری لی جاسکتی ہے۔ صوبائی ذمہ دار غیر رسمی اور خود سر گروپوں کو بڑے گروپوں سے مربوط کردے۔ اور اگر مربوط ہونے سے انکار کردیں تو انہیں غیر مسلح کردیا جائے۔

بقیہ صفحہ نمبر 6 پر ملاحظہ فرمالیں

اروزگان میں جہادی ودعوتی سلسلے پوری کامیابی سے جاری ہیں۔

اروزگان ضلع دہراوود کے معروف مجاہد ملاموسی جان سے گفتگو

محترم قارئین!

صوبہ اروزگان کا شمار افغانستان کے مرکزی صوبوں میں ہوتا ہے۔ اس کے مشرق میں غزنی اور صوبہ زابل کا ایک حصہ، شمال میں صوبہ دایکنڈی مغرب میں ہلمند اور جنوب میں قندہار اور زابل کے مضافاتی علاقے واقع ہیں۔ صوبہ اروزگان کا مرکز ترین کوٹ کا شہر گوٹی ہے، اس صوبے کا کل رقبہ 12640 مربع کلومیٹر اور آبادی تقریبا4لاکھ نفوس پر مشتمل ہے۔

اس صوبے میں درجہ ذیل اضلاع شامل ہیں:

خاص اروزگان، چورہ، چارچینی، دھراوود، گیزاب

اروزگان افغانستان کا وہ صوبہ ہے جہاں سے جارحیت کے آغاز کے دنوں میں امریکیوں نے اپنے کٹھ پتلی حامد کرزئی کو اٹھاکر اقتدار تک پہنچایا تھا۔ اس وقت سے یہ صوبہ امریکی جارحیت پسندوں اور دیگر کفری قوتوں کے زیر قبضہ آگیا تھا۔ اب موجودہ حالات میں وہاں جہادی صورتحال کیا ہے؟ یہ معلوم کرنے کے لیے ہم نے ضلع دہراوود کے ایک مجاہد ملاموسی جان سے تفصیلی گفتگو کی جو آپ کے نذر کی جارہی ہے۔ ادارہ

سوال: جناب موسی جان صاحب آپ اروزگان دہراوود میں اپنی ذمہ داریاں نبھارہے ہیں، کچھ دنوں سے اس صوبے سے مجاہدین کی کامیاب کارروائیوں کی اطلاعات مل رہی ہیں پہلے اس حوالے سے اگر کچھ معلومات فراہم کریں؟

جواب: ضلع دہراوود اروزگان کے ان علاقوں میں سے ہے جن پر روز اول سے دشمن کی توجہ مرکوز رہی ہے۔ اس علاقے میں داخلی اور خارجی فوجیوں نے اپنے بہت سے اڈے بنار کھے ہیں۔ اب حال میں یہاں جگہ جگہ اربکیوں کو بھی اٹھایا گیا ہے مگر اس سال خالد بن ولید آپریشن کے سلسلے میں مجاہدین کی کوشش تھی کہ اس ضلع میں گھس کر اس کے علاقوں سے دشمن کا صفایا کرادیں۔

الحمدللہ، اللہ تعالی کی نصرت اور مدد سے مجاہدین اس سال اپنی اس کوشش میں کامیاب + رہے اور اس خطے کے کئی علاقوں میں جہادی سرگرمیاں شروع ہوگئیں۔ دہراوود جس کے اکثر علاقوں پر پہلے دشمن کا سکہ چلتا تھا اب دشمن یہاں تقریبا بیس یا تیس فیصد علاقے تک محدود ہوگیا ہے اور بقیہ علاقوں پر جہاد کا جھنڈا لہرارہا ہے۔

آپ نے دہراوود میں حالیہ آپریشن کے بارے میں سوال کیا، 21 اگست 2013ء کو مجاہدین نے دہراوود میں اس علاقے پر حملہ کیا جہاں سے خارجی نکل چکے تھے اور اپنی جگہ اربکیوں کو چھوڑ گئے تھے۔ الحمدللہ یہ حملہ انتہائی کامیابی سے پایہ تکمیل کو پہنچا۔ اس حوالے سے ورجان، شورجی، سنگ سلاخ، بازگیر، دہزرک، تنگی، شنغولی، غازی اور بارکی کے علاقوں پر بیک وقت آپریشن شروع کیا گیا۔ مجاہدین ان علاقوں سے دشمن کو نکالنے میں کامیاب ہوگئے ہیں۔ دشمن اکثر فوجی چیک پوسٹیں خالی چھوڑ کر بھاگ گئے، کچھ ہلاک ہوگئے۔ آپریشن کے دوسرے دن سیکزی کے علاقے میں دشمن کی ایک رینجر گاڑی اور 10 فوجی ہلاک ہوگئے۔ اسی طرح شنغولی کے علاقے میں ایک چیک پوسٹ میں کئی فوجی ہلاک ہوگئے۔ اس علاقے میں دشمن کے خلاف مجاہدین کے کامیاب آپریشنز کو دیکھتے ہوئے مرکزی انتظامیہ اور خارجی جارحیت پسندوں کو یہ خوف ہونے لگا کہ یہ علاقے ہمیشہ کے لیے مجاہدین کے ہاتھوں میں چلے جائیں گے۔ اس لیے انہوں نے اروزگان کے مرکز سے ایک بڑی کمک دہراوود بھیج دی جس میں بہت سے آسٹریلیائی فوجی بھی شامل تھے۔ مگر خارجی فوجی ماضی کی طرح جنگ میں شریک ہونے کے بجائے صرف داخلی فوجیوں کی کمان کرتے رہے۔

دہراوود پہنچ کر انہیں سخت مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا اور ان کے آگے بڑھنے کے راستے مسدود کردیے گئے۔ اب بھی دشمن پوری قوت سے

کوشش کر رہا ہے کہ اپنے ہاتھوں سے نکلے ہوئے علاقوں پر ایک بار پھر قبضہ کرلے۔ مگر علاقہ بھر میں قدم قدم پر ان کے خلاف مزاحمت ہو رہی ہے۔ جنگ ابھی اختتام پذیر نہیں ہوئی۔

اس آپریشن کے نتیجے میں دشمن کے داخلی قوتوں اور اربکیوں کو بے انتہا جانی نقصان پہنچا، درجنوں اہلکار ہلاک ہوگئے اور بہت سے علاقے ان کے ہاتھوں سے آزاد ہوگئے۔ ہماری صفوں میں جنگ کے چوتھے دن تک صرف ایک مجاہد شہید اور 6 زخمی ہوگئے۔ دشمن کا ایک ٹینک اور کچھ رینجر گاڑیاں بھی تباہ ہوگئیں۔

سوال: آپ اس آپریشن کو کس نظر سے دیکھتے ہیں؟ نیز بتائیے کہ یہ آپریشن کتنا اہم ہے؟

جواب: ہمارے خیال میں یہ آپریشن اس لیے زیادہ اہم ہے کہ دہراوود کا وہ علاقہ جہاں جارحیت پسندوں نے بہت زیادہ سرمایہ کاری کی ہے، وہاں اربکیوں کو پیدا کیا اور کیمپ بنائے یہاں تک کہ دشمن کی یہاں زیادہ موجودگی کی وجہ سے گذشتہ چند سالوں میں یہاں مجاہدین کوئی موثر کارروائی نہ کر سکے تھے مگر اب جب مجاہدین یہاں اتنی بڑی سطح کا آپریشن کر رہے ہیں، علاقے فتح کر رہے ہیں یہ ایک بڑی تبدیلی اور فتح ہے۔ دوسری بات یہ کہ آسٹریلیائی اور امریکی فوج کو اس علاقے میں داخلی فوجیوں اور اربکیوں پر پورا اعتماد تھا کہ ان کی انخلاء کے بعد یہ لوگ علاقے پر کنٹرول قائم رکھ سکیں گے مگر ان کارروائیوں نے یہ بات واضح کردی کہ داخلی فوجی اور اربکی مجاہدین کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔

سوال: اروزگان کے دیگر علاقوں میں امسال جہادی حالات اور مجاہدین کی کارروائیاں کیا اہمیت رکھتی ہیں، کیا ماضی کی بہ نسبت کوئی پیش رفت ہوئی ہے؟

جواب: جی ہاں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ماضی کی بہ نسبت واضح پیش رفت سامنے آئی ہے۔ پہلے دشمن کے کیمپ زیادہ تھے، بہت سے علاقوں پر مجاہدین کا قبضہ مستحکم نہیں تھا۔ مجاہدین اگر کہیں حملہ کرتے تو بہت جلد وہاں فضائی قوت پہنچ جاتی جس سے مجاہدین کی پیش رفت مسائل کا شکار تھی۔ مجھے یاد ہے چند سال قبل جب ہم کسی چیک پوسٹ پر حملہ کرتے تو گنتی کے دس یا پندرہ منٹوں میں خارجی فوجیوں کے ہیلی کاپٹرز وہاں پہنچ جاتے۔ مگر اب الحمدللہ خارجی شکست کے بعد بہت سے علاقوں سے بھاگ گئے ہیں، مجاہدین کی تعداد ماضی کی بنسبت بہت زیادہ ہوگئی ہے۔ چارچینو، خاص اروزگان، چینارتو، چوری اور گیزاب کے علاقوں میں بہت سے علاقے مجاہدین کے زیر کنٹرول ہیں۔ روزگان کا وہ ضلع جہاں دشمن کی قوت سب سے زیادہ مضبوط تھی وہ بھی ضلع دہراوود ہے مگر اب یہاں مجاہدین گروپوں کی شکل میں گھوم رہے ہیں بہت سے علاقے ان کے زیر کنٹرول ہیں۔

اروزگان کے مرکز میں کچھ عرصہ قبل دشمن کے بڑے مرکز پر فدائی حملہ ہوا جہاں دشمن کے بہت سے کمانڈروں سمیت امریکیوں کے خاص ساتھی مطیع اللہ عسکر کے درجنوں فوجی ہلاک ہوگئے۔ اس کامیاب حملے سے دشمن کی قوت اور بھی کمزور ہوگئی۔

سوال: افغانستان میں جہادی کارروائیوں کے ساتھ دعوت وارشاد کا سلسلہ بھی جاری ہے۔ امارت اسلامیہ کی کوشش ہوتی ہے دشمن کے افراد کو دعوت کے ذریعے دشمنی اور مخالفت سے دستبردار ہونے پر آمادہ کردیں۔ اروزگان میں یہ سلسلہ کس طرح چل رہا ہے؟

جواب: میں پورے اطمینان سے کہہ سکتا ہوں کہ صوبہ اروزگان ان صوبوں میں سے ہے جس میں دعوت وارشاد پروگرام بہت کامیابی سے آگے بڑھ رہا ہے۔ ہمارے علاقے میں صرف ایک سال پہلے اس بات پر کوئی یقین کرنے کو تیار نہیں تھا کہ دشمن کی صف میں کھڑے لوگ بھی مخالفت سے دستبردار ہوجائیں گے۔ مگر جس دن دعوت وارشاد کے کام کا آغاز ہوا گذشتہ چند مہینوں میں دشمن کے بڑے بڑے کمانڈر اپنے ساتھیوں سمیت دشمن کی صفوں سے باہر آرہے ہیں اور اپنے وسائل اور اسلحے مجاہدین کے حوالے کر رہے ہیں۔

اس دعوتی تحریک نے دشمن کو بھی بہت زیادہ گھبراہٹ کا شکار کردیا ہے، اس لیے کہ یہاں کئی بار ایسا ہوا ہے کہ دشمن کی مکمل چیک پوسٹیں ہتھیار ڈال چکی ہیں۔ اسی طرح اروزگان کے دیگر اضلاع میں بھی یہ سلسلہ جاری ہے جس میں دشمن کے افراد گروپوں کی شکل میں ہتھیار ڈال رہے ہیں

میرے اندازے کے مطابق گذشتہ ایک سال میں اروزگان میں دشمن کے 400 سے زائد افراد ہتھیار ڈال چکے ہیں جو یقیناً مجاہدین کی بڑی کامیابی ہے۔

سوال: آپ کے خیال میں دشمن کے افراد ہتھیار کیوں ڈال رہے ہیں؟ اور اگر یہ سلسلہ مزید جاری رہا تو دونوں جانب اس کے اثرات کیا ہوں گے؟

جواب: جہاں تک میرا خیال ہے پہلی مرتبہ جب خارجی دشمن افغانستان آیا تو اس کا پروپیگنڈہ انتہائی مضبوط اور متاثر کن تھا جس سے بہت سے کوتاہ نظر

لوگ ان کے دھوکے میں آکر ان سے مل گئے۔ مگر وقت گذرنے کے ساتھ بہت سے حقائق لوگوں پر واضح ہوگئے، یہاں تک کہ دشمن کی صفوں میں کھڑے افغان بھی یہ جان گئے کہ یہ خارجی دشمن افغانستان پر جارحیت کر کے یہاں آئے ہیں، یہ لوگ افغانستان کی تعمیر نو یا خوشحالی کے لیے نہیں آئے بلکہ یہ ان کے اپنے شیطانی اہداف ہیں۔

کرزئی حکومت کے پاس کوئی اختیار نہیں بلکہ یہ ایک کٹھ پتلی ہے اور اس کے مقابلے میں لڑنے والے مجاہدین راہ حق کے وفادار اور سچے جنگجو ہیں۔ اب لوگوں پر حق وباطل خوب واضح ہوگیا ہے اس لیے یہ لوگ نہیں چاہتے کہ کفر کی صف میں کھڑے ہوجائیں۔

ہمارے خیال میں اگر یہ سلسلہ اختیارات اور اقتدار کی منتقلی کے دوران جاری رہا تو آخر میں اسلامی تحریک کے لیے بہت اچھے اور جارحیت پسندوں کے لیے انتہائی نقصان دہ نتائج دے گا۔ اسی لیے اب جارحیت پسندوں نے افغانستان سے انخلاء کا سلسلہ شروع کردیا ہے۔ انہیں اس بات کا یقین ہے کہ ان کی ذمہ داریاں کرائے کے افغان فوجی نبھائیں گے، اگر افغان فوجی اپنا رخ اسی طرح بدلتے رہے اور مجاہدین کی صفوں میں شامل ہوتے رہے تو مغرب کا سارا منصوبہ تباہی کا شکار ہوجائے گا۔

سوال: آخر میں آپ افغان بھائیوں کو ایک مجاہد کی حیثیت سے کیا پیغام دینا چاہیں گے؟

جواب: ایک مجاہد کی حیثیت سے میرا پیغام دشمن کی صف میں کھڑے لوگوں کے لیے یہ ہے کہ وہ اپنے کردار پر ایک بار پھر نظر ثانی کریں۔ یہ لوگ جو کفر کی صف میں کھڑے ہیں اور کفار کی خدمت کررہے ہیں انہیں سمجھ لینا چاہیے کہ یہ دنیا اور آخرت میں ان کی تباہی کا راستہ ہے اس لیے بہتر یہ ہے کہ وہ اپنے نجات کی فکر کریں اور اپنے آپ کو تباہی سے بچائیں۔

یہ لوگ دیکھ رہے ہیں کہ مغربی جارحیت پسند افغانستان سے نکلنے لگے ہیں، تو اس سے قبل کہ اپنے عوام کے انتقام کا شکار ہوجائیں اور خدانخواستہ باطل کی راہ میں اپنی زندگی ہار جائیں انہیں چاہیے اپنے برے اعمال سے تائب ہو کر عملی طور پر کافروں کی صف سے نکل آئیں۔ اگر انہیں خدشہ ہے کہ مجاہدین انہیں نقصان پہنچائیں گے تو انہیں اطمینان ہونا چاہیے جس طرح ان کے دوسرے ساتھی جو ان سے قبل دعوت وارشاد کمیشن کے ذریعے مجاہدین سے مل گئے اب ان کی جان ومال محفوظ ہے ان کی بھی جان، مال اور عزت کی حفاظت کی ضمانت دی جائے گی۔

بقیہ از: مجاہدین کے لئے لائحہ

۳۷۔ امارت اسلامیہ کے ترجمانوں کا تعین متعلقہ ادارے کی درخواست پر مرکزی قیادت کی جانب سے کیا جاتا ہے اور یہ سب امارت اسلامیہ ہی کی نمائندگی کرتے ہیں۔ صوبوں، گروپوں اور اشخاص کی میزبانی سے کسی کو بھی یہ حق نہیں کہ ذرائع ابلاغ سے بات چیت کرے۔ اس اصول پر عمل درآمد کا مقصد بے اتفاقی اور بدنظمی کا راستہ روکنا ہے۔

۳۸۔ ہر صوبے کا ذمہ دار صوبے کی سطح پر ایسی شرعی عدالت تشکیل دے جس میں ایک قاضی اور دو جید علماء ارکان ہوں۔ تاکہ صوبے کی سطح پر ان بھاری بھرکم مسائل کو حل کیا جائے جس کا حل گاؤں اور اضلاع کے علماء کے لیے مشکل ہو۔ صوبائی ذمہ دار عدلیہ کے قاضی اور دیگر ارکان کی منظوری کے لیے قیادت کو درخواست دے۔

۳۹۔ صوبائی تشکیل میں تنظیمی سربراہ صوبائی ذمہ دار کے مشورے اور صوبائی ذمہ دار تشکیلات میں ضلعی ذمہ دار کے مشورے سے تبدیلیاں لاسکتا ہے۔ البتہ اس حوالے سے مشورے کے بعد اگر صوبائی اور ضلعی ذمہ دار کے نقطہ نظر میں اختلاف آجائے صوبائی ذمہ دار یہ مسئلہ تنظیمی سربراہ کے سامنے پیش کرے گا۔ تنظیمی سربراہ اور صوبائی ذمہ دار میں بھی اگر اتفاق نہ ہوا تنظیمی سربراہ یہ مسئلہ قیادت کے سامنے رکھے گا۔ اسی طرح صوبائی کمیشن کو اختیار ہے کہ ضلعی ذمہ دار کو اچھی طرح سے تحقیق کے بعد تنظیمی سربراہ اور صوبائی ذمہ دار کی اجازت سے تبدیل کردے۔

●●●

''جشن 28 اسد'' منانے کا حقدار کون؟

تحریر: جمیل میڑنی

ہجری شمسی سال کے ماہ اسد کی 28 تاریخ کا دن ہمارے پیارے ملک افغانستان کی تاریخ میں ایک اہم باب، غیرت، شجاعت، حریت اور قربانی کی اہم یادگار ہے، اس دن جشن منانا اور اس کا احترام کرنا ہر افغان اپنا ملی فریضہ سمجھتا ہے کیونکہ دنیا کی وہ بڑی بادشاہی جس کی سلطنت میں سورج نہیں ڈوبتا تھا، اسی روز افغانستان میں افغانوں کی ایمانی قوت اور جہادی جذبے سے مات کھا کر ریزہ ریزہ ہوگئی۔ ہمارے بہادر اسلاف اور دلیر اجداد نے فرنگی طاغوت کی تین بڑی یلغاروں کو بلند شہامت اور بے مثال قربانیوں کی بدولت ناکام بنا کر انہیں ذلت آمیز شکست سے دوچار کیا اور آخر کار اسی تاریخ کو افغانوں نے بین الاقوامی میدان میں انگریزوں کو اپنی فتح کی کامیابی کی عظمت کو سلام پیش کرنے اور افغانستان کی آزادی کو تسلیم کرنے پر مجبور کر دیا۔

یقیناً انگریزوں سے خود مختاری حاصل کرنے کے طویل معرکے میں مزاحمت کرنے اور قربانی دینے والے وہ مجاہد عوام تھے جن کی قیادت علماء کرام اور قومی عمائدین کر رہے تھے، عوام کو ابھارنے والے علماء تھے یہاں تک کہ ان علماء کے اصرار پر اس وقت کے حکمران امان اللہ خان نے خود مختاری کا اعلان کرنے کی ہمت کی، اسی وجہ سے کابل عیدگاہ کی تاریخی مسجد میں افغانستان کے علماء نے امان اللہ خان کے سر پر خود مختاری کا خول باندھ کر اعزاز دیا اور ان سے کہا کہ فوری طور پر خود مختاری کا اعلان کریں اور شریعت نافذ کریں۔

امان اللہ خان یورپ کے دورے پر گئے، چھ ماہ کا طویل دورہ کیا، اسلام دشمنوں نے انکا ذہن لادینیت کے زہر سے پراگندہ کیا جب وہ واپس اپنے ملک کو لوٹا تو انہوں نے اپنی مسلم قوم کی مذہبی اقدار و تہذیبی روایات کو جاننے اور اجاگر کرنے کے بجائے اصلاحات کے نام پر ایسے اقدامات کئے کہ بہت جلد عوام کے شدید رد عمل کا سامنا کرنا پڑا، انہیں غازی کا لقب دینے والے ان سے بیزار ہوگئے اور ان کے خلاف فتویٰ جاری کیا۔

ترقی اور تعمیر کے نام پر امان اللہ خان کے اصلاحی اقدامات یہ تھے کہ کابل کے مختلف علاقوں میں پولیس تعینات کر کے خواتین سے جبراً حجاب اتارا گیا، عوام کے سامنے اپنی اہلیہ کے سر سے دوپٹہ پھینک دیا، یورپی لباس کو تعلیمی اور سرکاری اداروں میں ضروری قرار دیا، چار شادیوں پر پابندی عائد کی، فوج میں داڑھی رکھنے پر پابندی عائد کی اور سب سے اہم یہ کہ یورپ کے دورے کے دوران ملکہ ثریا کے ننگے سر اور محبت کی تصویریں بڑی تعداد میں شائع ہوئیں۔

امان اللہ خان کے یہ کارنامے تھے جو عوام کے غیض و غضب کا نشانہ بنے، ان کے خلاف مزاحمت شروع ہوئی اور آخر کار وہ ملک سے بھاگنے پر مجبور ہوگئے یقیناً یہ ان کی اسلام اور خود مختاری کی روح سے غداری اور مغرب کی غلامی کا نتیجہ تھا۔

افغانوں کو کس نے چین سے رہنے دیا:

افغانستان پر برطانیہ کی یلغار کے 60 سال نہیں گزرے تھے کہ دنیا کی ایک اور طاغوت (سوویت یونین) نے افغانستان پر فوج کشی کی، لیکن غیور افغانوں کی تاریخی مزاحمت اور پندرہ لاکھ افراد کی قربانیوں کی بدولت 1989ء میں اس استعمار نے بھی افغانستان میں گھٹنے ٹیک دیئے اور راہ فرار اختیار کی۔ افسوس، سوویت یونین کی فوج کی واپسی کے 24 سال اور انگریزوں کی شکست کے 94 سال گزرے تھے کہ بدقسمتی سے ہمارے عوام سکون اور راحت کی زندگی گزارنے اور ترقی کرنے کے بجائے ایک بار پھر استعماری قوتوں کی یلغار کا شکار ہوگئے، اس بار امریکہ، بے شرم برطانیہ اور نیٹو مشترکہ طور پر افغان عوام پر زور آزمائی کر رہے ہیں، 13 سال سے استعمار نے افغان عوام کے خلاف ظلم اور وحشت کا بازار گرم کر رکھا ہے، لیکن ابھی تک ان کا دل ٹھنڈا نہیں ہوا ہے۔ لیکن علامات سے ظاہر ہو رہا ہے کہ افغانوں کے ہاتھوں مغربی استعمار کی خوب پٹائی کی گئی ہے اور اب وہ راہ فرار اختیار کر رہا ہے اور یہ کوشش کر رہا ہے کہ کس طرح باعزت واپسی

اختیار کرے، کابل انتظامیہ کے ساتھ امن معاہدہ، ملک کے مختلف علاقوں سے فوجی انخلاء، اہم فوجی اڈوں سے پسپائی اور سیاسی میدان میں امارت اسلامیہ کے ساتھ مفاہمت کی مثالیں بزبان حال شکست کا اعلان ہے۔

خود مختاری کا جشن منانا:

آزادی اور خود مختاری کا جشن منانا اس وقت مناسب ہے کہ جب ہمارے ملک کے حکمران خود مختار اور داخلہ وخارجہ پالیسی بنانے میں آزاد ہو، پالیسیاں عوامی امنگوں کے مطابق تشکیل دینے میں بااختیار ہو، اور امریکہ وبرطانیہ کے غلام نہ ہو، تو اس صورت میں اگر ماہ اسد کی 28 تاریخ کو رسمی طور پر جشن آزادی منائی جائے تو یہ باعث افتخار اور قابل ستائش عمل ہے، اور اگر کسی میں یہ اوصاف حمیدہ نہ ہوں بلکہ صدر، اس کے معاونین، پارلیمنٹ کے اراکین اور فوج براہ راست برطانوی انگریزوں کے رحم وکرم پر ہوں اور ملک پر عملاً ان کا قبضہ اور حکمرانی ہو، تو ان حالات میں اگر کوئی جشن آزادی مناتا ہے اور استعماری قوتوں کو قابض نہیں سمجھتا تو وہ خود فیصلہ کریں اور اپنے گریبان میں جھانکیں کہ اس کا ضمیر زندہ ہے کہ مردہ؟

غلام اپنی غلامی نہیں چھپاتے:

ملک کے موجودہ حکمران اور خود صدر ببانگ دہل کہہ رہے ہیں کہ امریکہ، برطانیہ، ایران اور ہندوستان کے خفیہ ادارے انہیں ہر ماہ اچھی خاصی رقم مخصوص اہداف کے لئے دے رہے ہیں لیکن انہیں اس غلامی پر کوئی شرم اور عار محسوس نہیں ہو رہا۔ کرزئی حکومت کے سابق وزراء داخلہ (یونس قانونی اور حنیف اتمر) نے اس حقیقت سے بھی پردہ اٹھایا کہ کابل میں 12 رسمی چرچ ہیں جن کی تعمیر کی اجازت مغرب کی دباؤ اور بڑی رقم دینے کے عوض دی گئی۔ قانونی نے تین سال پہلے ماہ اسد کی 28 تاریخ کی مناسبت سے کہا تھا کہ موجودہ برطانوی انگریز اس بات کو برا مانتے ہیں کہ جو افغان ان کے اجداد کو استعمار کہتے ہیں اور شکست کی نسبت ان کی طرف کرتے ہیں، یہاں تک کہ برطانیہ کے سفیر نے جشن آزادی کے موقع پر کرزئی سے شکایت کی کہ جشن مناتے وقت ان کے اجداد کو غلط نسبت کرنے سے گریز کیا جائے۔

جشن آزادی کون منائے؟

انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ ماہ اسد کی 28 تاریخ کو جشن آزادی منانے کے حقدار وہ افغان ہیں جو اب بھی افغانستان کی خود مختاری کے لئے لڑ رہے ہیں، قابض امریکی اور برطانوی فوجیوں کے سینوں میں گولیاں پیوست کر رہے ہیں اور عبرتناک سبق سکھا رہے ہیں، افسوس ہے انگریزوں کے ان غلاموں پر جو جشن آزادی میں شریک ہو رہے ہیں بلاشبہ ان کے لئے رسوائی اور ڈوب مرنے کا مقام ہے، وہ عوام کے سامنے اسی طرح شرمندہ اور شرمسار رہیں۔

بقیہ از: مولوی عزت اللہ عارف شہید

اتنے متاثر تھے کہ بہت عرصے تک کہتے تھے کہ افغانوں اور خاص کر علماء کرام کو جس امیر کی تلاش تھی اب اللہ تعالی کی جانب سے افغانوں کو میسر آیا ہے۔

زندگی کے آخری ایام:

اللہ تعالی نے عارف صاحب کو استعداد اور اطاعت کے خصوصی خزینے عطا کیے تھے۔ امیر المومنین ملا عمر مجاہد، ملا محمد ربانی مرحوم اور دیگر اکابر ان سے خصوصی محبت اور شفقت فرماتے تھے۔ دعوت وارشاد کا کام ان سے لیتے۔ سیاسی اور انتظامی امور کے معاملات میں ان سے مشورے لیے جاتے۔ مشرقی صوبوں میں عوام سے رابطے اور وہاں تحریک کو عام کرنے کے لیے رائے عامہ ہموار کرنے کے حوالے سے عارف صاحب کا کردار ہمیشہ قابل تحسین رہا۔

مگر اللہ تعالی نے تقدیر میں یہی لکھا تھا اور اللہ تعالی کو محبوب یہی تھا کہ اب بصیرت، تقوی، عرفان اور کمال کا یہ ستارہ اس فانی دنیا سے ابدی دنیا کی جانب چلا جائے۔ اس وقت امیر المومنین حفظہ اللہ اور حاجی معاون صاحب رحمہ اللہ کے مشورے سے عارف صاحب اپنے کئی ساتھیوں کے ساتھ صوبہ نیمروز چلے گئے تا کہ وہاں مذکورہ صوبے کے انتظامی اور جہادی امور کو منظم کیا جائے اور وہاں ایک حکومت تشکیل دی جائے، مگر چوں کہ امارت اسلامیہ کا ہر شہری فوجی اور ہر فوجی شہری ہوتا ہے اور ہر ذمہ دار کو یہ احساس ہوتا ہے کہ کیسے خدمت واطاعت کی مثال بن سکے اسی لیے عارف صاحب صوبے کے دیگر امور کو آگے بڑھانے کے ساتھ جہادی اور عملی شعبے میں بھی بھرپور حصہ لیتے۔

اس وقت صوبہ نیمروز پر شر وفساد کے لشکروں نے ایک شدید حملہ کیا۔ سخت معرکہ آرائی اور آمنے سامنے کی جنگ کے بعد عارف صاحب 15 مئی 1995ء عید الاضحیٰ کے چوتھے دن شہادت کے عظیم رتبے پر فائز ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

یاد رہے عارف صاحب ایسے وقت میں شہید ہوئے جب طالبان نے صوبہ نیمروز سے عقب نشینی کر لیتی تھی۔ دوبارہ جب نیمروز فتح ہوا تو عارف صاحب کی جائے تدفین تلاش کی گئی۔ پہلے ان کا جسد خاکی قندہار لایا گیا پھر ان کے والد کے شدید اصرار پر ان کے آبائی علاقے چہاردہی لایا گیا۔ اللہ اس عظیم ہستی کے جہادی وعلمی کارنامے، سیاسی واجتماعی خدمات اپنے دربار میں قبول فرمائے۔ اللہ کرے ان کے اور بھی جانشین پیدا ہوں جو ان کے نقش قدم پر چلیں اللہ انہیں جنت الفردوس میں اعلی مقام عطا فرمائے۔ [آمین]

مولوی عزت اللہ عارف شہید رحمہ اللہ کی

حیات جاوداں اور کارناموں پر ایک نظر

جمع وترتیب: خبیر احمد مجاہد

کاغذ کی لوح پر یہ دمکتا نام اس عظیم شخصیت کا ہے جسے اسلام کی نشاۃ ثانیہ کی فکر اور مسلمانوں کا درد قدرت کی جانب سے ودیعت کیا گیا تھا۔ وہ سید جمال الدین افغانی اور مولانا عبید اللہ سندھی کی طرح مسلمانوں کے اتحاد کے لیے فقیرانہ وار گھومتا رہا۔ وہ مسلمانوں کی آزادی وخود مختاری کے لیے کوشاں پر عزم قافلوں کا سالار اول اور بیک وقت علمی سیاسی اور جہادی میدانوں کا شہسوار تھا۔ نبوی اخلاق سے مزین، چہرے پر ہر وقت مسکراہٹ اور نورانیت، پیشانی کشادہ !ہائے وہ کتنا عظیم انسان تھا۔ سخت تکالیف اور مصائب میں بھی صبر اور تحمل کا دامن اس کے ہاتھ سے نہ چھوٹتا تھا۔

علم، عمل، سیاست اور جہاد کا جامع یہ شخص افغانستان صوبہ ننگرہار کے ضلع چہار دہی کا رہائشی مولوی عزت اللہ عارف شہید ہی تھا۔ جنہیں ان کے نام سے زیادہ ان کے تخلص {عارف صاحب} سے شہرت حاصل تھی۔

مرحوم مولوی عزت اللہ عارف نور اللہ مرقدہ صوبہ ننگرہار کے مشہور جہادی اور علمی شخصیت مولانا عبدالکافی رحمہ اللہ کے صاحبزادے تھے۔ ان کی پیدائش 1346ھ ش سال میں ہوئی۔ انہوں نے ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں کی مسجد اور سکول میں حاصل کی۔ اس کے بعد دورہ متوسطہ کے لیے ضلع بٹی کوٹ کے فارم غازی آباد کے سکول میں داخل ہوگئے۔

عارف شہید کو اللہ تعالی نے بچپن ہی سے ایسے اوصاف حمیدہ سے نوازا تھا کہ دیکھنے والے آسانی سے اندازہ لگاسکتے تھے کہ یہ بچہ مستقبل میں معاشرے کی خدمت اور رہنمائی کے لیے اہل ثابت ہوگا۔ فارم غازی آباد کے سکول میں نہم جماعت میں پہلی پوزیشن حاصل کرنے کے بعد جلال آباد گئے جہاں انہوں نے افغانستان کے عظیم تاریخی دینی مدرسہ نجم المدارس میں داخلہ لیا۔ وہاں ابھی انہوں نے صرف ایک سال ہی پڑھا تھا کہ روس کی کٹھ پتلی انتظامیہ کی جانب سے ملک کے حقانی علماء کے خلاف مظالم کا آغاز ہوگیا۔ جس میں نجم المدارس کے جید استاد اور عارف صاحب کے قریبی رشتہ دار مولوی غلام سبحانی اپنے ساتھیوں اور دیگر مدرسین سمیت گرفتار ہوگئے۔ دوسری طرف ان کے والد جو اپنے علاقے کے معروف اور جید علماء میں سے تھے ان پر زندگی کا دائرہ تنگ ہونے لگا۔ تب انہوں نے 1358 میں اپنے اہل خانہ کے ساتھ پڑوسی ملک پاکستان ہجرت کی اور پاکستان کے صوبہ خیبر پختونخوا کے مضافاتی علاقے مدہ مغل خیل میں اپنی قوم کے ساتھ رہنے لگے۔

دینی تعلیم:

مولوی عارف شہید کو ان کے والد مولوی عبدالکافی رحمہ اللہ نے اسلامی علوم سیکھنے کے لیے 1359ش مدرسہ دارالعلوم احناف میرزو میں داخل کروایا۔ انہوں نے پہلے درجے کی کتابیں وہیں پڑھیں۔ دوسرا درجہ تنگی دارالعلوم اور تیسرا درجہ پھر سے دارالعلوم احناف میں پڑھا۔ چوتھا درجہ دارالعلوم ہدایت الاسلام تخت آباد میں پڑھا۔ پانچویں سال کی کتب پشاور شہر کے علاقے باڑہ میں دارالعلوم ہاشمیہ میں وقت کے معروف علماء کرام جیسے سید قریش بابا اور قاضی محمد امین سے پڑھیں۔ بعد ازاں اپنے جہادی شوق کی وجہ سے اپنے مدرسے کے طلبہ کے ساتھ طلبہ کے کمانڈر کی حیثیت سے ملک کے معروف جہادی کمانڈر مولوی جلال الدین حقانی کے محاذ پر جہاد کے لیے اپنے وقت کے گرم جہادی محاذ پکتیا ستوکنڈو چلے گئے۔

تکمیلی درجات دارالعلوم سعادت خان طورو میں انتہائی شوق وذوق سے مولانا غلام محبوب صاحب سے پڑھے۔ ریاضی اور فلسفہ غزنی کے مشہور عالم دین مولانا محمد مستقیم صاحب سے پڑھیں۔ علم میراث مردان کے علاقے بخشالی میں میراثی بابا سے پڑھی۔ موقوف علیہ پڑھنے کے لیے پھر دارالعلوم ہدایت الاسلام تخت آباد آگئے جہاں شیخ الحدیث مولانا عنایت اللہ صاحب فاضل

دیوبند اور شیخ الحدیث مولانا مطلع الانوار فاضل دیوبند سے کسب فیض کیا۔ دورہ حدیث 1989ء کو دارالعلوم حقانیہ میں اس طرح پڑھا کہ سینکڑوں طلبہ میں انہیں مسلم شریف اور ترمذی شریف کا قاری چنا گیا۔ دورہ حدیث کے تینوں امتحانات میں اچھے نمبر اور دوسری پوزیشن حاصل کی جس میں ان کی دستار بندی انتہائی امتیازی شان سے کروائی گئی۔

قرآن مجید کی تفسیر اور ترجمہ پختونخوا ضلع صوابی میں شاہ منصور باباجی رحمہ اللہ سے پڑھا۔ اسی طرح حفظ قرآن کریم اپنے علاقے کے جید قاری، قاری سید غنی صاحب سے کیا۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ عارف صاحب کو ان کے قوی حافظے کی برکت سے پورا قرآن کریم تین ماہ میں یاد ہو گیا تھا۔

تدریس:

فراغت کے پہلے سال پشاور فقیر آباد میں مدرسہ رشیدیہ میں تیسرے چوتھے اور پانچویں درجے کی کتابیں پڑھائیں۔ اسی سال کے آخر میں سعودی عرب چلے گئے جہاں اللہ نے انہیں عمرے اور حج کی سعادت سے نوازا۔ فراغت کے دوسرے سال معروف مدرسہ امداد العلوم کے استاد کل شیخ الحدیث مولانا حسن جان مدنی رحمہ اللہ کی درخواست اور مہربانی سے انہیں اسی مدرسے میں ممتاز اساتذہ میں شامل کیا گیا جہاں انہوں نے بہت اچھے انداز میں تدریس کی خدمت انجام دی۔ تیسرے سال نمک منڈی میں قاری فیاض صاحب کے مدرسے میں انہیں تدریس کے لئے بلایا گیا۔

جہادی وسیاسی زندگی:

شہید عارف صاحب اسلامی معاشرے کے ایک بے ریا خادم اور عملی، جہادی اور سیاسی فکر سے مالامال شخصیت تھے۔ کبھی سرخ روسیوں کے خلاف جہاد کے لیے گرم محاذوں پر پہنچ جاتے۔ کبھی مسلمانوں کے درمیان وحدت اور خیر خواہی کی کوششیں کرتے رہتے۔ ان کی بڑی کوشش یہ تھی کہ مسلمانوں کے درمیان اتحاد واتفاق قائم ہو جائے اور ان کا نصب العین اور نعرہ ایک ہو جائے ۔ روس کی شکست کے بعد جب ملک میں تنظیمی جھگڑوں کا آغاز ہوا انہیں خاموش کرنے اور صلح صفائی کے لیے انہوں نے دو مرتبہ سفر کیا ایک مرتبہ اتحاد علماء افغانستان کے سربراہ مولوی عبد اللہ ذاکری اور دوسری مرتبہ مولوی جلال الدین حقانی کے ساتھ۔

انقلاب جب طویل ہو گیا اور دار الہجرت میں مہاجر کیمپوں میں فسادات رونما ہونے لگے اپنے اساتذہ کے مشورے اور ساتھیوں کے تعاون سے انہوں نے دعوتی واصلاحی تنظیم بنائی جو علماء طلباء اور مخلص مسلمانوں پر مشتمل تھی۔ اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی خدمت کیمپوں، مساجد اور جلسوں کے دعوتی مجالس میں انجام دیتے رہے۔

انہی اصلاحی کوششوں کا نتیجہ تھا کہ افغانستان کے ہر ضلع میں اہل سنت والجماعت کے نام سے تنظیمیں بنیں اور ہر صوبے میں علماء وطلباء نے اپنے صوبے سے فسادات کے خاتمے کے لیے دعوتی واصلاحی کوششیں شروع کر دیں۔ بالآخر اللہ تعالی نے انہی صوبائی اصلاحی کمیٹیوں کو ایک مکمل مخلصانہ جہادی تحریک کی فہم عطا کر دی۔

شہید عارف صاحب کے خاص کردار کے نتیجے میں پورے افغانستان کی سطح پر اہل سنت والجماعت اتحاد سامنے آیا۔ اس اتحاد نے مسلمانوں اور مجاہدین کے درمیان پائے جانے والے اختلافات کے خاتمے میں بھرپور کردار ادا کیا۔ اسی لیے انہیں اس اتحاد کا سربراہ بنا دیا گیا جس کے وہ آخر تک سربراہ رہے۔

13 نومبر 1994ء کو جب قندھار میں عالی قدر امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد حفظہ اللہ کی قیادت میں تحریک اسلامی طالبان کا اعلان ہوا اور عملا فساد اور منکرات کے خلاف جنگ کا آغاز ہوا تو عارف صاحب وہ شخص تھے جنہوں نے اپنے اتحاد کا اجلاس پشاور مدرسہ دار القراء میں بلایا اور انتہائی اخلاص سے فیصلہ کیا کہ ہم طالبان اسلامی تحریک سے مل جائیں گے اور اس کی مدد کریں گے۔ یہی وہ وقت تھا جب عارف صاحب نے تدریس کو خیرباد کہا اور اہل سنت والجماعت کے اکثر صوبائی قائدین کے تعاون سے اپنا قافلہ قندھار پہنچایا اور وہاں محترم ملا محمد عمر مجاہد سے بیعت کی اور اعلان جہاد کیا۔

عارف صاحب کے قریبی ساتھی اور امارت اسلامیہ کے دور میں ہلال احمر کے سربراہ جناب مولوی عصمت اللہ عاصم کا کہنا ہے کہ جب ہم نے جناب عالی قدر امیر المومنین کے ہاتھ پر بیعت کی ہمارے گروپ میں مشرقی صوبوں کے طالب رہنما ساتھی جیسے مولانا برہان الدین صاحب، مولوی نور جلال، مولوی عزت اللہ، مولوی نجیب اللہ، مولوی رستم، مولوی رحیم اللہ اور مولوی رحیم الدین شامل تھے ۔ اس وقت مولوی عبد الباقی حقانی اور مولوی عبد القدیر صاحب ساتھیوں کے مشورے سے پشاور میں ساتھیوں کو منظم کرنے اور تشکیلات کے لیے رہ گئے تھے۔ عاصم صاحب کا کہنا ہے کہ اس وقت ہم سب بہت خوش تھے اور خوشی سے پھولے نہیں سما رہے تھے مگر عارف صاحب

بقیہ صفحہ نمبر 8 پر ملاحظہ فرمائیں۔

قاہرہ کے مسلمانوں کو کس جرم کی سزا دی گئی؟

شہید زدی

مصر میں آنے والی بڑی تبدیلیوں کی وجہ سے آج یہ ملک ذرائع ابلاغ میں سب سے زیادہ موضوع بحث بنا ہوا ہے۔ چودہ اگست کو یہاں بہت بڑا قتل عام ہوا، یہ مصر کی انتہائی دردناک تصویر ہے۔ اب مصر کا نام سنتے ہی یہ تصویر ذہن میں ابھرنے لگتی ہے۔ لیکن دنیا اگر مصر کو جانتی ہے تو موجودہ حالات کی وجہ سے نہیں بلکہ اس لیے کہ عالمی سطح پر اس ملک کی تاریخ انتہائی قدیم ہے۔ یہاں بہت سی تہذیبیں اور اقوام گذری ہیں۔ یہ بہت سے انبیاء کی بعثت کی سرزمین ہے۔ یہاں فرعون گذرے ہیں۔ یہی سرزمین فرعون کی شکل میں ایک بڑے باطل اور موسی علیہ السلام کی صورت میں ایک بڑے حق کے درمیان میدان کارزار بھی رہا ہے۔

یہاں اللہ تعالی کے ایک بڑے پیغمبر حضرت یوسف علیہ السلام بچپن میں غلام کے نام پر فروخت ہوئے، یہیں پر اللہ تعالی نے انہیں نفس پرستوں کی جال میں پھنسنے محفوظ رکھا اور پاک دامنی کی وہ تاریخ رقم ہوئی کہ روز قیامت تک اللہ تعالی کی عظیم کتاب اس کی یاد دلاتی رہے گی۔ حق پرستی کی راہ میں بہت سی تکالیف اٹھانے کے بعد یہیں اسی سرزمین پر اللہ تعالی نے انہیں بلند مقام عطا فرمایا۔ دریائے نیل بھی یہیں پر ہے اور قلزم بھی یہیں پر جہاں فرعون اپنے لشکر کے ساتھ ڈوب کر ہلاک ہو گیا تھا۔ موسی اور ہارون علیہما السلام کو یہیں پر اللہ تعالی نے فرعون سے نجات دلائی۔ اہرام کے نام پر تعمیرات کا سب سے قدیم اور بڑا شاہکار یہیں پر ہے۔

مختصر یہ کہ اور بھی بہت سی وجوہات ہیں جس نے مصر کو عالمی شہرت عطا کی ہے مگر جہاں تک امریکا، اسرائیل اور دیگر مغربی ممالک کی نظر میں اس کی اہمیت یہاں سوئس کینال کے پڑوس میں واقع فلسطین کی سرزمین پر یہودیوں کے قبضے اور اسرائیلی حکومت کے اعلان کی وجہ سے ہے۔ اس لیے کہ گذشتہ سالوں میں یہودیوں کے قبضے کے خلاف اور فلسطین کی آزادی کے لیے جتنی بھی تحریکیں اٹھیں اس کا مرکز ہمیشہ مصر رہا ہے۔

اسرائیل کے خلاف 1948، 1968 اور 1973 میں جو تین جنگیں ہوئیں تو ان سب میں مرکزی کردار مصر کا رہا۔ یہ الگ بات ہے کہ مصری فوج اپنے اتحادیوں سمیت اکلوتے اسرائیل کے مقابلے میں ہر جنگ ہارتی رہی۔

یہ بات واضح ہے کہ مصر کی سرکاری فوج اور دیگر اندرونی افواج کے خلاف مکمل فتح اور کامیابی ہی امریکا اور دوسرے مغربی ممالک کے لیے اہم ہے مگر اس سے زیادہ اہم مصری فوج کے ذہنوں سے اسرائیل کی دشمنی اور جہادی جذبہ نکالنا تھا۔ اس لیے دشمن نے مصر کے بارے میں اپنی پالیسی تبدیل کر ڈالی ، اور بجائے اس کے کہ مصر کے ساتھ دشمنی جاری رکھے اسے اپنی جال میں گھیرنے کے لیے اسے دوستی کا پیغام بھیجا۔ فوج سے براہ راست رابطے قائم کر لیے گئے اور ہزاروں فوجی افسروں خصوصی پالیسی ساز ارکان کو تربیت کے نام پر امریکی اور برطانوی فوجی اکیڈمیوں میں لایا گیا۔ اس کے ساتھ ساتھ امریکا نے مصری فوجی کی مدد بھی جاری رکھی۔ یہاں تک کہ امریکا نے اسرائیل کے بعد مصری فوج کی سب سے زیادہ مدد کی۔

مصری فوج سے براہ راست رابطوں، تربیت اور تعاون کا نتیجہ یہ نکلا کہ مصر نے غاصب پڑوسی ملک کو بھی باقاعدہ طور پر تسلیم کر لیا اور اس کے ساتھ امن معاہدہ بھی کر لیا، یہی بات عرب دنیا سے امریکی رابطے کا مرکزی نکتہ ثابت ہوا اور اب بھی ہے۔ مصری فوج سے براہ راست تعلقات اور ان سے تعاون کا ایک نتیجہ یہ بھی تھا کہ 8 197 سے 2012 یعنی حسنی مبارک کی معزولی تک 35 سالوں میں مصر میں ایسی فوج تیار ہو گئی جسے اسرائیل کی بجائے اسلام پسندوں سے زیادہ دشمنی تھی۔ اسی لیے تو ڈاکٹر مرسی کی قیادت میں اسلام پسندوں کی حکومت ایک سال سے زیادہ ان کے قابل برداشت نہ رہا اور مظاہروں کا آغاز ہونے سے بہت پہلے ہی اس حکومت کے خاتمے کا فیصلہ کیا گیا

۔ یہ ہم نہیں کہہ رہے بلکہ محمد مرسی کے مخالفین میں سے ایک انتہائی اہم مخالف ڈاکٹر مونا مکارم عبید نے بھی یہ اعتراف کیا ہے۔

ڈاکٹر مونا مکارم قبطی ایک عیسائی ہیں، گذشتہ 17 سالوں سے قاہرہ میں امریکی یونیورسٹی کے فیکلٹی فار پولیٹکل سائنسز کے پروفیسر ہیں۔ حسنی مبارک کے دور حکومت میں پارلیمنٹ کے رکن رہے، حسنی مبارک کی حکومت کے خاتمے کے بعد عبوری انتظامیہ میں فوجی مشاورتی کونسل کے رکن رہے اور بعد ازاں محمد مرسی کی حکومت میں بھی پارلیمنٹ کے رکن بن گئے۔ قانون سازی کرنے والی کمیٹی میں بھی شامل رہے اور مرسی حکومت کے خاتمے کے دنوں میں دیگر سیکولر اور لبرل ارکان پارلیمنٹ کی طرح انہوں نے بھی استعفیٰ دے دیا تھا۔

3 جولائی کو جب محمد مرسی حکومت ختم ہو گئی تقریبا ایک ہفتہ بعد 11 جولائی کو "مڈل ایسٹ انسٹیٹیوٹ "نامی ادارے کی جانب سے "مصر کا سیاسی مستقبل" کے عنوان سے ایک سیمینار سے خطاب کے دوران ڈاکٹر مونا مکارم کے منہ سے یہ بات نکل گئی کہ محمد مرسی کی حکومت کے خلاف مظاہروں کے آغاز سے قبل ہی فوج کے سربراہ عبدالفتاح السیسی نے مرسی حکومت کے مخالفین کی مدد سے حکومت گرانے کا منصوبہ بنالیا تھا۔ انہوں نے مزید کہا کہ 30 جون کو یعنی فوجی بغاوت سے چار دن قبل مجھے حسنی مبارک کے قریبی ساتھی اور اس کی حکومت میں وزیر بلدیات حسب اللہ الکفراوی کے گھر میں ایک اجلاس میں شرکت کی دعوت دی گئی۔ بائیں بازو کے لوگوں میں 20 سے زیادہ بڑے صحافی اور ارکان اپوزیشن سمیت فواد علام بھی وہاں موجود تھا۔

{جنرل فواد نے حسنی مبارک کے دور حکومت میں اندرون ملک کام کرنے والی انٹیلی جنس کا سربراہ تھا، انسانوں پر مظالم ڈھانے کے فن میں عالمی شہرت رکھتا ہے۔ گذشتہ دو عشروں میں اخوان المسلمون سمیت تمام مذہبی جماعتوں کے ارکان کو گرفتار کرنے اور تحقیقات کے دوران انہیں سخت اذیتیں دینے میں اس نے خوب نام کمایا۔} ڈاکٹر مونا مکارم نے مزید کہا کہ اجلاس کے آغاز کے بعد حسب اللہ الکفراوی نے انتہائی رازداری سے کہا کہ میں فوجی قیادت سے رابطوں میں ہوں، فوجی سربراہ عبدالفتاح السیسی نے مجھ سے کہا ہے کہ اپوزیشن اسے {فوجی سربراہ السیسی کو} مرسی حکومت کے خاتمے کی تحریری درخواست پیش کرے۔

ڈاکٹر مونا مکارم کے مطابق اپوزیشن کے 50 سے زیادہ ارکان کی جانب سے دستخط شدہ درخواست تیار کی گئی، ظہر تین بجے سے قبل فوج کے حوالے کی گئی اس طرح جنرل السیسی کا مطالبہ پورا کر دیا گیا۔

یاد رہے جس دن جنرل السیسی نے اپوزیشن سے یہ مطالبہ کیا تھا اسی روز منصوبے کے مطابق محمد مرسی کے مخالفین کی جانب سے شام 5 بجے کو مظاہروں کا آغاز ہونے والا تھا۔ یعنی جس وقت جنرل السیسی، محمد مرسی حکومت کے خاتمے کا اقدام کرنے والا تھا اور اس حوالے سے اپوزیشن سے مطالبہ کر رہا تھا اس وقت عام لوگ مرسی حکومت کے خلاف باہر آئے ہی نہیں تھے۔ اس بات سے مصری فوج کی اصلیت خود بخود واضح ہو جاتی ہے۔ اور یہ یقین اور بھی پختہ ہو جاتا ہے کہ مصری فوج ہر اقدام کسی اور کے کہنے پر کرتی ہے۔

اور فوجی سربراہوں کو تعاون کے نام پر امریکا کی جانب سے دی جانی والی کروڑوں ڈالر کی رشوت کے بدلے فوج اپنے ملک اور عوام کے مفادات کی بجائے امریکا اور اسرائیل کے مفادات کے لیے اپنے مسلمان عوام کے خلاف وحشت انگیز اقدامات اٹھاتی ہے۔ عوامی مظاہرے اور مطالبے تو محض بہانے ہیں۔ اگر عوامی مطالبے اور مظاہروں کی بات ہے تو مرسی کے خلاف ہزاروں مخالفین کے صرف چار دن کے مظاہروں کے بعد مرسی حکومت کا خاتمہ ضروری سمجھا گیا دوسری طرف مرسی کے کئی ملین حامی سڑکوں پر نکل آئے ہیں اور 44 دنوں سے مظاہرے جاری ہیں اس کے باوجود کیوں عوامی مطالبات کا احترام نہیں کیا جاتا۔ نہ صرف یہ کہ عوامی رائے کا احترام نہیں کیا جاتا انہیں دبانے کے لیے ایسے ظالمانہ اقدامات اٹھائے جا رہے ہیں جسے دیکھ کر دنیا حیران رہ گئی ہے

جی ہاں فوج کی جانب سے محمد مرسی کے خلاف بغاوت کے بعد عبوری انتظامیہ نے سیکولر رہنماؤں کے حکم پر قاہر میں 14 اگست کو فوج، پولیس، نیشنل گارڈز اور حسنی مبارک کے دور کے البلطجیہ نامی ملیشیا کے ہاتھوں مسلمانوں کا قتل کیا گیا جس میں غیر جانبدار ذرائع کے مطابق ڈھائی، 3 ہزار سے زائد مسلمان شہید ہو گئے۔ اور 15 ہزار زخمی ہو گئے۔ زخمیوں میں اخوان المسلمون کے اہم رہنما ڈاکٹر حسام ابوالنجاری بھی شامل ہیں جس کی حالت تشویشناک بتائی گئی ہے۔

قاہرہ میں 14 اگست کو مسلمانوں کے بے رحمانہ قتل عام نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ مصر کی حالیہ انتظامیہ کو فرعونی انتظامیہ کہا جائے تو غلط نہ ہو گا۔ یہ بات الگ ہے کہ اس حکومت کو فرعونی حکومت کہنے کی اطلاع اگر کسی بھی فرعون کو ہو گی تو وہ سخت شرمندہ ہو گا۔

بدھ کے روز صبح سویرے ٹینکوں میں سوار فوجیوں نے مسلمانوں کے احتجاجی کیمپوں پر خونریز یلغار کر دی اور اپنے ساتھ لائے گئے بلڈوزروں سے ان کیمپوں کو روند ڈالا، زمینی فوج کے ساتھ جنگی ہیلی کاپٹر بھی تھے جنہوں نے حملے کے ساتھ ہی بیرونی خطرناک دشمن کی طرح مسلمانوں پر فائرنگ شروع کر دی اور حملے کے آخر تک جاری رکھی۔ حملے سے قبل راتوں رات ہزاروں فوجیوں اور حسنی مبارک دور کے البطل الجلیہ نامی بدنام ملیشیا کو شہر کی تمام بلند عمارتوں میں بٹھایا گیا تھا جنہوں نے حملے کے وقت اکثر لوگوں کے سروں، گردن اور جسم کے دیگر بالائی حصوں کو نشانہ بنا کر مسلمانوں کو شہید کیا۔ ان مسلمانوں کا جرم یہ تھا کہ فوج کی جانب سے ہٹائے گئے منتخب صدر محمد مرسی واپس بحالی کا مطالبہ کر رہے تھے۔ اور اس مقصد کے لیے گذشتہ 44 دنوں سے وہ مسلسل مظاہرے کر رہے تھے۔ احتجاجی کیمپ بنائے گئے تھے۔ یہ انتہائی وحشتناک اور دردناک منظر تھا۔ اسکندریہ، پورٹ سعید، النصر اور کچھ دیگر شہروں میں بھی فوج نے مسلمانوں پر حملے کیے تھے جن میں کئی مسلمان شہید ہو گئے۔ مگر قاہرہ تو بالکل کربلا ہی لگ رہا تھا۔

سڑکیں، راستے اور گلیاں شہیدوں سے بھر گئیں اور ہر طرف سے زخمیوں کی چیخ پکار سنائی دے رہی تھی۔ آزاد ذرائع ابلاغ نے کہا ہے کہ قاہرہ کے سارے مغربی حصے سے خواتین کی آہ و بکا اور چیخ پکار سنائی دے رہی تھی، اور فضا بارود کے سیاہ بادلوں اور بارود سے بھری ہوئی تھی۔ العربیہ ٹیلیویژن نے کہا تھا کہ فوج نے العدویہ کے میدان میں نصب 10 ہزار سے زائد خیمے ایک منظم کارروائی میں فاسفورس اور آگ لگانے والی گولیاں برسا کر جلا ڈالے۔ جس میں 5 ہزار مسلمان جل گئے۔ جلے ہوئے لوگوں میں اکثر زخمی ہیں مگر بہت سے ایسے ہیں جو شہید ہو چکے ہیں۔ بد قسمتی سے شہید ہونے والوں میں 3 سو پاکدامن خواتین اور معصوم بچے بھی شامل ہیں۔

النہار ٹی وی نے بہت سی ایسی تصاویر نشر کی ہیں جس میں دکھایا گیا ہے کہ زندہ انسان آگ میں جل رہے ہیں۔ اسی طرح مصر کے الوطن نامی اخباری ویب سائٹ کے پہلے صفحے پر وہ ویڈیو کلپ بھی نشر ہو گئی جس میں آگ کے شعلوں میں بہت سے زندہ انسانوں کو بھڑکتے ہوئے دکھایا گیا۔

شہداء میں اخوان المسلمون کے مرشد عام کے معاون جناب خیرات الشاطر کی بیٹی اور داماد ڈاکٹر مصطفیٰ حسن، معروف صحافی اور اخوان کے اہم رہنما محمد البلتاجی کی بیٹی اسماء البلتاجی، وزیر اطلاعات و ثقافت احمد عبدالعزیز کی بیٹی حبیبہ، 30 جید علماء اور قرآن کریم کے معروف مفسر ڈاکٹر عبدالرحمن العویس بھی شامل ہیں۔ ڈاکٹر عبدالرحمن العویس قاہرہ یونیورسٹی میں تفسیر اور قرآنی علوم کے پروفیسر اور ہزاروں علماء کے استاد تھے۔

14 اگست کو حملے کے پہلے روز شہیدوں کی تعداد ڈھائی ہزار سے بڑھ گئی جبکہ زخمیوں کی کل تعداد 10 ہزار تک پہنچ گئی۔ پہلے روز حملے میں شہداء اور زخمیوں کی تعداد اس لیے بڑھ گئی کہ کیمپوں میں بیٹھے سارے لوگ نہتے تھے اور ان پر ہونے والا حملہ انتہائی بھاری تھا۔ فوج پولیس اور البطلجیہ ملیشیا کے ساتھ سارے سیکیورٹی ادارے بھی اس حملے میں شریک تھے۔ کیمپوں سے نکلنے کی سارے راستے خاردار تاروں سے انتہائی سختی سے بند کر دیے گئے تھے۔ اور ہر راستے پر فوج اور پولیس کی بھاری نفری کھڑی تھی جو لوگوں کو باہر جانے سے روک رہی تھی۔ جو نکلنے کی کوشش کرتا اسے انتہائی بے دردی سے نشانہ بنایا جاتا۔ افسوس کی بات تو یہ ہے کہ زخمیوں کو اٹھانے کے لیے نہ کوئی ایمبولینس تھا اور نہ صحت کا کوئی عملہ۔

احتجاجی کیمپوں میں 2 مقامات میدان النھضہ اور العدویہ مسجد کے ارد گرد محصور خواتین پر صد آفرین کہ گولیوں کی بارش میں بھی اپنے ساتھ لائے گئے عام وسائل سے زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی رہیں۔ اور جب معلوم ہوا کہ زخمیوں کی تعداد اندازوں سے بھی بڑھ کر رہے ہے تو اخوان المسلمین کے قائدین نے عام مسلمانوں میں اعلان کیا کہ وہ زخمیوں کی منتقلی کے لیے اپنی گاڑیاں لے کر سڑکوں پر آجائیں، ظالم فوج نے عام لوگوں کو بھی زخمیوں کی منتقلی کے لیے نہیں چھوڑا اور لوگوں کے سامنے ہر شہید کے جسم پر تیل چھڑک کر انہیں آگ لگاتے رہے۔ یہاں تک کہ رابعہ العدویہ مسجد کے اندرونی حصے کو بھی آگ لگادی اور قرآن کریم کے ہزاروں نسخوں کے ساتھ سارے زخمیوں اور شہیدوں کو بھی جلا دیا۔ ان کے وحشی دلوں کو اس سے بھی سکون نہیں ملا تو وہ ہسپتالوں تک گئے، وہاں سے شہداء کو نکالا، انہیں جلا کر راکھ کر دیا اور پھر نامعلوم مقام پر منتقل کر دیا۔

الشرق جیسے آزاد ذرائع کی جانب سے بھی اس بات کی تصدیق ہو گئی کہ فوجی اہلکار ہسپتالوں سے زخمیوں اور شہیدوں کی نعشیں نکال رہے ہیں اور کسی نامعلوم مقام کی جانب منتقل کر رہے ہیں۔ یہ سلسلہ اگلے چار روز تک جاری رہا۔ یہ سب اس لیے کیا گیا تاکہ دنیا کو مرنے والوں کی تعداد کم سے کم دکھائی جائے۔ اسی لیے تو سرکاری ریڈیو اور ٹیلیویژن کا کہنا ہے کہ گذشتہ پانچ دنوں

میں صرف 750 افراد فوج اور پولیس کے ساتھ ہاتھاپائی میں شہید ہوئے ہیں۔ غاصب حکومت کے اس واضح جھوٹ کو دیکھیے۔ ایک طرف اعداد و شمار اتنے کم بتائے جارہے ہیں تو دوسری طرف اس قتل عام کو ہاتھاپائی کا نام دے کر انتہائی ہٹ دھرمی سے خود کو مظالم سے بری بھی کیا جارہا ہے۔

مصر میں جاری یہ مظالم دنیا والوں سے چھپانے کے لیے مصری حکومت نے صحافیوں کے جانے پر بھی پابندی لگادی ہے۔ صرف الجزیرہ، الوطن اور الشرق ٹی وی کے نمائندے ہیں جنہوں نے اپنی جانیں داؤ پر لگار کھی ہیں، خود کو مظاہرین کے درمیان چھپا کر انہیں کے بیچ سے اپنے ٹی وی چینلز کو معلومات دے رہے ہیں۔ باہر کی دنیا کو اگر مصر کے حالات کے بارے میں کچھ پتہ چل رہا ہے تو انہیں کے ذریعے سے ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ مصری حکومت انہیں گرفتار کرنے کی کوششوں میں ہے فوج اور پولیس اتنی زیادہ شیلنگ کررہی ہے کہ صحافیوں اور عام لوگوں کے لیے مظاہرین کے ساتھ رہنا مشکل ہورہا ہے۔ مگر علاقے سے نکلنا بھی جان سے ہاتھ دھونے کے مترادف ہے کیوں میدان سے نکلنے والوں کو بھی زندہ نہیں چھوڑا جارہا اور فوج انہیں ضرور مارتی ہے۔ العدویہ مسجد کے میدان میں فوج کے محاصرے میں پھنس جانے والے الجزیرہ کے کیمرہ مین احمد ذکی کا کہنا ہے کہ میدان سے نکلنے والے ہر فرد کو نشانہ بنایا جارہا ہے، احمد کا کہنا ہے میرے سامنے فوج نے 10 یا 20 نہیں بلکہ سینکڑوں ایسے لوگوں کو نشانہ بنا کر مار ڈالا جنہوں نے میدان سے نکلنے کی کوشش کی۔ اس کا کہنا تھا کہ یہاں جو بھی پکڑا جاتا ہے اسے سزا کے لیے کہیں منتقل نہیں کیا جاتا بلکہ یہیں پر فوراً ہی فوج اور پولیس انہیں لوگوں کے سامنے گولیاں مار کر شہید کردیتے ہیں۔ ان کا کہنا تھا کہ اخوان المسلمین کے ایک اہم رہنما ڈاکٹر حسام ابو النجار کو بھی ہمارے سامنے فوج نے گرفتار کرکے مارا جو اب ہسپتال میں کوما کی حالت میں پڑے ہوئے ہے۔

اخوان المسلمون کی ویب سائٹ پر آیا ہے کہ مسلمان مظاہرین کے خلاف استعمال ہونے والا اسلحہ فوج کو اسرائیل کی جانب سے دیا گیا ہے۔ اس بات کے ثبوت کے طور پر انہوں نے مظاہرین پر پولیس کی جانب سے فائر کیے جانے والے آنسو گیس شیل کے گولے بھی دکھائے ہیں۔

قاہرہ اور دیگر شہروں میں انتہائی وحشت اور بے دردی کے ساتھ مسلمانوں کی شہادتوں کو دیکھ کر یہ نہیں لگتا کہ یہ سب مظالم ایک مسلمان ملک میں حکومت کی جانب سے اپنے عوام پر ڈھائے جارہے ہوں گے۔ بلکہ لگتا ہے چنگیزیوں کے ایک بڑے حملے میں یہ بڑا قتل عام شروع ہوا ہوگا۔ اسی لیے تو جامعۃ الازہر نے اپنے ایک اعلامیے میں ان فوجی کارروائیوں کی مذمت کی ہے اور کہا ہے کہ جامعہ ازہر اس طرح کی بڑی کارروائی کا تصور بھی نہیں کرسکتی تھی الازہر کے بڑے پروفیسر اور عالمی سطح پر مشہور محقق محمد عمارہ نے کہا ہے کہ عبوری حکومت کے اس اقدام سے مصر سابقہ ڈکٹیٹر حسنی مبارک کے دور سے بھی زیادہ تاریک دور میں چلا گیا ہے۔

یہاں یہ بات بھی اہم ہے کہ یہ قتل عام کسی ارادے یا پروگرام کے برخلاف بس اچانک نہیں ہوا بلکہ بلکہ پروگرام اور ارادہ تو اس سے بھی کئی زیادہ کرنے کا تھا۔ حملے سے قبل مصر کے حکومتی اخبار الاہرام نے لکھا تھا کہ بڑے حکومتی ارکان نے فیصلہ کیا ہے کہ مرسی کے حامیوں کے کیمپ ایک حملے میں تباہ کردیے جائیں گے۔ اس حملے میں پہلے روز 25 ہزار اخوانی مارے جائیں گے۔ حملے سے قبل اس اخبار کے ذریعے حکومت نے گویا دھمکی دیدی کہ قتل عام کا منصوبہ تیار ہوگیا ہے اور منصوبہ اتنے سخت اور بڑے حملے کا تھا کہ اس میں پہلے روز 25 ہزار افراد کو شہید ہوجانا چاہیے تھا مگر یہ اللہ تعالیٰ کا فضل تھا کہ شہداء کی تعداد دس ہزار تک ہی پہنچ سکی۔

ایسا نہیں کہ مصر کے موجودہ بے دین حکمران اپنے کیے پر پشیمان ہیں بلکہ خوش ہیں اور باوجود اس کے کہ اس کے ان کرتوتوں کو ساری دنیا وحشت کہہ رہی ہے اس انتظامیہ کے وزارت خارجہ کی جانب سے نشر ہونے والے اعلامیے میں کہا گیا ہے کہ قاہرہ کے مشرق میں رابعہ العدویہ مسجد کے ساتھ اور مغرب میں نہضہ چوک پر مظاہرین کے احتجاجی کیمپوں کے خلاف سیکیورٹی ادارے مناسب اقدامات اٹھارہے ہیں اور حکومت ان کے اقدامات پر راضی اور خوش ہے۔

ترکی کے ساتھ برطانیہ، فرانس اور آسٹریلیا کے مطالبے پر اقوام متحدہ کے سلامتی کونسل کا اجلاس بھی بلایا گیا۔ امریکی صدر بارک اوباما نے بھی اس قتل عام کی مذمت کی اور اس ماہ کے آخر میں مصری فوج کو دیے جانے والی امداد روک دی ہے۔ ڈنمارک نے بھی مصر کے ساتھ اپنا تعاون روک دیا ہے لیکن سب جانتے ہیں کہ یہ امریکا اور مغرب کا دکھلاوا اور محض مسلمانوں کو فریب دینے کی کوشش ہے۔ ان کا اصل موقف وہی ہے جو فوج نے اپنے عمل سے دکھا دیا ہے۔ یہ تو ایک طفل مکتب ہی جانتا ہے کہ مصری فوج کو امریکا کی درپردہ حمایت حاصل نہ ہوتی تو وہ کبھی بھی ایک جمہوری حکومت کا تختہ الٹنے اور

اتنا بڑا قتل عام کرنے کی جرات نہ کر سکتی تھی۔

تو امریکا اور کفری دنیا تو مصر میں ویسے ہی یہ سب کچھ چاہتا تھا، ان منصوبوں اور وحشت ناک اقدامات کے نتیجے میں یہ سب کچھ ہو بھی گیا ہے، یہی قوتیں ہیں جو ہر وحشت کے لیے فوج کو ابھارتی اور ان کا کندھا تھپتھپاتی ہیں۔ افسوس اس بات کا ہے کہ ان حساس لحات میں اسلامی دنیا کیوں غیر متنفق رہی۔ ایک حکومتی اخبار میں انتہائی وضاحت اور ہٹ دھرمی سے مصری حکومت کی جانب سے اپنے عوام کے قتل عام کا اعلان کیا جاتا ہے مگر اسلامی دنیا اس کی روک تھام کے لیے کوئی اقدام نہیں کرتا۔

پھر یہ اعلان صرف ایک اعلان نہیں تھا بلکہ انتہائی وحشت ناک انداز میں یہ سب کچھ عملی طور پر سامنے آگیا مگر ترکی اور کچھ دیگر ممالک کی جانب سے اس کی مذمت کے علاوہ اور کچھ بھی نہ ہوا۔ یہ کتنے افسوس کی بات ہے کہ ایک اسلامی ملک کے اندر حکومت اور عوام کے درمیان جنگ جاری ہے مگر اسلامی دنیا نے اس کے خاتمے کے لیے کچھ بھی نہیں کیا۔ پھر مسلمانوں کی نمائندہ تنظیم او آئی سی کی حالت پر تو سوبار افسوس کرنا چاہیے کہ ہمیشہ کی طرح اس بار بھی اس نے اپنی ذمہ داری نہیں نبھائی اور اتنے سخت حالات میں بھی اس نے خاموشی کا یہ شرمناک روزہ نہیں توڑا۔

سعودی عرب حکومت سے بھی عام مسلمان اور خصوصاً مصر کے عوام اس بات پر ناراض ہیں کہ اس حکومت کے فوجی یا سول حکام کی جانب سے مصری عوام پر ڈھائے جانے والے مظالم کی روک تھام یا کم از کم مذمت کرنے کی بجائے اخوان المسلمین کے کارکنوں کو دہشت گرد قرار دیا اور 14 اگست کو پیش آنے والے اس عظیم انسانی المیے کی تائید اور حمایت کی۔

یاد رہے حملے سے دو روز قبل موجودہ حکومت کے وزیر خارجہ نبیل فہمی نے دھمکی دی تھی کہ "محمد مرسی کے حامیوں کو بہت جلد احتجاجی کیمپوں سے اٹھالیا جائے گا۔ اگر ان کے ساتھ ہونے والے مذاکرات کامیاب نہ ہوئے تو وہ قانونی طریقے سے ان سے یہ کیمپ خالی کروائیں گے۔" اقوام متحدہ، ہم انسانی حقوق کی عالمی تنظیمیں، امریکا اور مغربی دنیا یہ سوال کیوں نہیں اٹھاتی کہ دنیا کا وہ کونسا قانون ہے جو اپنے ملک میں حکومت کے خلاف احتجاج کے لیے جمع ہونے والوں کے قتل عام کی اجازت دیتا ہے۔ دنیا کا کونسا قانون 300 بچوں اور خواتین کو زندہ جلا دینے کی اجازت دیتا ہے۔ دنیا کا کونسا قانون کہتا ہے کہ ہسپتالوں اور گلی کوچوں میں بے گناہ مارے جانے والے انسانوں کے جسموں کو جلا دیا جائے؟

لیبیا پر جب قبضہ ضروری تھا تو امریکا اور مغرب کے بڑے شیطانی اتحاد ناٹو نے قذافی حکومت کی جانب سے گنتی کے چند افراد کے قتل پر قذافی حکومت کے خلاف صرف تنقید یا پابندیاں لگا دینے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ حملہ بھی ضروری سمجھا، مگر یہاں ان کے کٹھ پتلیوں کے ہاتھوں ایک دن میں دسیوں ہزار بے گناہ اسلام پسندوں کی موت اور زخمی کرنے پر منافقت سے بھرے چند مذمتی الفاظ پر ہی اکتفا کیا اور اس سے زیادہ کچھ کرنے کی ضرورت نہیں سمجھی گئی۔

محمد مرسی کو دوبارہ اقتدار دلانے کے لیے مصر کے غیور مسلمانوں نے جو طویل جنگ لڑی اور اس راہ میں جو قربانیاں دیں تاریخ میں کوئی کسی صدر سے وفاداری اور اس کے لیے دی جانے والی قربانیوں کی ایسی مثال پیش نہیں کر سکے گا۔

امریکا اور دوسرے اسلامی دشمن مغربی دنیا کو جان لینا چاہیے کہ مصر کے مسلمانوں کی یہ لازوال قربانیاں صرف ایک شخص کو اقتدار دلانے کے لیے نہیں بلکہ اس روشنی کو جلا زندہ رکھنے کے لیے ہیں جسے مٹانے کے لیے اسلام دشمن مغرب اور اسلامی دنیا میں موجود ان کے ایجنٹوں نے دن رات ایک کر دیے ہیں۔ یہ قربانیاں اس فکر کو زندہ کرنے کے لیے ہیں جس فکر کے لیے تاریخ کے مختلف ادوار میں مصر اور دنیا کے مسلمانوں نے بڑی قربانیاں دیں۔ تاریخ گواہ ہے مسلمان بہادر سپوتوں اس نور اور فکر کے مبارک شجر کو ہمیشہ اپنے خون سے سینچا ہے۔ انسانی تاریخ اس بات کا گواہ ہے کہ ہر بڑی قربانی کے بعد یہ روشنی بجھی نہیں بلکہ اس کے شعلے اور بھی تیز ہو گئے ہیں اور اب اور بھی پھیلتے جا رہے ہیں۔

مصر کے موجودہ حالات ہمارے لیے بہت زیادہ تشویشناک ہیں، ہم جانتے ہیں فوج کے ہاتھوں یہ قتل عام کروانے کا مقصد مصر کو شام جیسی صورتحال سے دوچار کرنا ہے۔ یہ بڑا حادثہ کروا کر اسلام دشمن سمجھتے ہیں وہ اپنے ہدف کے قریب پہنچ چکے ہیں مگر ہم جب حضور ﷺ کے مبارک دور سے اب اپنی تاریخ کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہر واقعہ تاریک سمندر میں روشنی کا ایک جزیرہ نظر آتا ہے جو بالآخر سارے سمندر کو اپنی روشنیوں میں گھیر لیتا ہے۔ ہمیں یقین ہے حالیہ واقعے میں مسلمانوں کی بڑی قربانیوں کی برکت سے دنیا اور خصوصاً مصر کے مسلمان اپنے دین کے اور بھی زیادہ قریب ہو جائیں گے۔

دین کے لیے قربانی کا جذبہ اور جہادی فکر اور بھی مضبوط ہو گا۔ اسلام دشمنوں اور ان کے کٹھ پتلیوں کے خلاف دلی نفرت میں اور بھی اضافہ ہو گا۔ قوت کا یہ سمندر نہ صرف یہ کہ اسلامی دنیا پر مغرب کی جانب سے مسلط کردہ کٹھ پتلیوں کو بہا کر لے جائے گا اسلام دشمنوں کے ساحلوں تک بھی پہنچ جائے گا۔ پھر ان کا راستہ روکنا انتہائی مشکل ہو گا۔

دنیا نے دیکھ لیا کہ مظاہرین میں زندہ رہنے والے مسلمانوں نے جان بچانے اور گھروں کو چلے جانے کی کوئی کوشش نہیں کی بلکہ انتہائی بلند ہمتی اور غیرت کا مظاہرہ کرتے ہوئے مظاہرے کے لیے ایک اور بڑے میدان کی تلاش میں لگ گئے۔ 5 ہزار سے زیادہ اخوان المسلمین کے کارکن جن میں خواتین بھی شامل ہیں قاہرہ سے مغرب کی جانب 20 کلو میٹر کے فاصلے پر جیزہ مسجد سے متصل مصطفیٰ محمود کے میدان میں پہنچنے میں کامیاب ہو گئے۔ یہیں پر احتجاجی کیمپ بنائے گئے جہاں جمع ہونے والے مسلمانوں کی تعداد دن بدن اضافہ ہوتا چلا گیا۔

جس طرح حسنی مبارک کے خلاف مظاہروں میں اخوان المسلمین نے 28 جنوری سال 2011 کو یوم الغضب منایا تھا اسی طرح 14 اگست کے دن شہید ہونے والے مسلمانوں کی یاد میں ایک اور یوم الغضب کا فیصلہ کیا گیا۔ جمعے کے دن پورے ملک میں 28 شاہراہوں پر بڑی بڑی ریلیاں نکالنے میں انہوں نے کامیابی حاصل کر لی۔ ان مظاہروں میں اخوان المسلمین اور 30 دیگر سیاسی جماعتوں کا اتحاد مصر میں اخوان المسلمین کی مقبولیت کی واضح دلیل ہے۔ اسی لیے تو فوجی سربراہان اور عبوری صدر سخت گھبراہٹ کا شکار ہے۔

مغرب کے انتہائی قریب اور محمد مرسی کے خلاف تحریک کے نام پر شروع کیے گئے مظاہروں کے قائد محمد البرادعی {جو عبوری انتظامیہ میں صدر کے معاون بھی تھے} نے استعفیٰ دیدیا ہے۔ الیوم السابع نامی اخبار کے مطابق اب فوج کے سربراہ اور عبوری صدر چاہتے ہیں کہ عبوری انتظامیہ میں مرسی انتظامیہ کے ان وزراء کو بھی شامل کیا جائے جن کا تعلق اخوان المسلمین سے ہے۔ اس مقصد کے لیے تاجروں اور بیرون ملک مقیم اخوان المسلمین سے مربوط شخصیات سے بھی رابطے قائم کیے گئے ہیں۔

مصر کے مشہور تاجر نجیب ساویرس نے کہا ہے کہ عبوری انتظامیہ نے مجھ سے اخوان المسلمین کے ساتھ بات چیت کی درخواست کی اور کہا ہے کہ عبوری انتظامیہ سابقہ تین وزراء باسم عودہ، یحیٰ حامد اور عمرو دراج کو وزارتیں دینے کے لیے تیار ہے۔ یہ تینوں اخوان المسلمین کے منتخب وزیر اعظم ہشام قندیل کی کابینہ میں صنعت و حرفت، بینکنگ اور بین الاقوامی تعاون کی وزارتوں میں وزیر تھے۔ یہ تینوں ہشام قندیل کی حکومت میں انتہائی زیرک وزراء میں شمار کیے جاتے تھے۔ اب تک عبوری انتظامیہ نے بھی ان پر کرپشن کا کوئی الزام نہیں لگایا۔ مگر اخوان المسلمین کے ترجمان طارق المرسی نے کہا ہے کہ فوجی بغاوت کے نتیجے میں مسلط شدہ حاکموں سے کبھی بھی مذاکرات نہیں ہوں گے اور نہ ان کی حکومت میں شامل ہوں گے۔

اسی طرح اخوان المسلمین کے ایک اور سربراہ عریان کا کہنا ہے کہ فوجی بغاوت کی وجہ سے اخوان المسلمین کے ایک سال کی ساری محنتوں پر پانی پھر گیا ہے، فوجی بغاوت کے پس پردہ جو منصوبے کارفرما ہیں وہ سب عوام کو معلوم ہو گئے ہیں۔ عوامی حمایت ہمارے ساتھ ہے ہم کبھی بھی ان کی سازش کا شکار نہ ہوں گے۔

الجزیرہ ٹیلویژن کا کہنا ہے کہ اخوان المسلمین کی مقبولیت میں مسلسل اضافہ ہوتا جارہا ہے۔ محمد مرسی کی حمایت 30 سیاسی جماعتوں اور سول سوسائٹیز کا اتحاد تشکیل دے دیا گیا ہے جو محمد مرسی کی حمایت میں ملینوں کی تعداد میں مصریوں کو سڑکوں پر لانے کی تیاری کر رہا ہے اور بہت جلد اس میں کامیاب ہو جائیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ فوج، عبوری انتظامیہ اور امریکا سخت تشویش کا شکار ہیں۔ اسی لیے عبوری حکومت کو خبردار کیا گیا ہے کہ اگر اخوان المسلمین کو حکومت میں شامل نہیں کیا گیا تو حالات اور بھی خراب ہوں گے۔ امریکا، مغربی ممالک اور اقوام متحدہ واقعتاً مصر کے حالات کی درستگی چاہتے ہیں تو بہتر طریقہ یہ ہے کہ مصری فوج کے سربراہان اپنے کیے پر اور مغربی سربراہان فوج کے ظلم کی غیر اعلامیہ حمایت پر مصری عوام سے معافی مانگیں اور محمد مرسی کو جلد از جلد اختیارات منتقل کیے جائیں۔ تاکہ مصری عوام کو دیگر ممکنہ نقصانات کا راستہ روکا جاسکے۔

❖ ❖ ❖

مشرق وسطی سے متعلق امریکی پالیسی

تحریر: خیلواک

دنیا میں امریکہ اور برطانیہ کی سیاست طویل عرصے سے دو نکات کے گرد گھوم رہی ہے، استعماراتی اور سفارتی۔ جو ممالک کمزور اور باہمی انتشار کا شکار ہوں وہاں یہ دونوں ممالک اپنی مرضی کی حکومت تشکیل دینے کے لئے پہلے مرحلے میں بااثر شخصیات اور گروہوں کی فعالیت، مقبولیت اور قوت کی تحقیقات کرتے ہیں کہ کون، کون ان کے کام آسکتے ہیں۔ اس سلسلے میں وہ فوج کے بڑے جرنیلوں سے لیکر علاقے کے معززین تک سب کی تحقیقات کرتے ہیں، پھران شخصیات اور گروہوں کی مشاورت، تربیت اور مدد کے بعد خفیہ منصوبہ بناتے ہیں، جب یہ شخصیات اور گروہ مضبوط اور فعال ہو جاتے ہیں تو ان کے لئے اعلی سطح پر سفارتی کوششیں شروع کر دی جاتی ہیں، جو حکمران انہیں پسند نہیں ان پر عالمی دباؤ ڈالتے ہیں، جمہوریت کے نام پر اپنے تربیت یافتہ لوگوں کو ان حکمرانوں کے خلاف اکساتے ہیں، ان پر جھوٹے الزامات لگاتے ہیں، اقتصادی پابندیاں لگانے کی دھمکیاں دیتے ہیں، انہیں دنیا میں تنہا کرنے کی کوشش کرتے ہیں، آخرکار وہ ملک غربت اور بے روزگاری کا شکار ہوتا ہے، عوام بھی بے بسی، بھوک اور غربت کے باعث اپنی حکومت سے متنفر ہو جاتے ہیں، ایسے میں ان حکمرانوں کے لئے متعدد ملکی اور بین الاقوامی مشکلات اور مسائل درپیش ہوتے ہیں۔

استعماری قوتوں کا دوسرا اور آسان طریقہ یہ ہے کہ وہ فوجی جرنیلوں کو سپورٹ کرتی ہیں، جب وہ فوج میں اہم اور اعلی عہدوں پر فائز ہوتے ہیں تو وہ ان کے کام آتے ہیں، عام طور پر وہ ان جرنیلوں کو سپورٹ کرتے ہیں جو مستقبل میں فوج کے اعلی عہدوں پر فائز ہوتے ہیں، فوج کو اپنے زیر اثر لانے کے لئے بڑے پیمانے پر فوجی اور مالی امداد دیتے ہیں، ان کی اکثر شرائط یہ ہوتی ہیں کہ فوج کو ایسی تربیت دی جائے جو مغرب کے ساتھ محبت اور دوستی کرے اور وہ افراد جو مغرب اور خاص طور پر امریکہ کے ساتھ ذہنی طور پر ہم آہنگ نہ ہوں ان کو اعلی عہدوں پر ترقی نہ دی جائے۔ بدقسمتی سے کئی اسلامی ممالک کی فوج کی تربیت ایسی ہوئی ہے جس سے مسلمانوں کو خیر کی توقع نہیں، ایک اسلامی ملک ایسا بھی ہے جس کے فوجی قانون میں ایک ایسی شق بھی شامل ہے کہ جو اہلکار مغرب سے نفرت کرتا ہے وہ کرنل اور جرنیل کے عہدے پر ترقی نہیں کر سکتا۔

چند سال قبل میں نے پاکستان کے ایک اخبار میں وہاں کے ایک سابق جرنیل (جو اس وقت فوت ہو چکا تھا) کی کہانی پڑھی، اس نے لکھا تھا کہ جب میں ایک عام سپاہی کے طور پر فوجی ٹریننگ کے لئے امریکہ گیا تو وہاں فارغ اوقات میں ایک شخص میرے ساتھ اٹھنے بیٹھنے لگا کبھی میرے ساتھ والی بال کھیلتا تھا، ایک عرصے کے بعد جب وہ میرا پکا دوست بن گیا تو اس نے مجھے بتایا کہ آپ کو ایک بات بتاؤں لیکن میرے ساتھ یہ وعدہ کریں کہ کسی کو نہیں بتائیں گے، میں نے وعدہ کیا تو بتایا مجھے معلوم ہے کہ آپ ایک غریب گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں، جو نہ تجارت کرتا ہے اور نہ ہی کسی جائیداد کا مالک ہے۔ میں آپ کو اتنی رقم دوں گا کہ آپ کے گھر، گاڑی اور دیگر ضروریات سے زائد ہوگا اور ہر سال اس میں اضافہ کروں گا، میں نے اس سے استفسار کیا کہ آپ کو کیسا پتہ ہے کہ میں غریب گھرانے سے تعلق رکھتا ہوں؟ فوراً اس نے میرے محلے، میرے والد، دادا، رشتہ داروں اور خاندان کے تمام افراد، مردوں اور عورتوں کے نام لئے جس پر مجھے بہت حیرت ہوئی کیونکہ میں نے امریکہ جانے کے سفر کا اپنے اہل خانہ کو نہیں بتایا تھا۔ کچھ دیر بعد میں نے اس سے پوچھا کہ آپ میرے ساتھ یہ تعاون کیوں اور کس مقصد کے لئے کرنا چاہتے ہیں؟ تو اس نے بتایا کہ بیس سال بعد ہمیں آپ کی ضرورت ہوگی۔ جرنیل نے کہانی میں لکھا تھا کہ چند دن سوچنے کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا کہ بیس سال بعد میں فوج کا سربراہ بن سکتا ہوں۔

یہ تو ایک فوجی جرنیل کی کہانی ہے جس نے رازافشاء کیا لیکن ایسے کتنے اور ممالک ہوں گے جن کے فوجی جرنیلوں کی تربیت وہاں ہوتی ہے اور شروع سے امریکہ کے ہمنوا ہیں۔ اگر کسی ملک میں فوج امریکہ کے زیر اثر ہو اور عوام امریکہ کے مخالف ہو تو وہاں وہ فوج کے ذریعے اپنے مخالفین کو کچلنے اور کمزور کرنے کی منصوبہ بندی کرتا ہے لیکن بظاہر عوام پر فوج کے تشدد پر تشویش کا اظہار کرتا ہے اور اس کی حمایت نہیں کرتا۔ ایسے ملکوں میں وہ فوجی امریت کی حمایت کرتا ہے یا ایسی جمہوریت کی حمایت کرتا ہے جو تمام

اختیارات فوج کے پاس ہو۔

لیکن اگر کسی ملک میں فوج خود مختار ہو اور امریکی مفادات کو تحفظ فراہم نہ کرتی ہو، تو وہاں امریکہ اور اس کے اتحادی خفیہ منصوبے کے تحت اپنے ہمنوا لوگوں کو ڈھونڈتے ہیں، منظم کرتے ہیں، ان کے لئے ماحول سازگار کرتے ہیں، ان کے اخراجات برداشت کرتے ہیں اور پھر اسی گروہ کو سفارتی میدان میں مظلوم ثابت کرتے ہیں، بین الاقوامی دنیا کی ہمدردی اور حمایت انہیں حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ایسے ملکوں میں امریکہ جمہوریت پر زور دیتا ہے اور انتخابات میں اپنے حامیوں کی کامیابی کے لئے وسیع پیمانے پر پروپیگنڈہ کرتا ہے اور مالی امداد دیتا ہے، ان کی کامیابی کے لئے تمام خفیہ اور ظاہری حربے استعمال کرتا ہے۔

امریکہ اور برطانیہ جمہوری طریقے سے اسلامی تنظیموں کی کامیابی برداشت نہیں کرسکتے اور جس ملک کی فوج خود مختار ہو تو وہاں اسلامی تنظیموں کو کمزور کرنے میں انہیں مشکلات کا سامنا ہوتا ہے لیکن اگر جس ملک کی فوج امریکہ کی حامی ہو تو وہاں وہ فوج کے ذریعے اسلام پرست تنظیموں کی راہ میں رکاوٹیں کھڑی کرنے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ وہ انتخابات میں حصہ لینے کے قابل بھی نہ رہیں۔ یہ تجربات الجزائر، فلسطین اور اب مصر میں ہمارے سامنے ہیں، الجزائر میں اب تک امریکہ کا راج ہے اور امرانہ قوانین لاگو ہیں۔ فلسطین میں مسلح فوج نہیں ہے بلکہ صرف حماس اور دیگر جہادی تنظیموں کے مسلح مزاحمت کار موجود ہیں، امریکہ نے وہاں منتخب حکومت کا راستہ کسی اور طریقے سے روکا، امریکہ کا خیال تھا کہ حماس کی مسلح تنظیم کامیابی حاصل نہیں کرسکتی، امریکہ نے یہ منصوبہ بنایا تھا کہ انتخابات کے ذریعے وہ اپنے کٹھ پتلی صدر محمود عباس کو قانونی حیثیت دیکر حماس کو میدان سے باہر کردیا جائے گا لیکن جب انتخابات میں نتائج اس کی خواہشات کے برعکس برآمد ہوئے تو کچھ عرصہ بعد اس نے منتخب حکومت کے خلاف سازشیں تیز کرکے محمود عباس کو آگے لایا، خلیجی ممالک کو بھی مجبور کیا کہ وہ حماس کے ساتھ تعلقات ترک کرکے محمود عباس کو فلسطینی صدر کی حیثیت سے تسلیم کریں۔

مصر میں عوامی لہر میں اخوان المسلمین نے اہم کردار ادا کیا، امریکہ حسن مبارک کی آمریت کی اس لئے حمایت کرتا تھا کہ فوج اور مبارک دونوں امریکہ کے حامی تھے، مبارک بھی فوج کی حمایت سے حکمران تھا، دوسری جانب اسلام پسند قیادت جیلوں میں تھی یا چند ایک قائدین کو تو بہت پہلے پھانسی دی گئی تھی کیونکہ ایسا کرنا مغرب اور اسرائیل کا منشاء تھا۔

اخوان المسلمین نے 2011 میں عرب عوامی لہر کا موقع غنیمت سمجھتے ہوئے اس سے خوب سیاسی فائدہ اٹھایا اور اپنی قوت میں اضافہ کیا، اس عوامی لہر کے لئے منظم پروپیگنڈہ کیا، مظاہرین کی تعداد میں اضافہ کیا، مظاہروں کو منظم شکل دی اور اس پر استقامت اختیار کی، چونکہ مبارک کے دور حکمرانی میں سب سے زیادہ اسلام پسند زیر عتاب تھے اسی لئے مظاہروں میں اسلام پسندوں نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، عوامی لہر کی کامیابی کے بعد اخوان نے اپنی قیادت کو جیلوں سے رہا کرکے منظم سیاسی کردار ادا کیا۔

عوامی لہر کے دوران اخوان المسلمین نے خود کو ایک چھوٹی جماعت کے طور پر ظاہر کیا اس لئے مغرب کو یقین تھا کہ انتخابات میں اخوان تنظیم کامیابی حاصل نہیں کرسکتی۔

انتخابات میں امریکہ نے البرادعی اور عمرو موسی سمیت تمام لبرل رہنماوں کی کامیابی کے لئے بھرپور انتخابی مہم چلائی، ان کے انتخابی اخراجات برداشت کئے، میڈیا کو بھی ان کے حق میں خوب استعمال کیا لیکن ان کی توقعات کے برعکس انتخابات میں اخوان المسلمین نے اپنی اتحادی جماعتوں کی حمایت سے حیران کن کامیابی حاصل کی جو امریکہ کے لئے ایک دھچکہ ثابت ہوا، گزشتہ روز مصری فوج کے سربراہ عبدالفتاح السیسی نے میڈیا سے بات چیت میں برملا کہا کہ میں نے الیکشن سے قبل اسلام پسندوں کو آگاہ کیا تھا کہ وہ انتخابات میں صدارتی امیدوار نامزد نہ کریں۔ یہ بات بہت معنی خیز ہے۔

انتخابات میں اخوان کی کامیابی کے بعد امریکہ نے فوری طور ایکشن لینے میں اس لئے ذرا تحمل سے کام لیا کہ مصری عوام کا جذبہ اس وقت تک ٹھنڈا نہیں ہوا تھا اور خود امریکہ کے لئے بھی باعث شرم بات تھی، اسی لئے فوج کو مشورہ دیا کہ کچھ عرصہ انتظار کرے اور متبادل منصوبے پر کام تیز کرے۔ امریکہ نے خلیجی ممالک اور اسرائیل کے تعاون سے گزشتہ ایک سال کے دوران منتخب مصری حکومت کے مخالفین کو بڑے پیمانے پر مالی امداد دی تاکہ وہ ماحول کو سازگار بنا کر عوامی لہر کے نام پر اخوان المسلمین کی حکومت پر شب خون ماریں، اس مقصد کے لئے انہوں نے ایک سال تک خفیہ تحریک چلائی، آخرکار فوج اور خفیہ اداروں کی ملی بھگت سے لوگوں کو مظاہروں پر اکسایا گیا، منتخب حکومت پر شب خون مارنے کے لئے عوام کو گھروں سے نکالنے کا منظم منصوبہ بنایا گیا، پروپیگنڈے کا سہارا بھی لیا، یہاں تک کہ رواں

سال 3 جولائی کو فوج اور استخباراتی اداروں نے مل کر اخوان المسلمین کی حکومت برطرف کرکے صدر محمد مرسی سمیت اخوان کے دیگر سرکردہ رہنماوں کو حراست میں لیا، حکومت نواز میڈیا کے علاوہ تمام چینلوں پر پابندی عائد کردی گئی، یہاں تک کہ مخالفین کے بیانات شائع کرنا ایک جرم قرار دیا گیا۔

امریکہ نے اس پر کوئی رد عمل ظاہر نہیں کیا بلکہ یہ اعلان کیا کہ مصری فوج کے ساتھ تعاون جاری رکھیں گے، دوسری جانب اسرائیل نے بھی اس اقدام کی فوری حمایت کی ادھر سعودی عرب، کویت اور متحدہ عرب امارات نے اربوں ڈالر مالی امداد دینے کا اعلان کیا۔

حماس پر تشدد کا خفیہ طریقہ:

اس وقت ایک جانب اسرائیل کا اہم حریف شام باہمی خانہ جنگی میں مبتلا ہے اور لبنان کی بڑی تنظیم حزب اللہ بھی شام کی موجودہ صورتحال کے پیش نظر اپنی بھرپور توجہ اسرائیل پر نہ دے سکی، مصر کی اسلامی حکومت بھی ختم ہوگئی اور خلیجی ممالک بھی محمود عباس کے ساتھ اچھے تعلقات رکھتے ہیں ان حالات میں حماس اسلامی تحریک کئی مشکلات اور تنہائی سے دوچار ہے۔ دوسری جانب شام کی صورتحال پر حماس کے موقف نے ایران اور حزب اللہ کے ساتھ فاصلے بڑھادئے ہیں اس لئے اسرائیل اور امریکہ کے لئے اچھا موقع ہاتھ آیا ہے کہ وہ حماس کو مشکلات سے دوچار کریں۔

امریکہ یہ سازش کر رہا ہے کہ محمود عباس اور اسرائیل کے درمیان مذاکرات کے آغاز کے نام پر عالمی دنیا اور اسلامی ممالک کی توجہ کسی اور جانب مبذول کرائے اور حماس اسلامی تحریک جو فلسطین کی اہم مزاحمتی تحریک ہے کو کسی نئے گڑھے میں پھنسائے اور ممکن ہے یہ کام محمود عباس کے ادارے اور مصری فوج سے لے لے، ادھر مصری فوج نے اخوانی صدر پر حماس کے ساتھ تعلقات رکھنے کا الزام عائد کیا ہے جو معنی خیز معاملہ ہے، کیونکہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مصری فوج حماس کو دشمن کی نظر سے دیکھ رہی ہے اور مصری فوج کے چیف نے حماس پر یہ الزام بھی لگایا کہ وہ مصر میں اخوان المسلمین کی حمایت سے دہشت گردانہ حملوں کا ارادہ رکھتا ہے، ان الزامات کے پیچھے کئی مقاصد کارفرما ہیں ایک مقصد یہ بھی ہوسکتا ہے کہ حماس کو خطے کی سطح پر عسکری کارروائیوں میں ملوث قرار دیکر مجرم ثابت کردے تاکہ عالمی رد عمل کے لئے راہ ہموار کرسکے۔

امریکہ یہ خواب یہ دیکھ بھی رہا ہے کہ مصر میں اخوان المسلمین کے خلاف فوج کی جانب سے پر تشدد اقدامات سے کچھ اخوانی مسلح جدوجہد شروع کرنے پر مجبور ہوجائیں گے اور یوں مسلح اخوانی کارکن اور حماس آسانی سے ایک نقطے پر جمع ہوں گے اور حماس مصر کے استحکام کے لئے خطرہ بن کر مصری فوج کا ہدف بن جائے گا اور یوں حماس، مصر اور اسرائیل کے مشترکہ ہدف کا نشانہ بن جائے گا۔

حال ہی میں کچھ شواہد ملے ہیں کہ محمود عباس اور اسرائیل یہ چاہتے ہیں کہ حماس کو سینا کے واقعات میں ملوث ثابت کریں۔

گزشتہ روز الجزیرہ ٹیلی ویژن نے ایک رپورٹ شائع کی کہ محمود عباس کے ادارے نے مصر کے فوجی سربراہ کو ایک خط بھیجا تھا اور اس میں لکھا تھا کہ حماس اسلامی تحریک کے مصر کے سبکدوش صدر محمد مرسی کے ساتھ خفیہ تعلقات تھے اور دونوں کسی منصوبہ بندی میں مصروف تھے اس خط کی اصل کاپی ذیل میں منسلک ہے۔

دولة فلسطين
جهاز الأمن الوقائي
مكتب رئيس الجهاز

الرقم: 176/36
التاريخ: 2013 / 07 / 14

فخامة السيد الرئيس القائد العام حفظه الله،
تحية الوطن وبعد،

الموضوع: لقاء مدير مكتب المخابرات المصرية في رام الله

اس خط میں جو عربی زبان میں لکھا گیا ہے جان بوجھ کر کوشش کی گئی ہے کہ حماس اسلامی تحریک اور اخوان المسلمین پر مصری فوج کے خلاف مسلح جدوجہد شروع کرنے کا الزام عائد کیا جائے۔

اس طرح کوششیں مشرق وسطی میں امریکہ اور اتحادیوں کی طویل المدت حکمت عملی کا ایک حصہ ہے، اس وقت عراق اور شام کمزور ہوگئے ہیں اور افریقہ میں قذافی کی حکومت بھی ختم ہوچکی ہے، ایران بھی اپنے دوست بشار الاسد کے تعاون میں مصروف ہے اور مصر بھی اسرائیل کے مخالفین کے ہاتھ میں نہیں ہے تو ان حالات میں اسرائیل کے لئے اچھا موقع ہے کہ وہ اپنے مخالفین پر دباو ڈال کر آسانی سے نشانہ بنائے۔ {الامین رحم ربی}

عالمی دنیا افغانستان کے واضح اندرونی حقائق ادراک کرے!!

ابو ظہیر

بلاشبہ امریکا اور نیٹو رواں افغان جنگ ہار چکے ہیں۔ اور اپنے وحشت پسند فوجیوں کے انخلاء کے لیے باحفاظت راستہ اوراطمینان کی تلاش میں پریشان وسرگرداں ہیں۔

دنیا کے غیر جانبدار سیاسی اور عسکری مبصرین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ امریکا اگر افغانستان میں دنیا بھر کے ممالک سے فوج لے کر آجائے تب بھی شکست کے منہ زور طوفان کا رخ نہیں موڑ سکے گا اور اپنی شکست کو فتح میں تبدیل نہیں کر سکے گا۔

یہی وجہ ہے کہ امریکی حکام کی بڑی اکثریت نے اس بات پر اتفاق کرلیا ہے کہ رواں جنگ کو مزید طول دینے کا امریکا کو جانی ومالی نقصان کے سوا کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ فوری طور پر انخلاء ہی میں اس کا فائدہ ہے۔

اس وقت جب امریکا اپنی قوت کے غرور اور 48 ممالک کی سیاسی، اقتصادی اور فوجی طاقت کے بل بوتے پر ہمارے غریب ملک پر جارحیت کے لیے پر تول رہا تھا دنیا کے بہت سے عقلمند لوگوں نے بہادر افغان قوم کی تاریخ اور قومی اقدار کو دیکھتے ہوئے یہ پختہ یقین کرلیا تھا کہ یہ ظالمانہ اقدام امریکا کو بہت مہنگا پڑے گا۔ اور کسی دن ضرور اسے اپنی غلطی اور ناکامی کے اعتراف کے ساتھ سر جھکائے واپسی کی راہ لینی ہوگی۔

گذشتہ بارہ سالہ خونی تاریخ کو دیکھتے ہوئے لگتا ہے واقعتا یہ ظالمانہ اقدام امریکا کو بہت مہنگا پڑا ہے اور انہیں بے انتہا ناقابل تلافی نقصانات اٹھانے پڑے ہیں۔ ہزاروں فوجی ہلاک اور زخمی ہوگئے۔ تاریخ میں پہلی مرتبہ اس کی معیشت خسارے اور زوال کی انتہائی حدوں کو چھو رہی ہے۔ ہزاروں فوجی ہارے ہوئے محصور حوصلوں کے ساتھ ایسی حالت میں ہیں کہ بستر باندھ کر بحفاظت فرار کی راہ اختیار کرنے کی تلاش میں ہیں۔

یہ بات واضح ہے کہ افغانستان پر امریکی یلغار کا مقصد افغانستان سمیت خطے کے دیگر ممالک کو اپنے دباؤ میں رکھنا اور قریب سے ان کی سرگرمیوں کی مسلسل نگرانی کرنا تھا۔ مگر افغان عوام کی لازوال قربانیوں کی بدولت امریکا کے ان ارادوں پر اوس پڑ گئی اور ہمیشہ کے لیے افغانستان سمیت سارا خطہ ان کے شر سے محفوظ ہوگیا۔ یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں بلکہ واضح ہے کہ افغانستان اور پورے خطے میں حالیہ ساری بدامنی اور پریشانی کا باعث امریکیوں کی ناجائز عسکری موجودگی ہے۔ جس نے اپنی سرزمین لوگوں کے لیے جہنم بنا کر رکھ دی ہے۔

چونکہ خوش قسمتی سے امریکا مکمل طور پر شکست کھا چکا ہے اس لیے کسی ملک کی فوج اور کوئی قوت اسے اس گرداب سے نجات نہیں دلا سکے گی۔

تو اس سلسلے میں تمام متعلقہ وغیر متعلقہ قوتوں کو محتاط رہنا چاہیے اور ہر ایسے اقدام سے قطعی گریز کرنا چاہیے جس سے افغان عوام کے گذشتہ بارہ سالہ محنتوں پر پانی پھر جائے۔ جو فریق بھی افغانستان کے مسئلہ کے حل میں غیر جانبدارانہ مثبت کردار ادا کرنا چاہے انہیں چاہیے مقابل قوت کے احترام کو ذہن میں رکھ کر منصفانہ سوچ اور حوصلہ کے ساتھ آگے بڑھے۔ جعل سازی، تزویراتی کوششوں اور منافقانہ رویوں کا اب خاتمہ ہو جانا چاہیے اور انہیں افغانستان کے واضح اندرونی حقائق پر پوری توجہ دینی چاہیے۔

امارت اسلامیہ افغانستان افغان عوام کی دینی وملی اقدار کا نمائندہ ہے، اس لیے ان کی خوشی اور رضامندی کے بغیر کوئی قوت خارجی جارحیت پسند فوجیوں کو بحفاظت انخلاء کی ضمانت نہیں دے سکتی۔ تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ افغان عوام اس طرح کی صورتحال میں انتہائی حساس اور بیدار مغز واقع ہوئے ہیں۔ انہوں نے کسی کو بھی اس بات کی اجازت نہیں دی کہ ان سے اپنے ارادوں کی تکمیل کروائے۔ خود مختار افغانوں نے پہلے بھی خارجی قوتوں کے منصوبوں کی تکمیل ہونے نہیں دی اور نہ اب ان سے یہ توقع رکھی جانی چاہیے۔ بہتر یہ ہے کہ امریکا اور خطے کے دیگر دھڑے جعل سازی اور تزویراتی کوششوں کی بجائے مسائل کے حل کے لیے سنجیدگی سے غور وفکر کریں اور پوری دلی سچائی سے افغانستان کے اندرونی حقائق کا ادراک کریں۔

●●●

شیرزادو میں دشمن کی عبرتناک شکست

تحریر: حبیب مجاہد

رواں سال دو اگست کو افغانستان کے مشرقی صوبے ننگرہار کے ضلع شیرزادو اور ضلع خوگیانو میں مجاہدین نے کامیاب کارروائیاں کیں، جس کے نتیجے میں دشمن کا کانوائے جو مجاہدین کے خلاف آپریشن کے لئے جارہا تھا مجاہدین نے نشانہ بنایا، درجنوں فوجی اہلکار ہلاک اور متعدد زخمی ہوئے، کئی فوجی گاڑیاں اور جنگی وسائل تباہ ہوئے، اس تاریخی معرکے اور دشمن کی عبرتناک شکست کی اصل کہانی کیا ہے ذیل میں ملاحظہ فرمائیں۔

اس واقعہ سے چار روز قبل شیرزادو اور خوگیانو کے درمیان قومی ملیشیا کے اہلکاروں نے طالبان کے مقامی رہنما بلال جو اپنے ایک ساتھی کے ساتھ گاڑی میں کہیں جارہے تھے، پر حملہ کیا بلال موقع پر شہید جبکہ اس کا ساتھی زخمی ہوا، جنہیں اہلکاروں نے زخمی حالت میں گرفتار کرکے بڑی بے دردی سے شہید کیا۔

اہلکاروں کے اس ظلم نے علاقے میں مجاہدین کے جذبات کو ابھارا اور شیرزادو کے بل خیل علاقے میں قومی لشکر کے اہلکاروں جو مقامی ملک کی سرپرستی میں سرگرم تھے، پر بھرپور حملے کی تیاری کی، طالبان نے شیرزادو میں لشکر کے اہلکاروں پر حملہ کیا چونکہ علاقے میں موجود قومی لشکر کے اہلکار کمزور تھے اس لئے انہوں نے جلال آباد میں آرمی اور پولیس سے تعاون طلب کیا، ننگرہار کے گورنر نے لشکر کے سربراہ کو بتایا کہ آپ اطمینان کے ساتھ جنگ جاری رکھیں میں تازہ دم نئے فوجی دستے بھجوا رہا ہوں۔

طالبان کے حملے میں شیرزادو کے بل خیل اور مرکی علاقوں میں لشکر کے بیس سے زائد اہلکار ہلاک ہوئے، اس دوران ننگرہار کے مرکز اور ضلع خوگیانو سے درجنوں فوجی گاڑیوں پر مشتمل نئے تازہ دم نئے فوجی دستے شیرزادو کی جانب آرہے تھے جس پر شیرزادو اور خوگیانو کے مجاہدین نے مشترکہ طور پر راستے میں زادہ، قیلغو، خدرخیل اور ہاشم خیل کے علاقوں میں گھات لگا کر حملہ کیا، یہ گھمسان کی لڑائی گھنٹوں تک جاری رہی، جس میں دشمن کے فوجی، پولیس اور لشکر کے اہلکاروں کی بڑی تعداد ہلاک اور زخمی ہوئی اور ان کی متعدد فوجی گاڑیاں بھی تباہ ہوئیں۔

امارت اسلامیہ کے ترجمان ذبیح اللہ مجاہد نے ذرائع ابلاغ کو بتایا کہ اس جنگ میں دشمن کے 61 اہلکار خوگیانو اور 23 اہلکار شیرزادو میں ہلاک ہوئے، اسی طرح دشمن کے مجموعی 89 اہلکار زخمی ہوئے۔

مجاہدین کے مطابق اس لڑائی میں انہوں نے سولہ فوجی گاڑیاں قبضے میں لیں اور 23 فوجی گاڑیاں جلا کر خاکستر کردیں، نیز بڑی مقدار میں اسلحہ اور عسکری سازوسامان انہیں ہاتھ آیا جبکہ جنگ میں پانچ مجاہدین شہید اور چار زخمی ہوئے۔

ننگرہار کے حکام نے ذرائع ابلاغ کو بتایا کہ اس لڑائی میں 22 اہلکار قتل ہوئے لیکن علاقے کے ایک عینی شاہد نے افغان اسلامک خبررساں ادارے کو بتایا کہ لڑائی میں ہلاک ہونے والے اہلکاروں کی تعداد 50 سے زیادہ ہے، جن کی نعشیں طیارے کے ذریعے علاقے سے منتقل کردی گئیں۔

عسکری ماہرین کے مطابق ننگرہار میں یہ لڑائی گزشتہ چند سالوں میں سب سے بڑا واقعہ ہے جس میں حکومت کو شدید جانی ومالی نقصان اٹھانا پڑا۔

ایک صحافی کا آنکھوں دیکھا حال:

شیرزادو کے معرکے میں دشمن کے جانی ومالی نقصانات ان کے اعتراف سے کئی گنا زیادہ ہیں، دشمن کو عبرتناک شکست دی گئی لیکن مکار دشمن نے جھوٹ کا سہارا لیا اور شکست کو چھپانے کی کوشش کرتے ہوئے ازرہ اور حصارک میں سیمرغ کے نام سے ناکام آپریشنز کو کامیاب ظاہر کرکے

ایک شوشہ چھوڑ دیا۔

چند روز بعد مجاہدین نے صحافیوں کو دعوت دی کہ وہ علاقے کا دورہ کریں اور خود اپنی آنکھوں سے صورتحال دیکھیں، صحافیوں میں پژواک خبر رساں ادارے جو نیم سرکاری ادارہ ہے کا ایک نمائندہ محبوب شاہ محبوب بھی شامل تھا جس نے آنکھوں دیکھا حال کی یہ رپورٹ مرتب کی: ننگرہار کے ضلع شیر زادو میں گزشتہ ہفتے کی جھڑپ میں ہر سمت خاکستر ٹینک اور فوجی گاڑیاں نظر آرہی ہیں اور مسلح طالبان کے گروہ سرعام پورے ضلع میں آزادانہ طور پر گھوم رہے ہیں اور آمد و رفت کر رہے ہیں۔

شیر زادو جاتے ہوئے راستے میں چوراہے پر پولیس کا ایک تباہ شدہ ٹینک دیکھا جس کے ارد گرد چھ، سات لڑکے جمع تھے اور ٹینک سے لوہے کے ٹکڑے فروخت کے لئے نکال رہے تھے۔

علاقے کے ایک باشندہ اختیاراللہ نے پژواک خبر رساں ادارے کو بتایا کہ ٹینک کا ڈرائیور طالبان کی فائرنگ سے موقع پر ہلاک ہوا جبکہ دس میٹر فاصلے پر پولیس کی گاڑی بھی تباہ نظر آرہی تھی، اختیاراللہ نے بتایا کہ اس گاڑی کا ڈرائیور طالبان نے زندہ پکڑا۔

چند قدم آگے جاکر دیکھا ایک اور فوجی گاڑی تباہ نظر آئی جو قریبی گاؤں کے نوجوان اس سے ٹکڑے نکال رہے تھے، اس علاقے کا نام صدر خیل دوہ بندی تھا، اس گاڑی کے چند قدم فاصلے پر ایک اور گاڑی جلائی گئی تھی۔

چوراہے کے شمال کی جانب چکاؤ نامی گاؤں تھا جہاں جانے کے لئے راستے میں ایک اور جلائی گئی گاڑی نظر آئی، جس پر بھی چند نوجوان جمع تھے اور لوہے کے ٹکڑے فروخت کرنے کے لئے اس سے نکال رہے تھے، علاقے کے لوگوں کا کہنا تھا کہ جھڑپ میں درجنوں پولیس اور لشکر کے اہلکار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

اس گاؤں سے آگے خوڑ علاقے میں بھی تین تباہ شدہ فوجی گاڑیاں نظر آئیں، یہاں سے سو میٹر آگے کار کے ساتھ پانچ طالبان کھڑے تھے، یہاں سے آگے جاکر مقامی پولیس کی تین گاڑیاں جلائی گئی تھیں، جن کے ارد گرد بھی نوجوان جمع تھے اور لوہے کے ٹکڑے اتار رہے تھے، ایک نوجوان نے پژواک کو بتایا کہ میں چاہتا ہوں یہ لوہا بیچ دوں اور عید کا خرچہ نکال لوں۔

یہاں سے نکل کر ہم نے آدھا گھنٹہ سفر کیا اور ایک دوسرے علاقے پہنچ گئے، وہاں سینکڑوں طالبان جمع تھے جن کے پاس راکٹ، مشین گنیں، کلاشنکوف اور دوسرے عسکری وسائل تھے، وہ ایسے الرٹ کھڑے تھے جیسے ابھی جنگ کے لئے روانہ ہو رہے ہیں، جن میں تین کمانڈر بھی تھے۔

ایک کمانڈر نے اپنا تعارف زرقاوی کے نام سے کیا جس کے بارے میں چند ماہ قبل حکومت نے ہلاکت کی اطلاع دی تھی، اس کے ساتھ ایک بوڑھا کمانڈر کشمیر خان کھڑا تھا اس کو مارنے کی خبر بھی حکومت نے شائع کی تھی، مگر ہم نے دیکھا یہ دعوے جھوٹ ثابت ہوئے اور یہ دونوں زندہ اور علاقے میں سرگرم تھے۔

اس علاقے میں طالبان کے ایک اور کمانڈر نے پژواک کو بتایا کہ اس جھڑپ میں ان کے پانچ ساتھی شہید ہوئے، ان کا کہنا تھا کہ اگر کوئی اعتراض کرتا ہے کہ یہ جھوٹ ہے تو ابھی قبرستان جاکر دیکھتے ہیں کہ وہاں کتنی قبریں ہیں۔ وہاں صرف پانچ قبریں ہیں۔ ان کا یہ بھی کہنا تھا کہ مقامی پولیس کے کمانڈروں نے شہریوں کے گھروں میں گھس کر بچوں کو بطور ڈھال استعمال کیا۔

<u>واقعے کے بعد:</u>

شیر زادو کی جھڑپ میں اگرچہ دشمن کو بہت بھاری نقصان پہنچا تاہم دشمن نے کوشش کی کہ وہ نقصان کو بہت کم ظاہر کریں، لیکن بہت جلد یہ راز افشا ہوا، ایک ہفتہ بعد سات اگست کو کابل حکام نے ننگرہار کے مقامی پولیس حکام کو مجرم قرار دیا کہ ان کے غیر محتاط عمل سے بڑے پیمانے پر ہلاکتیں ہوئیں۔ اسی تاریخ کو وزارت داخلہ نے اعلان کیا کہ ننگرہار کے مقامی انتظامیہ کو پولیس کے قتل عام اور ناکامی کے جرم کی پاداش میں عدالت کے کٹہرے میں حاضر کریں گے تاکہ ان کے ساتھ حساب کیا جائے۔

یہ پہلی بار ہے کہ حکومت اپنے ماتحت حکام کا محاسبہ کر رہی ہے، اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ دشمن کا کتنا نقصان ہوا ہے۔ ننگرہار میں دشمن کی رسوا کن شکست نے ثابت کر دیا کہ قابض دشمن کا یہ خواب شرمندہ تعبیر نہیں ہوگا کہ غیر ملکی افواج کے انخلاء کے بعد افغان فورسز ملکی انتظام سنبھالنے کی صلاحیت رکھتی ہے، کیونکہ اس جھڑپ سے ظاہر ہوا کہ ان کی تربیت یافتہ فورسز کس قدر کمزور اور ناتواں ہیں کہ سامنے لڑائی میں طالبان کا مقابلہ نہیں کر سکتیں۔

اسلام کے جنگی اخلاق اور قیدیوں کے احکام

حصہ اول

تحریر
مفتی ابو عامر

عام حالات میں اچھے اخلاق، مناسب رویہ، حسن سلوک اور عام لوگوں پر رحم و کرم اور کمزوروں اور لاچاروں سے دلی ہمدردی و سخاوت اور اپنے دوستوں اور پڑوسیوں سے تعاون و ہمدردی اچھا عمل ہے۔ ہر مذہب اسے پسند کرتا ہے اور تقریباً ہر قوم ایک حد تک اس پر عمل پیرا بھی رہتی ہے اور ہر قوم اگر چاہے تو اس پر عمل کرنے کی قوت و صلاحیت بھی رکھتی ہے مگر حالت جنگ میں دشمنوں کے ساتھ منصفانہ رویہ اور نرم سلوک اور جانب مخالف کے کمزور طبقے پر رحم دلی اور شکست خوردہ افراد سے نرمی ہر قوم اور ہر ملت کے جنگجوؤں اور بڑے چھوٹے کمانڈروں سے ان اخلاقیات کی توقع رکھنا ممکن نہیں۔

خون نظر آتا ہے تو انسان کا خون اور بھی گرم ہو جاتا ہے۔ دشمنی، کینے اور غصے کو شہہ ملتی ہے۔ جنگوں میں فاتح قوتیں اپنی فتح کے نشے میں ہمیشہ پاگل رہتی ہیں۔ ایسی صورتحال میں ان سے شقاوت قلبی اور انتقام کے نئے اعمال سرزد ہو جاتے ہیں۔ یہ سب ان قوموں کے تاریخی اعمال ہیں جو رب لایزال کے منکر رہی ہیں۔ جنہیں آسمانی ہدایات پر اعتماد نہیں تھا یا وہ اس سے منحرف ہو گئی تھیں۔ قابیل سے لے کر آج کے بش اور بلیئر تک جس نے بھی رحمن کی جگہ شیطان کو اپنا رہنما بنایا سب اسی راستے پر چلے اور دوسروں کو بھی یہی راستہ اپنانے کی دعوت دی۔ مگر اس کے برعکس اسلام جو ایک آسمانی دین ہے صرف امن و آشتی کے دور ہی میں نہیں بلکہ جنگ کے شدید حالات میں بھی اپنے ماننے والوں کو انسانیت دوستی اور احترام انسانیت کا درس دیتا ہے اور دوست و دشمن کا امتیاز کیے بغیر تمام انسانوں کو ترحم کی نظر سے دیکھنے کی سخت تاکید کرتا ہے۔

خوش قسمتی سے اسلام میں یہ ہدایات اور رہنمائیاں تحریف شدہ یہودیت اور نصرانیت کی طرح صرف ہدایات کی حد تک محدود نہیں رہیں بلکہ تاریخ گواہ ہے کہ مسلمانوں نے اپنے 14 سو سالہ دور میں ہر وقت ان پر عمل کیا۔ اس بات سے انکار نہیں کہ تاریخ کے مختلف ادوار میں کچھ صاحبان اختیار واقتدار مسلمانوں نے اپنی مسلمان رعایا یا محکوم اور کمزور غیر مسلموں کے ساتھ زیادتی یا نامناسب سلوک کا ارتکاب کیا ہو گا مگر تعصب کی عینک آنکھوں سے اتاری جائے اور انصاف کی نظر سے دیکھا جائے تو تاریخی شواہد اور حقائق کی روشنی میں اسلام کے دوست دشمن، مسلم و غیر مسلم، اسلام کے منکر و معترف سب تسلیم کریں گے کہ ہر دور میں مسلمان رہنما ہی حاکم و فاتح رہے ہیں اور جو جنگی امیر رہے انسانیت کی حفاظت اور انسان دوستی کے اصل سرچشمے یہی ہیں۔

بخدا میں یہ بات صرف اس لیے نہیں کہہ رہا کہ میں ایک مسلمان ہوں اور یا اپنے دین اور اسلاف سے بے انتہا محبت مجھے کسی مبالغہ آرائی پر مجبور کر رہی ہے۔ خدا تعالیٰ گواہ ہے کہ اگر مسلمانوں کے جنگی اخلاق کے ناقابل فراموش عملی نمونے تاریخ کے ناقابل انکار حقائق اور شواہد سے ثابت نہ ہوتے تو میں ان سب کو محض خالی خولی دعوے اور کاغذ کی لوح پر لکھے گئے اصول قرار دیتا۔ میں یہاں ان کو نقل کر رہا ہوں تو صرف اس لیے کہ یہ انسانی تاریخ کا اعتراف شدہ حصہ ہے۔ اور یہ وہ حقائق ہیں جن کا دشمن نے خود بھی اعتراف کیا ہے اور جگہ جگہ اس کا ذکر بھی کیا ہے۔

اسلام جب دنیا میں آیا تو انسانوں کی حالت جنگلی جانوروں کی طرح بلکہ ان سے زیادہ بدتر تھی۔ طاقتور بلاوجہ کمزور کو قتل کرتا۔ مسلح شخص بلا تامل غیر مسلح کو لوٹ لیتا۔ جنگ تمام اقوام اور قبائل کی روزمرہ زندگی کا ایسا حصہ بن چکا تھا جو کسی قید سے مقید تھا نہ کسی حد تک محدود۔ جائز و ناجائز کی کوئی تمیز نہ تھی۔ جس قوم کو بھی اتنی برتری اور قوت حاصل ہو جاتی کہ دوسروں کی زمین چھین لے، ان کی دوشیزاؤں کو باندیاں اور جوانوں کو غلام بنا لے اور

انہیں اپنا علاقہ چھوڑنے پر مجبور کرے تو ایسی مقتدر قومیں کسی احساس جرم کے بغیر اور بلا جھجک ایسے امور کا ارتکاب کر گذرتیں۔ مگر اسلام نے اس طرز عمل کی بالکل ہی نفی کر دی جس نے انسانیت کو خالص حیوانیت کی سطح پر گرا دیا تھا۔ زمینوں پر قبضہ، اموال کی ضبطگی، عصبیت، کرسی، لوگوں کو غلام بنانے اور دیگر مادی اہداف اور مقاصد کی خاطر جنگیں اسلام نے مردود قرار دیں۔ جنگ صرف اللہ کے نظام کی حاکمیت، ظالموں سے مظلوموں کی حفاظت، انسانوں کو انسانوں کی غلامی سے نجات دلانے، دین، نفوس انسانی، مال، عزت اور اسلامی سرزمین کی حفاظت کے لیے جائز قرار دیا گیا۔ اسلام نے یہ بھی واضح کیا کہ اصل مقصد ہدف ہے اگر جنگ کے بغیر ہدف کا حصول ممکن ہو تو پھر جنگ کرنا جائز نہیں اور اگر ہدف کا حصول جنگ کے بغیر ممکن نہ ہو تو جنگ کرنا فرض ہے۔

مگر اسلام کا یہ جہاد اور جنگ غیر مشروط اور غیر محدود نہیں۔ ایسا نہیں کہ جس کا جو جی چاہے جہاد کے نام پر کر گذرے۔ بلکہ اسلام نے یہاں بہت سے قوانین واصول وضع کیے ہیں اور اپنے جہاد کو درجنوں اخلاقیات میں گھیر کر رکھا ہے۔ ان جنگی حدود وقیود میں بند جنگ کو ہمارا دین جہاد فی سبیل اللہ قرار دیتا ہے۔ اور اس کے علاوہ ہونے والی تمام جنگوں کو طغیان وفساد کو پھیلانے والی جنگیں قرار دیتا ہے۔ اسلامی کے مشروع جہاد اور دیگر اقوام کی جنگوں میں فرق بھی صرف اور صرف یہی ہے کہ اسلام کی جنگ اللہ کی رضا کی خاطر اللہ کی راہ میں ہوتی ہے، اس میں کسی مادے فائدے یا نفسانی خواہش کی تکمیل شامل نہیں ہوتی۔ دیگر تہذیبوں اور اقوام کی جنگ مغلوب قوموں پر اقتدار کا قیام، زمینوں پر قبضہ، لوٹ مار، نسل انسانی کی تباہی، زمین پر فساد پھیلانے اور شیطان کو خوش کرنے کے لیے ہوتی ہے۔ اللہ تعالی اپنی مقدس کتاب میں ارشاد فرماتا ہے:

الذین آمنوا یقاتلون فی سبیل اللہ والذین کفروا یقاتلون فی سبیل الطاغوت فقاتلوا اولیآء الشیطان ان کید الشیطان کان ضعیفا. (سورۃ نساء آیہ ۷۶)

ترجمہ: وہ لوگ جو ایمان لائے اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں اور جن لوگوں نے کفر کیا وہ شیطان کی راہ میں لڑتے ہیں۔ پس اے مومنو! تم شیطان کے مددگاروں سے لڑو۔ بے شک شیطان کی تدبیر کمزور ہے۔

مختصر یہ کہ ہماری جنگ مذکورہ تمام منحوس اہداف سے پاک ہے اور ان پاک اور روشن اہداف کے لیے ہے جس کا ہم نے اوپر ذکر کیا۔

جب ہمارے جنگوں کے اہداف بہت بلند ہیں تو ہمارے دین نے اپنی جنگوں کو بہت اعلی قیود واصول کا پابند بنایا ہے۔ اپنے لڑنے والے افراد کی خودسری کبھی برداشت نہیں کی اور کبھی انہیں اس بات کی اجازت نہیں دی کہ اپنے فیصلے اپنی ذاتی رائے اور مطالبے کے مطابق کریں اور جو ان کا جی چاہے کر گذریں۔

اس لیے سب سے پہلے اسلام نے مسلمانوں کو اس بات کا مکلف بنایا کہ جنگ صرف ان لوگوں کے خلاف لڑو جو جنگ لڑنا چاہتے ہیں۔ جو لوگ اللہ کی زمین پر اللہ کی حاکیت مانتے ہیں ان کے خلاف جنگ لڑنا ناجائز ہے اگرچہ وہ اسلام قبول نہ کریں۔ اللہ تعالی نے اپنے پاک کلام میں ارشاد فرمایا:

وقاتلوا في سبيل الله الذين يقاتلونكم ولا تعتدوا ان الله لا يحب المعتدين. (البقرہ آیہ ۱۹۰)

ترجمہ: اور لڑو اللہ کی راہ میں ان لوگوں سے جو تم سے لڑیں اور زیادتی مت کرو، اللہ تعالی زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

انسانیت کی محافظ اس تہذیب کو دیکھیے! ؟ جنگ صرف ان لوگوں کے خلاف لڑنا چاہتی ہے جو لڑنا چاہتے ہیں۔ مگر جنگ کے انہیں ساعتوں میں جب انسان خون بہانے اور انتقام لینے پر خوب آمادہ اور پرجوش ہوتا ہے اللہ تعالی اپنے بندوں کو حکم دیتا ہے (ولا تعتدوا) زیادتی نہ کرو۔ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں "زیادتی بچوں، بوڑھوں اور خواتین کا قتل ہے، مقتولوں کا مثلہ [بدن کے اعضاء کاٹنا جس سے انسان بدصورت ہو جائے] بغیر مصلحت درختوں کا جلانا، حیوانوں کو مارنا ہے۔" اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو انتہائی سختی سے ان اقدامات سے منع فرماتے تھے۔

خلفاء راشدین جب مجاہدین کو جنگوں پر روانہ فرماتے تو انہیں انتہائی سختی سے ایسے اقدامات سے خود کو بچانے کی تاکید کی جاتی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے حضرت اسامہ بن زید کی قیادت میں لشکر شام کی طرف روانہ فرمایا تو روانگی کے وقت ان سے کہا: "اے لوگو! ٹھہر جاو۔ میں تمھیں دس نصیحتیں کرتا ہوں۔ انہیں یاد رکھو۔ انہیں بھول نہ جانا۔ خیانت نہ کرنا، اگر دشمن سے معاہدہ ہو جائے معاہدہ توڑنا نہیں، چوری نہ کرنا، مقتولوں کے اعضاء کو کاٹنا نہیں۔ بچوں، بوڑھوں اور خواتین کو قتل نہیں کرنا، کھجوروں کی درختیں نہ کاٹنا اور نہ جلانا، کوئی پھلدار درخت نہیں کاٹنا، دنبہ، گائے اور اونٹ صرف کھانے کے لیے ذبح کرنا۔

تمہارے ساتھ جنگ میں شریک ہونے والے صحابہ زمانہ جاہلیت میں بھی بڑے عزائم کے مالک تھے۔ بہادری اور جفاکشی میں ان کی شخصیت مثالی تھی۔ ان میں بہت سے وہ افراد بھی تھے جنہوں نے کفر کی حمایت اور باطل کی اعانت کے لیے پہلے بہت سی کوششیں کیں اور کئی مرتبہ رسول اللہ ﷺ کے مقابلے میں جنگوں میں بھی شریک ہوئے، بعد میں اللہ تعالی نے انہیں سمجھ عطا کر دی۔

انسانوں کو نجات دلانے والے پرچم کے نیچے جمع کیا اور اسلام کو قوت بخشی اور آج تمہارے ساتھ حق وصداقت کا پرچم بلند رکھنے، کفر وشرک کو مٹانے اور ظلم وستم کا خاتمہ کرنے کے لیے شام جا رہے ہیں۔ تم لوگوں سے جتنا ہو سکے اپنے ان ساتھیوں سے اچھا سلوک اور نرم رویہ رکھو۔ سب سے برابر سلوک ہونا چاہیے تقوی کے علاوہ کسی اور وجہ سے کسی کی قدر ومنزلت نہ بڑھاؤ۔ ہر وقت اپنے رب سے مدد مانگو اس لیے کہ صرف وہی ہمارا مالک اور کارساز ہے۔ ہمیشہ صرف اسی ذات پر بھروسہ رکھو اور کبھی اس سے مایوس نہ ہونا۔ اس سفر میں تمہاری ملاقات ایسے لوگوں سے بھی ہو گی جنہوں نے اپنی جانیں کلیساوں میں {بقول ان کے} عبادت کے لیے وقف کی ہیں۔ انہیں اپنے حال پر چھوڑنا اور انہیں کچھ نہیں کہنا"۔

اسی طرح ایک موقع پر حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ جب مجاہدین کے ایک لشکر کے سپہ سالار تھے لشکر کی رخصتی کے وقت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے انہیں انتہائی قابل قدر نصیحتیں کیں جو آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔ یہاں اس لیے لکھ رہے ہیں تاکہ مجاہدین بھی اس پر عمل کر سکیں اور قابل استفادہ بنا سکیں۔ "لشکروں کی روانگی کے وقت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے حضرت یزید بن ابی سفیان سے فرمایا: اپنے لشکر سے اچھا سلوک کرو۔

جب ان سے نصیحت کرو تو مختصر نصیحت کرو کیوں کہ طویل باتوں کے بعض حصے انسان بھول جاتا ہے۔ نصیحت سے پہلے خود عمل کیا کرو۔ اگر دشمن کے نمائندے آجائیں تو لشکر کے اس حصے میں انہیں بٹھانا جو شان وشوکت رکھتا ہو۔ ان کی قدر کرنا۔ مگر جلد انہیں رخصت دینا کیوں کہ زیادہ عرصہ یہاں رہنے کی صورت میں وہ تمہارے چھپے رازوں سے باخبر ہو جائیں گے۔ راز کی باتیں چھپائے رکھنا تاکہ نظام خلط ملط نہ ہو جائے۔ سچی بات کہا کرو تاکہ تمہیں صحیح مشورے ملا کریں۔ رات کو اپنے ساتھیوں سے باتیں اور گپ شپ کیا کرو تاکہ ہر طرح کی باتوں سے باخبر رہو۔

رات کو پہرہ ضرور دیا کرو، پہرہ داروں کو پورے لشکر میں پھیلایا کرو اور کبھی کبھی اچانک ان سے ملا کرو، جو سزا کا مستحق ہو اسے سزا دیا کرو اور اس حوالے سے کسی خوف کا شکار مت ہونا، بے آسرا مخلص ساتھیوں سے زیادہ ملا کرو، اپنے ساتھیوں سے اخلاص سے ملا کرو۔ بزدلی کا مظاہرہ کبھی بھی نہ کرو تمہیں دیکھ کر دوسرے لوگ بھی بزدل ہو جائیں گے۔ اچھائی اور انصاف پر بھرپور توجہ دو، جو ان سے بے توجہی برتتا ہے کبھی کامیاب نہیں ہوتا۔ اگر فاتح بن جاو تو کبھی خواتین، بچوں اور بوڑھوں کو نہیں مارنا۔ دشمن سے معاہدہ ہو جائے تو اس پر مضبوطی سے قائم رہو

مسلمانوں کا جہاد جس میں مذکورہ اخلاق اور اصول کی رعایت رکھی جائے کبھی بھی شر وفساد کا سبب نہیں ہو سکتا۔ شر وفساد اگر سامنے آئے گا بھی تو اس کا باعث یہی ہو گا کہ جنگ میں اسلامی اہداف، اخلاق، اصول اور قواعد سے سرتابی کی گئی ہو گی اور بس۔

> احد کے غزوے میں ہندہ کے ورغلانے پر وحشی بن حرب نے عربوں کے بہادر سپوت اور شہداء کے سالار اور حضور ﷺ کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ تعالی عنہ کو شہید کر دیا۔ حضرت حمزہ کی شہادت کی خبر پھیلنے کے بعد ہندہ شہداء کے نورانی اجسام میں انہیں تلاش کرنے لگی۔ ڈھونڈنے کے بعد ہندہ نے اس کا سینہ چیر کر رکھ دیا۔ ان کا دل مبارک جگر نکال کر دانتوں میں چبایا۔ اور اپنی دشمنی اور قلبی شقاوت کا خصوصی یادگار دنیا میں چھوڑ دیا۔ زمانے کی تبدیلی دیکھیے پھر جب یہی وحشی بن حرب اور ہندہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے حاضر ہوئے اور اسلام لائے۔

جنگ کے دوران ہمارے اسلامی تہذیب کی مصالحانہ پالیسی کے ثبوت کے لیے ہمارے خیال میں صرف اتنا کافی نہ گا جس کا ہم نے ذکر کیا، کیوں کہ صرف اصول کا ذکر اور ان کا عمومی اعلان ایک ملت ومذہب کی بلندی اور انسانیت دوستی کے ثبوت کے لیے کافی نہ ہو گا۔ تاریخ کے ادوار میں انسانوں نے ایسی بہت سی تہذیبوں کو دیکھا جس نے اپنے آغاز میں بہت سے بلند اہداف کے حصول اور روشنیاں بکھیرنے کے بڑے بڑے دعوے کیے مگر اپنے مستعمرہ اقوام کے ساتھ ان کا سلوک انتہائی ذلت آمیز اور شقاوت آمیز رہا۔ ظلم ووحشت سے ان کا ہر اقدام بھرپور تھا۔ انسانیت دوستی نام کی کوئی

چیز ان میں موجود نہ تھی۔ دور جانے کی ضرورت نہیں، گذشتہ صدیوں کی تاریخ دیکھنے کی ضرورت ہے نہ دنیا کے کسی اور کونے میں جانے کی ضرورت ہے ۔گذشتہ تین عشروں میں ہم بیچاروں پر دنیا کی دو بڑی کفری طاقتوں کی جانب سے جو مظالم ڈھائے گئے ان کی جانب سے انسانیت کے خلاف تاریخی جرائم کے معلومات کے لیے مشت نمونہ از خروارے کے طور پر کافی ہو گا۔ ہمارے پیارے ملک افغانستان پر جب روسی اور اس کے امریکی جارحیت اور قبضہ کرنے لگے تھے تو ان کا کہنا کیا تھا اور پھر ان کا عمل کیا رہا۔

افغانستان کے کیمونسٹ روسیوں کو افغانوں کے سب سے قریبی دوست کہتے تھے۔ غریب افغانوں کے روٹی، کپڑا اور مکان کے سب سے بڑے غمخوار قرار دیتے تھے، مگر انہیں دوستوں نے ایک عشرے میں تقریبا ڈیڑھ ملین افغانوں کو قتل کر دیا۔ ہمارے کچے مکانوں کو تباہ و برباد کر ڈالا۔ ہمارے پیوند زدہ کپڑوں کو کفن اور روٹی کو غموں میں بدل ڈالا۔

امریکی بھی افغانستان کی تعمیر نو، افغانوں کو آزادی دلانے اور انسانی حقوق کی فراہمی کے نعروں کے ساتھ ہمارے ملک میں داخل ہو گئے اور ہماری سرزمین پر قبضہ کر ڈالا، مگر ان کا طرز عمل بھی سب نے دیکھ لیا کہ ان کے قول سے کتنا متضاد ہے۔

دیگر ممالک سے جبرا افغانستان کی کچھ سڑکیں پختہ بنوادیں تاکہ طالبان اس میں آسانی سے بارودی سرنگ نہ چھپا سکیں۔ دیگر ترقیاتی کام جیسے بجلی بنانے کے لیے ڈیم کی تعمیر یا کوئی کینال تو دور کی بات پورے افغانستان میں کوئی ایک ایسا شخص کوئی دکھائے جسے کوئی ایک کمرہ بنا کر دیا گیا ہو۔ ہاں یہ ہوتا ہے کہ کسی علاقے میں ان پر فائرنگ ہو جائے یا کوئی ٹینک بارودی سرنگ میں اڑ جائے تو وہ پورے علاقے پر بمباری کر دیتے ہیں۔ اور ایک ایک بمباری میں درجنوں گھر تباہ کر دیتے ہیں۔ اور بس یہی ان کی تعمیر نو ہے۔

آزادی یہ ہے کہ جیلوں میں اتنے افغانوں کو ڈالا ہے کہ مزید ان کے پاس جگہ نہیں رہی۔ ہمیں حقوق دلانے کا سلسلہ بھی ساری دنیا نے دیکھ لیا کہ ان کی ہر بمباری میں ہماری غریب قوم کے درجنوں اور کبھی کبھی سینکڑوں بچے ہلاک ہو جاتے ہیں۔ رات کو بارود سے ہمارے گھروں کے دروازے اڑا کر ہمارے گھروں میں آتے ہیں اور تلاشی دیکھتے ہیں۔ ان وحشت انگیز تلاشیوں نے ہمارے عام معصوم لوگوں پر اتنا خوف اور وحشت بٹھادیا ہے کہ اکثر افغان عوام رات کو اطمینان سے نہیں سوسکتے کہ کہیں رات کو پھر امریکی یلغار نہ کر دیں۔

مختصر یہ کہ فریبانہ نعرے جو بھی لگائے مگر اقوام کی تاریخ میں کوئی طاقت ور قوم و ملت ایسی نہیں رہی جس نے کبھی کمزوروں پر رحم کیا ہو۔ اس لیے ضروری ہے کہ ہماری تہذیب کے پیروکاروں نے عروج اور ترقی کے زمانے میں اپنے اصولوں پر کتنا عمل کیا ہے۔

جی ہاں فتح کے وقت کچھ قومیں سیاہ رو ٹھہرتی ہیں اور کچھ سرخ رو ثابت ہو جاتے ہیں۔ خوش قسمتی یہ وہ مقام ہے جہاں پہنچتے پہنچتے امت مسلمہ دیگر اقوام سے ممتاز ثابت ہو جاتی ہے۔ انسانیت دوستی میں نہ کوئی ملت ان کے ہم سر اور حریف ہو سکتی ہے نہ کوئی تہذیب۔ اس دعوی کے اثبات کے لیے مشت نمونہ از خروارے کے طور پر چند شواہد کا ذیل میں تذکرہ کیا جا رہا ہے۔

عہد نبوت کے چند شواہد:

حضرت محمد ﷺ کی حیات طیبہ کے چند واقعات کا سب سے پہلے تذکرہ اس لیے مناسب سمجھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالی کی ہدایت و رہنمائی کے مطابق دین کے اصولوں اور قواعد کے واضع اور اسلامی تہذیب و ثقافت کے خطوط، اصول اور قوانین کے واضع تھے۔ انبیاء کرام اور امت کے مصلحین کی تاریخ گواہ ہے کہ دعوت کی راہ میں باعتبار کم و کیف کسی نے بھی اتنی تکالیف نہیں اٹھائیں جتنی رسول اللہ ﷺ نے اٹھائی ہیں۔ رسالت کی تیرہ سالہ مکی زندگی میں رسول اللہ ﷺ اور ان کے ساتھی مخالفین کی مسلسل کینہ پروری، سوشل بائیکاٹ، دشمنی، گالی گلوچ اور ہر طرح کی تکالیف کا سامنا کرتے رہے اور یہاں تک کہ آپ ﷺ اور آپ کے سچے دوستوں کو شہید کرنے کی تدبیریں بھی بنائی گئیں۔

آپ ﷺ کی مدنی زندگی بھی خونخوار دشمنوں سے لڑائیوں میں گذرگئی، اس وقت تک جنگی لباس نہیں اتارا جب تک وفات سے کچھ عرصہ قبل عرب کے آس پاس کے سارے علاقے فتح نہ ہو گئے۔ اسی لیے تو مدنی آقا کی مدنی زندگی کی سیرت کا بڑا باب یہی جہاد ہے۔

عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ جو شخص مسلسل دشمنیوں، مظالم و زیادتیوں کا شکار رہا ہو وہ لامحالہ منتقم المزاج اور شقی القلب ہو جاتا ہے۔ جنگ کے میدان میں جب وہ اترتا ہے تو اچانک تلوار اٹھاتا ہے اور بے دریغ خون بہاتا چلا جاتا ہے۔ خون بہانے میں اسے مزہ آتا ہے اور خون بہا کر اسے تسکین ملتی ہے۔ مگر آپ دیکھیں یہاں معاملہ اس کے برعکس ہے۔ آپ دیکھیں حضور ﷺ نے تمام غزوات میں دشمن کے ساتھ کیسا بااخلاق رویہ رکھا اور کیسے

اچھے اخلاق کا سلوک کیا؟ اور اسلامی تہذیب کے جن جنگی اصولوں کا اعلان کیا تھا اس پر کس طرح عمل کر کے دکھایا؟

غزوہ احد میں جب چند صحابہ کرام کی اجتہادی غلطی کے بسبب مسلمان وقتی طور پر مغلوب ہوگئے تھے تو رسول اللہ ﷺ کی زندگی کا چراغ {معاذ اللہ} گل کرنے کے لیے دشمن نے حضور ﷺ کو چاروں جانب سے گھیر لیا۔ اور ہر طرف سے ان پر تیروں اور نیزوں کی بارش شروع کر دی۔ جس کے باعث حضور صلی اللہ وسلم کا دندان مبارک شہید اور چہرہ مبارک زخمی ہوگیا۔ چہرہء انور پر خون کے فوارے ابل پڑے۔ آپ ﷺ کے بہادر و جفاکش وفادار ساتھیوں نے جانوں پر کھیل کر آپ کا دفاع کیا اور آپ کو دشمن کے نرغے سے نکال لائے۔ اس وقت چند صحابہ کرام نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! آپ ان بدبختوں کے لیے بددعا کر دیں تاکہ اللہ تعالی انہیں ہلاک کر دے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جاؤ اللہ تعالی نے مجھے لعنت ملامت کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا بلکہ مجھے داعی اور رحمت بنا کر مبعوث فرمایا ہے اور پھر اسی حالت میں ارشاد فرمایا: "یا اللہ تو میری قوم کو ہدایت عطا فرما کیوں کہ یہ لوگ جانتے نہیں"۔

یہی حق پرستی اور حق پسندی ہے کہ جنگ پر مجبور کرنے پر جنگ تو لڑی مگر جنگ خون کا پیاس بجھانے کے لیے نہیں لڑی اور عین جنگ کے سخت مراحل میں بھی اپنے جانی دشمن کو دعا دیتے ہیں۔ یہ اس بات کی گواہی ہے کہ اسلامی غزوات میں انسانوں یا ممالک پر قبضہ ہدف نہیں ہوا کرتا بلکہ اسلام اس لیے جنگ کا حکم دیتا ہے کہ بے راہ انسانیت سیدھی راہ پر چلے۔ انسان کو انسانوں کی غلامی سے نکل کر اور زمین پر اللہ تعالی کا نظام عدل قائم ہو جائے۔ علاقوں اور ممالک کا مفتوح ہونا اور مسلمانوں کے زیر قبضہ آنا اس کا امر لازم ہے۔ اس کے بغیر ان اہداف کا حصول ممکن نہیں۔

اسی احد کے غزوے میں ہندہ کے ورغلانے پر وحشی بن حرب نے عربوں کے بہادر سپوت اور شہداء کے سالار اور حضور ﷺ کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ تعالی عنہ کو شہید کر دیا۔ حضرت حمزہ کی شہادت کی خبر پھیلنے کے بعد ہندہ شہداء کے نورانی اجسام میں انہیں تلاش کرنے لگی۔ ڈھونڈنے کے بعد ہندہ نے اس کا سینہ چیر کر رکھ دیا۔ ان کا دل مبارک جگر نکال کر دانتوں میں چبایا۔ اور اپنی دشمنی اور قلبی شقاوت کا خصوصی یادگار دنیا میں چھوڑ دیا۔ زمانے کی تبدیلی دیکھیے پھر جب یہی وحشی بن حرب اور ہندہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے حاضر ہوئے اور اسلام لائے۔

رسول اللہ ﷺ نے ان کا ایمان قبول فرمایا، حضرت ہندہ رضی اللہ تعالی عنہا کو مغفرت کی دعا دی اور حضرت وحشی بن حرب کو بس اتنا کہا کہ اگر تم ایسی جگہ رہائش اختیار کرو جہاں میری نظر تم پر نہ پڑے تو اچھا ہوگا کیوں کہ تمہیں دیکھ کر مجھے اپنے چچا یاد آتے ہیں۔ {یعنی وحشی بن حرب کو دیکھنے سے رسول اللہ ﷺ کو ان کے چچا یاد آجاتے تھے جس سے آپ ﷺ کو تکلیف پہنچتی تھی، حضور کو ایذا دینا وحشی کے لیے نقصان کی بات تھی، اس نقصان سے بچانے کے لیے حضور ﷺ نے انہیں نظروں سے دور رہنے کا حکم دیا۔

حضور ﷺ نے مکہ فتح فرمایا اور دس ہزار جان نثار صحابہ کرام کے ساتھ انتہائی شان و شوکت سے مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے۔ اور حال یہ ہے کہ اسی قریش کو فتح کر رہے ہیں جنہوں نے گذشتہ تقریباً 21 سالوں میں رسول اللہ ﷺ اور ان کے ساتھیوں کی ایذائی رسانی میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا۔ وہی قریش سر جھکائے شکست خوردہ کھڑے تھے اور اپنے بارے میں نبوی حکم کے انتظار میں تھے کہ ان کے بارے میں کیا فیصلہ ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی یہ حالت دیکھ کر پوچھا: اہل قریش! تمھارا کیا خیال ہے میں تمھارے ساتھ کیا سلوک کرنے والا ہوں؟

قریش نے کہا: ہم آپ سے انتہائی اچھے سلوک کی امید رکھتے ہیں۔ آپ ہمارے اچھے بھائی اور ہمارے اچھے بھائی کے صاحبزادے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں آج تم لوگوں سے وہی کہوں گا جو حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کہا تھا۔ وہ یہ کہ: "آج تم ہر طرح کی ملامتی اور {عدالت} سے بری ہو۔ اللہ تعالی تمھاری بخشش فرمائے وہ بہت مہربان ہے۔ جاؤ تم لوگوں کو میری طرف سے آزادی ہے۔"

اتنے بڑے، جابر، مسلمانوں کے خونی دشمن اور مسلمانوں کی جڑ اکھیڑنے کے لیے مدینے تک آنے والے ضدی دشمن کو اتنی بڑی معافی کیوں دی گئی؟ کیوں کسی ظلم اور زیادتی کا بدلہ نہیں لیا گیا؟ کیوں کہ یہ انسانیت کا محسن ہے۔ سارے انسانوں پر بہت زیادہ شفیق اور مہربان انسان ہے۔ قیامت کی انسانیت کو سب سے بڑے خیر رساں اور خیر پسند انسان آپ ﷺ ہیں۔ انسانی خون کا پیاسا کوئی جرنیل یا کمانڈر نہیں جو صرف اپنی انا، عزت اور اقتدار کی خاطر لڑتا ہے۔ زمینوں پر قبضہ اور جارحیت، اموال اور مویشی پر قبضہ اور انسانوں کی تذلیل اور محکومی جن کا مقصد اور نصب العین ہوتا ہے۔

جاری ہے........

امارت اسلامیہ کے ترجمان ذبیح اللہ مجاہد سے ایک سوال

سوال: ہم قارئین امارت اسلامیہ کی ویب سائٹ پر امارت اسلامیہ کی تشکیلات میں مختلف کمیشنز کے نام دیکھتے ہیں جن کے ذمہ داران سے الامارہ ویب سائٹ کے نمائندوں نے گفتگو کی ہوتی ہے یا ان کے متعلق کوئی خبر آجاتی ہے۔ امارت اسلامیہ کی تشکیلات کے متعلق کچھ معلومات فراہم کریں اور یہ بھی واضح کردیں کہ ان کا کوئی لائحہ عمل اور طریقہ کار بھی متعین ہے؟ حاجی محمد

جواب: شکریہ! آپ نے بہت اچھا سوال پوچھا۔ بالکل امارت اسلامیہ کی تشکیلات ایک مکمل اور باکفایت نظام کا نمونہ پیش کرتے ہیں۔ اس حوالے سے کسی قدر تفصیل کی ضرورت ہے جو ذیل میں پیش کی جارہی ہے۔

امارت اسلامی کی قیادت تو ساری دنیا کو معلوم ہے، ساری دنیا جانتی ہے کہ عالی قدر امیر المومنین کو افغانستان کے لیے ملک کے 1500 علماء کرام کی جانب سے زعیم اور امیر متعین کیا گیا۔ ان کی سربراہی میں نظام قائم ہے جنہوں نے سیکیورٹی کے حوالے سے ان سخت حالات میں بھی پوری بہادری اور تدبیر کے ساتھ مجاہدین اور عوام کو ایک صف میں رکھا ہے اور اپنے وسیع اور محیط ہمہ پہلو نظام کی برکت سے ہر طرح کی خودسری، تفرقہ بازی اور گروہ بندیوں کا خاتمہ کردیا ہے اور اس حوالے سے دشمن کی ساری کوششیں ناکام کردی ہیں۔

انہوں نے پورے ملک میں جہاد کے وسیع و عریض صف کو ایک نظم و نسق میں پرو کر رکھ دیا ہے اور اتنے بڑے صف کو ایک گھر میں رہنے والوں کی طرح ایک دوسرے کا معاون بنایا ہے اور ایک دوسرے سے متعارف کرایا ہے۔ اختلافات کا خاتمہ کر کے افغانستان کے مجاہد عوام کو اپنے گرد جمع کردیا ہے جو کہ واقعتاً ایک کرامت اور اچھی قیادت کا نتیجہ ہے۔

سیکیورٹی ضروریات کے باعث امارت اسلامیہ کی قیادت نے امیر کے تحت اس کے نائب کا بھی عہدہ رکھا ہے جو روزانہ کی بنیاد پر مجاہدین کے تمام کمیشنز کی ادارت کرتا ہے۔ نائب امیر صاحب جہادی سلسلے کی نگرانی اور فیصلوں کی تکمیل کے لیے امیر المومنین سے احکام لیتے ہیں۔ اور تمام اجرئات کے بعد اپنے کام کی ساری تفصیلی کارگذاری امیر المومنین کو پیش کردیتے ہیں۔

نائب کے عہدے کے نیچے کمیشنز قائم کردیے گئے ہیں جو اپنے اپنے حصے کے جہادی امور آگے بڑھاتے ہیں اور اپنے کام کے تمام گذارشات نائب کو پہنچاتے ہیں، انہی کے توسط سے امیر المومنین سے احکامات لیتے ہیں اور مزید فیصلے کرتے ہیں۔

اسی طرح امارت اسلامیہ کی رہبری شوریٰ ہے جو مستقل طور پر فعال ہے اور اپنی روزانہ کی کارکردگی آگے بڑھاتی ہے سب کی تفصیل حسب ذیل ہے:

1۔ رہبری شوریٰ
2۔ عدلیہ
3۔ عسکری کمیشن
4۔ اقتصادی کمیشن
5۔ سیاسی کمیشن
6۔ ثقافتی کمیشن
7۔ دعوت وارشاد کمیشن
8۔ تعلیم وتربیت کمیشن
9۔ کمیشن برائے رفاہی امور
10۔ صحت کمیشن
11۔ قیدیوں کے امور کے لیے کمیشن

تفصیل :

رہبری شوریٰ:

رہبری شوریٰ امارت اسلامیہ کی قیادت کا اعلیٰ ترین مشاورتی کونسل ہے جو ضرورت پڑنے پر امارت کو مشورے دیتی ہے، معاشرے اور خطے میں اسلام وملک کو درپیش بڑے مسائل سمیت بڑے ملکی مسائل اور عسکری، سیاسی اور اقتصادی حالات پر بحث کرتی ہے اور اس بارے میں تجاویز دیتی ہے۔

عدلیہ:

عدلیہ کا منصب انتہائی باصلاحیت منصب ہے جو پوری طرح آزاد اور خودمختار ہے۔ امیر سے لے کر چھوٹے مجاہد تک، پھر عام شہریوں سے لے کر ان

افغانوں تک جو دشمن کی صف میں کھڑے ہیں ان کے بارے میں دوٹوک فیصلے دیتی ہے۔ تمام صوبوں اور اضلاع میں تینوں سطحوں پر عدلیہ کی تشکیلات فعال ہیں۔ عدلیہ کم سے کم وقت میں مسائل کا حل کرتی ہے اور فیصلے دیتی ہے۔ عدلیہ کے تین درجات ہیں۔ ابتدائیہ، مرافعہ اور تمیز۔ سب کے سب پوری طرح فعال ہیں اور ملک کے جید علماء کرام کی سربراہی میں کام کررہے ہیں۔

عسکری کمیشن:

عسکری کمیشن ملک کے تمام صوبوں کے گورنرز اور مجاہدین کی فعالیتوں کی نگرانی کرتا ہے محاذوں تک انہیں رسد اور دیگر ضروریات فراہم کرتا ہے۔ گورنرز ضلعی سربراہ کے کاموں کی نگرانی کرتے ہیں، ضلعی سربراہ علاقے میں جہاد کرنے والے تمام گروپوں کا سربراہ ہوتا ہے ان کے رسد وضروریات، تیکنیکوں اور تمام پیشہ ورانہ امور کی نگرانی کرتا ہے، گورنر اپنی رپورٹ پھر عسکری کمیشن کو بھیج دیتا ہے۔ عسکری کمیشن نائب اور وہ امیر المومنین کو پیش کرتا ہے۔ یہ سب عہدیدار حسب مرتبہ ایک دوسرے کو جواب دہ بھی ہوتے ہیں۔

عسکری کمیشن کے دائرہ حدود میں عوامی نقصانات کی روک تھام کے لیے بھی ایک ادارہ فعال ہے، جو پورے ملک میں مجاہدین کو عوامی نقصانات کے متعلق معلومات فراہم کرتا ہے۔ عوامی نقصانات پیش آنے کی صورت میں معاملے کی جانچ پڑتال اور ضروری امور سرانجام دیتا ہے۔ اگر کوئی شخص قابل مواخذہ ہو اسے عدالت میں پیش کیا جاتا ہے، یہ کمیشن عوامی نقصانات کے سرچشموں سے قریبی روابط قائم کرتا ہے۔ ان کے غموں میں شریک انہیں تسلی دیتا ہے اور ضرورت کی صورت میں تعاون بھی کرتا ہے۔

اجتماعی طور پر عسکری کمیشن خصوصی لائحہ اور کام کا واضح طریقہ کار رکھتا ہے جس کے حدود میں رہتے ہوئے اپنے سلسلے جاری رکھتا ہے۔ صوبوں کے لیے صوبوں کی سطح پر اور اضلاع میں ضلعی سطح پر کچھ اور خصوصی کمیشنز قائم ہیں۔ صوبائی اور ضلعی کمیشنز کے لیے بھی ارکان اور طریقہ کار متعین ہے۔ عسکری کمیشن میں ایک شعبہ استشہادی {فدائی} مجاہدین کے محاذوں کے لیے بھی سرگرم عمل ہے جس کی نگرانی اور کنٹرول اور ان کے لیے اہداف کا تعین بھی عسکری کمیشن کی ذمہ داریوں میں شامل ہے۔

اقتصادی کمیشن:

اقتصادی کمیشن امارت اسلامیہ کا سب سے بڑا اور واحد مالی سرچشمہ ہے۔ اقتصادی کمیشن کے کام کے لیے خصوصی لائحہ عمل متعین ہے اور یہ اپنا فوق العادہ فعال سرکل اور دائرہ کار رکھتا ہے جو اندرون اور بیرون ملک سے مسلمانوں کے مالی تعاون وصول کرکے قیادت کے حکم کے مطابق صرف کرتا ہے۔ مصارف کی نگرانی کرتا ہے اور اس کے متعلق تفصیلی رپورٹ تیار کرکے امیر المومنین کے نائب کو پیش کرتا ہے۔ اقتصادی کمیشن کی برکت سے امارت اسلامی کے پورے مالی سسٹم میں کسی قسم کے غبن کا امکان نہیں ہوتا۔ ایک افغانی کی وصولی یا خرچ کی بھی قیادت کو اطلاع دی جاتی ہے۔

سیاسی کمیشن:

امارت اسلامیہ کا سیاسی کمیشن سیاسی مسائل کے حل کے حوالے سے ذمہ داری ادا کرتا ہے اور قیادت کے احکام کے مطابق اپنی سیاسی فعالیت آگے بڑھاتا ہے۔ سیاسی کمیشن امارت اسلامیہ کے فعال جہت کے طور پر پہچانا جاتا ہے۔ ہر طرح کے سیاسی فیصلے کرتا ہے۔ سیاسی امور کے متعلق قیادت کو رپورٹ دی جاتی ہے۔ سیاسی پیش رفت اور کوششوں کے حوالے سے لازمی احکام لیتا ہے اور اس پر عمل کرنے کے لیے ضروری سیاسی ذرائع مہیا کرتا ہے۔ امارت کی قیادت سے احکام لینے کے بعد اپنے سلسلے جاری رکھتا ہے اور کام کی رپورٹ امارت کی قیادت کو پیش کرتا ہے۔

ثقافتی کمیشن:

امارت اسلامیہ کا ثقافتی کمیشن ثقافتی، مطبوعاتی اور خبری حصے میں امارت اسلامیہ کی نمائندگی کرتا ہے۔ یہ کمیشن اپنے حلقہ کار میں آن لائن، پرنٹ، لائیو، تصویری اور صوتی نشریات کے فعال سلسلے رکھتا ہے۔ انٹرنیٹ کے ذریعے امارت اسلامیہ کی چھ ویب سائٹس فعال ہیں۔ امارت اسلامیہ کے چار مجلے چھپتے ہیں۔ تین سٹوڈیوز "الامارہ، منبع الجہاد اور الہجرۃ" کے ذریعے اسلامی جہادی ویڈیوز پانچ زبانوں میں نشر کی جاتی ہیں۔

ملکی عوام کے لیے جہادی اور حماسہ ترانے اور نعتیں پیش کرتا ہے۔ شعر وادب کے حوالے سے اور بھی کچھ مفید سلسلے جاری ہیں۔ اسی طرح امارت اسلامیہ کے ترجمانوں کا تمویلی تعاون بھی اسی کمیشن کے کام کا اہم حصہ ہے۔

اس کے علاوہ امارت اسلامیہ کے سرکاری اعلامیے، تبصرے، وضاحتیں اور بیانات بھی یہی کمیشن نشر کرتا ہے۔ لازمی اشیاء، کتابیں، لائحہ عمل، نقشے اور دیگر مطبوعات کی چھپائی اور توزیع کا کام بھی یہی کمیشن انجام دیتا ہے، اور معاشرے میں امارت اسلامیہ کی نمائندگی انتہائی متاثر کن انداز میں جراتمندانہ موقف کے ساتھ کرتا ہے۔

دعوت وارشاد کمیشن:

جیسا کہ پہلے ذکر ہوچکا ہے کہ دعوت وارشاد کمیشن رواں جہادی سلسلے کے ساتھ ساتھ دعوتی سلسلے کو آگے بڑھاتا ہے۔ عام لوگوں کے ذہنوں سے پروپیگنڈے کے غلیظ اثرات مٹانے، مجاہدین کی دینی واخلاقی تربیت اور جانب مقابل کے ان لوگوں کو دعوت دینے کے لیے اس کمیشن کا قیام عمل میں

لایا گیا ہے جو اپنے کیے پر پشیمان ہیں، اسلام اور وطن کی خدمت کے لیے تیار اور جارحیت پسندوں کے تعاون سے دستبردار ہونے پر راضی ہیں۔ یہ کمیشن ایک خصوصی لائحہ عمل رکھتا ہے اور اب تک اس نے بہت زیادہ پیش رفت کی ہے جو ملک کے طول و عرض میں افغانوں کی نجات اور خیر سگالی کا سبب بن گیا ہے۔ اب بھی یہ سلسلہ پورے اخلاص سے جاری ہے۔ اللہ تعالی انہیں اس کا بہتر اجر عطا فرمائے اور ان کے کاموں میں مزید خیر و برکت عطا فرمائے۔

تعلیم و تربیت کمیشن:

امارت اسلامیہ کی تشکیلات میں تعلیم اور تربیت {معارف} کمیشن وہ شعبہ ہے جس سے بڑی بڑی توقعات وابستہ ہیں۔ اس کمیشن پر امارت اسلامیہ کی خاص توجہ مرکوز ہے۔ تعلیم و تربیت کمیشن نے اپنے امور کی انجام دہی کے لیے انتہائی جامع اور ہمہ پہلو پالیسی تیار کر رکھی ہے۔ اس کمیشن کی قیادت اور تشکیل صاحب علم اور دانشمند اشخاص کے ہاتھوں میں ہے۔ جو تعلیم کی اہمیت کو خوب جانتے اور سمجھتے ہیں۔ جن کے پاس تعلیم کی نگرانی کے لیے انتہائی واضح طریقہ کار موجود ہے۔

جہادی مشکلات کے باوجود دور دراز کے علاقوں میں دینی اور عصری علوم عام کرنے پر توجہ دے رہے ہیں۔ امارت اسلامیہ کے زیر کنٹرول تمام سکولوں اور مدارس میں تدریسی سلسلہ سارا کا سارا اسی کمیشن کی براہ راست نگرانی میں ہے۔ اپنی استطاعت کے مطابق سکولوں اور مدارس کی بہتری اور بہبود کے لیے تعاون بھی کرتا ہے۔ نصاب، تعلیمی پروسیجر اور لوگوں میں تعلیم کا شعور پیدا کرنے کے لیے بہت سی کامیابیاں بھی ہو حاصل ہو چکی ہیں۔

رفاہی کمیشن:

رفاہی کمیشن کی ذمہ داری پورے ملک میں رفاہی اور نان گورنمنٹ اداروں کے ترقیاتی کاموں کی نگرانی ہے۔ یہ کمیشن ان تمام اداروں کو جو کابل انتظامیہ سے منسلک نہ ہوں اور جو انٹیلی جنس شبہات سے پاک ہوں رفاہی و ترقیاتی کاموں کے لیے راہ ہموار کرتا ہے۔ ان سے تعاون کرتا ہے اور ان اداروں کے کارکنوں کے لیے ضروری حفاظتی انتظامات کرتا ہے۔

پورے ملک میں ٹیلیفون نیٹ ورک کی نگرانی اور کنٹرول بھی اسی کمیشن کی ذمہ داری ہے۔ یہ کمیشن ملک بھر میں ان قراردادوں اور فیصلوں کا بھی باریک بینی سے جائزہ لیتا ہے جو ملک کے مختلف حصوں میں دیگر ممالک کی جانب سے افغانستان کے ساتھ کیے جاتے ہیں۔ رفاہی کمیشن کے پورے ملک میں خصوصی نمائندے ہیں جو ملک کے کونے کونے میں پہنچے ہوئے ہیں۔ کمیشن ان اداروں اور تنظیموں کی بہت حوصلہ افزائی کرتا ہے جو تعمیری اور ترقیاتی کام کرنا چاہتے ہیں۔ جو سکولوں اور مدارس کے قیام، سڑکوں، نالیوں اور بندوں کی تعمیر اور زراعت کے میدان میں عوامی خدمات سر انجام دینا چاہتے ہیں۔ مذکورہ بالا میدانوں میں خدمات انجام دینے والے تمام تنظیموں کے کاموں کی نگرانی کے ساتھ ساتھ انہیں مکمل طور پر آزادانہ طریقے سے کام کرنے دیا جاتا ہے اور ہر حوالے سے ان سے ضروری تعاون کیا جاتا ہے۔ اپنے کام اور طریقہ کار کے حوالے اس کمیشن کا بھی ایک خاص لائحہ عمل ہے جس سے یہ اپنے کاموں کو آگے بڑھاتا ہے۔

صحت کمیشن:

صحت کمیشن امارت اسلامیہ کی تشکیلات میں ایک اہم کمیشن ہے جو امارت اسلامیہ کے زخمی مجاہدین کے علاج معالجے کے لیے کام کرتا ہے، زخمیوں کی منتقلی کے لیے خصوصی فعال ٹیمیں ہیں جو یہ امور سر انجام دیتی ہیں۔ محاذوں تک دواؤں کی ترسیل بھی اس کمیشن کی ذمہ داری ہے۔ زخمی مجاہدین کی منتقلی ایسے مشکل حالات میں سر انجام دی جاتی ہے جب سخت حالات کے باعث ہر راستے میں مشکلیں اور رکاوٹیں کھڑی ہوتی ہیں۔ رواں جہاد کے تمام زخمیوں چاہے وہ کسی بھی صوبے میں ہوں یہ کمیشن ماہر ڈاکٹروں کے ذریعے ان کے علاج معالجے میں کوئی کسر نہیں چھوڑتا۔ الحمد للہ 96 فیصد زخمیوں کا پھر سے مکمل علاج کر کے انہیں دوبارہ محاذوں پر بھیجا جا چکا ہے۔ اس کمیشن کا ایک بھی خاص لائحہ عمل اور طریقہ کار متعین ہے۔ جزاہم اللہ خیرا۔

قیدیوں کے امور کے لیے کمیشن:

امارت اسلامیہ کے قیدیوں کا کمیشن ان مجاہد قیدیوں کے لیے قائم کیا گیا ہے جو ملک کے اندر یا باہر جیلوں میں بند ہیں۔ اس کمیشن کا ایک خاص طریقہ کار ہے جس کے مطابق یہ کمیشن ملک کے اندر کابل انتظامیہ اور خارجی جارحیت پسندوں کے زیر انتظام جیلوں میں بند مجاہدین سے رابطے رکھتا ہے۔ کمیشن اپنے صوبائی نمائندوں کے ذریعے ہر صوبے میں قید ان قیدیوں کا حال معلوم کرتا ہے جنہیں مجاہد کے نام پر پکڑ کر اذیت دی جاتی ہے۔ ان کے گھر والوں سے رابطے قائم کرتا ہے، قیدی کی آزادی کے ذرائع تلاش کرتا ہے۔ قیدیوں سے ہونے والی زیادتیوں کی آواز دنیا تک پہنچاتا ہے، قیدیوں کے حقوق کے تحفظ کے لیے خیراتی اداروں اور عالمی ذرائع سے براہ راست رابطے قائم رکھتا ہے۔ اسی کمیشن کی وجہ سے امارت اسلامیہ اس قابل ہوئی ہے کہ اندرون و بیرون ملک کفار کی جیلوں میں بند اپنے قیدیوں کی صحیح تعداد معلوم کر سکے، ان پر گزرنے والے حالات کے متعلق معلومات حاصل کر سکے، ان کی آزادی کے لیے مناسب وسائل اور ذرائع بروئے کار لائے اور قیدیوں کے گھر والوں سے رابطے قائم کرے۔ اللہ تعالی ان کے کاموں میں برکت عطا فرمائے اور ہمارے تمام قیدیوں کو دشمن کے ظلم سے نجات دلائے۔

ملا محمد عمر کے عید الفطر پیغام میں اہم نکتہ

تحریر: قاری حبیب

چند روز قبل امارت اسلامیہ افغانستان کے رہبر ملا محمد عمر مجاہد نے عید الفطر کی مناسبت سے ایک تفصیلی پیغام جاری کیا، گو کہ یہ پیغام عید الفطر کی مناسبت سے تھا لیکن اس میں افغانستان اور دنیا کی موجودہ صورتحال اور دیگر مختلف مسائل پر طالبان کی پالیسی اور موقف کی وضاحت بھی کی گئی تھی۔

پیغام میں ایک اہم بات افغانستان کے مستقبل اور نیٹو انخلاء کے بعد ملک کی سلامتی سے متعلق تھی، اس بارے میں ملا محمد عمر مجاہد نے کہا تھا کہ "ملکی نظام اور تعمیر نو سے متعلق ہمارا نقطہ نظر یہ ہے کہ صاف، شفاف اور اہل افراد اور اسلامی نظام ہی اس ملک اور قوم کو بحرانوں سے نکال سکتا ہے۔ دوسروں کی امداد پر چلنے اور ان پر اعتماد کرنے کے بجائے افغان قوم خود کو مضبوط کرے اور اپنے وسائل سے استفادہ کرتے ہوئے ملک کی خدمت کرے، تاکہ بھیک مانگنے سے ہمیں نجات ملے۔ نئی نسل کو دینی اور عصری دونوں علوم سے آراستہ کیا جائے کیونکہ موجودہ دور میں عصری تعلیم کا حصول معاشرے کی بنیادی ضرورت ہے۔

اوپر پیراگراف میں اہم نکتے کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جس میں ہمارے ملک اور عوام کے مسائل، مشکلات اور بیماریوں کا علاج بتایا گیا ہے،
اگر ہم تاریخ پر نظر دوڑائیں تو ہمارے ملک اور عوام کو زیادہ مشکلات باہر سے پیش آئی ہیں، بیرونی عناصر نے ملکی ایجنٹوں سے ملکر ہماری علمی کمزوری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ہمارے ملک پر یلغار کی ہے، اور پھر ہماری علمی اور فکری کمزوریوں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے نظریات ہم پر مسلط کرنے کی کوشش کی ہے۔

دشمن کی سازشوں نے ہمارا استحصال کیا، اس کی وجہ دشمن کی طاقت نہیں بلکہ ہماری اپنی علمی اور عملی کمزوریاں ہیں، اگر ہمارے ملک میں دینی اور عصری علوم کا مناسب انتظام ہوتا، گزشتہ صدیوں میں تعلیم پر توجہ دی جاتی، عوام نظریے کے اسلحے سے لیس اور عملی میدان میں سرگرم ہوتے تو پھر کون اپنے مفادات کے لئے ہمارے ملک میں مداخلت کی جرأت کر سکتا تھا اور عوام کو اپنے مفادات کے لئے استعمال کر سکتا تھا یا ہمارے ملک پر برسہا برس تک دوسروں کی یلغار برقرار رہتی تھی۔

ملا محمد عمر مجاہد نے اپنے پیغام میں واضح طور پر کہا ہے کہ نئی نسل کو دینی اور عصری دونوں علوم سے آراستہ کیا جائے تاکہ دوسروں کے احتیاج سے ہمیں نجات ملے، درحقیقت یہ نقطہ ہمارے تمام مسائل اور کمزوریوں کا واقعی علاج ہے۔ علم روشنی ہے اور یقیناً یہ وہ روشنی ہے جس کے ذریعے قومیں اپنا مستقبل سنوارتی ہیں اور ترقی کی معراج تک پہنچتی ہیں۔

تاریخی لحاظ سے بھی وہ قومیں کامیاب، خوشحال اور ترقی یافتہ رہی ہیں جنہوں نے تعلیم میں ترقی کی اور تعلیم پر بھرپور توجہ دی، گزشتہ صدیوں میں اندلس، وسطی ایشیا، ترکی اور اسی طرح دوسرے اسلامی ملکوں نے دنیا کی سطح پر عزت اور وقار کی زندگی گزاری اور اعلی مقام پایا، پھر جب موجودہ زمانے میں صنعتی انقلاب برپا ہوا تو دنیا نے اور ترقی کی۔

اس زمانے کے مسلمان جسم، دماغ اور صلاحیتوں کے حوالے سے ہم سے الگ نہیں تھے بلکہ انہوں نے صرف دینی اور عصری علوم کی قدر جانی تھی، ترقی کرنے میں دلچسپی رکھتے تھے، اس کے بجائے کہ دوسروں کی تقلید کریں خود رہنما اور رہبر بننے کی کوشش کرتے تھے، اسی وجہ سے دنیا کی سطح پر انسانیت کی ترقی کے رہنما تھے، وہ دنیا میں سربلندی کی زندگی گزارتے تھے اور جینے کا مقام اپنایا تھا، چونکہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے ان کی دنیوی کامیابی سے ان کی آخرت کی کامیابی کی امید بھی کی جاسکتی ہے۔

مسلمانوں کی اصلی منزل آخرت ہے مگر اس منزل کی جانب سفر طے کرنے کے دوران ہم نے دنیا کا سفر یکسر نظر انداز کر دیا ہے حالانکہ منزل تک پہنچنے کے لئے کامیاب سفر بنیادی شرط ہے۔

مسلمانوں کی مثال ایسی ہے جس طرح کوئی دریا پار کرنا چاہتا ہے لیکن

دریا کی تلاطم خیز موجوں کا مقابلہ کرنے کے لئے اس نے کوئی تدبیر نہ کی ہو ۔گویا کہ موجودہ دور کے مسلمانوں کا یہ دیرینہ خواب ہے کہ وہ عروج کی منازل طے کریں، وہ یہ چاہتے ہیں کہ انسانی تمدن کے رہبر بنیں، ہسپانیہ اور بیت المقدس پر کامیابی کے جھنڈے لہرائیں، دنیا پر فکری اور عملی غلبہ حاصل کریں اور عالمی سطح پر اپنا کھویا ہوا مقام دوبارہ حاصل کریں، آج کے مسلمانوں کے دلوں میں یہ درد ہے کہ وہ نیک سلوک کا اچھا کردار ادا کریں مگر ان مقاصد کے حصول کے لئے اپنے اجداد کے نقش قدم پر چلنے کو تیار نہیں ہیں۔

ہماری روایات میں مجنوں اور لیلی کی کہانی بہت مشہور ہے، ہماری نئی نسل کی بھی یہ چاہت ہے کہ وہ مجنوں اور لیلی کی طرح آسمان کے ماتھے پر چمکتے رہے لیکن آسمان تک پہنچنے کے لئے مجنوں اور لیلی کے نقش قدم پر چلنے کو تیار نہیں کہ وہ کس راستے سے پہنچے تھے۔

اکثر اسلامی مورخین، دانشوروں اور مفکرین کی یہ رائے ہے کہ دینی اور عصری علوم دونوں کو مساوی حاصل کیا جائے یہ معاشرے کی عروج کے دو پر ہیں اور جس طرح کوئی پرندہ ایک پر سے پرواز نہیں کر سکتا اسی طرح ان دونوں علوم میں غفلت اور مساوات کی ترتیب خراب کرنے سے مسلمان عروج سے گر کر زوال پذیر ہوں گے۔

اگر ہم مسلمانوں کی حالت زار کا جائزہ لیں تو ان کے زوال کا بنیادی سبب تعلیمی انحطاط ہے، جو مسلمان دینی علوم کے حصول میں مصروف ہیں وہ عصری تعلیم کو کمتر اور غیر ضروری سمجھتے ہیں اور جو مسلمان عصری علوم حاصل کر رہے ہیں وہ دینی علوم کو کمتر دیکھ رہے ہیں اس لئے وہ نظریے اور عقیدے کے حوالے سے خالی الذہن ہیں اور اس خلا کا فائدہ دشمن نے اٹھایا ہے۔

انہوں نے یہ بھلا دیا ہے کہ دین ہماری منزل اور دنیا اس کا سفر ہے، منزل اور سفر کا آپس میں بہت گہرا تعلق ہے، اس لئے انہیں ایک دوسرے سے الگ کرنا نقصان دہ ہے، فقہ حنفی کے علماء کرام نے دینی علوم کے حصول کی طرح عصری علوم کا حصول بھی ضروری قرار دیا ہے مثلاً طب، انجینئرنگ کی مختلف اقسام، زمین شناسی، کانوں کی دریافت کا علم، مختلف صنائع کے علوم اور دوسرے مفید علوم جن کے حصول سے مسلمانوں کو فائدہ ملے اور عالم کفر کے احتیاج سے انہیں نجات ملے ان علوم کا حصول فرض کفایہ قرار دیا گیا ہے۔

یقیناً آج کے دور میں عصری علوم کا حصول مسلمانوں کی اہم ضرورت ہے اس لئے انہیں اس پر بھرپور توجہ دینی چاہیے، ملا محمد عمر جو افغانستان کی سطح پر ایک مسلمہ سیاسی تحریک کے سربراہ ہیں اور دنیا کی سطح پر مخلص مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد ان کے ساتھ والہانہ عقیدت کا اظہار کرتی ہے اور مسلمانوں کے رہنماوں کے موجودہ قحط الرجال دور میں انہیں ایک بااعتماد، وفادار اور جانثار مسلمان رہنما کی نظر سے دیکھ رہے ہیں۔ جب میں نے پیغام میں یہ باتیں پڑھیں تو مجھے بہت خوشی ہوئی، مجھے امید ہے کہ جتنا جلد ممکن ہو وہ اس نظریے پر عمل درآمد کے لئے کوشش کریں گے۔

افغانستان میں شعبہ تعلیم زبوں حالی کا شکار ہے، تعلیمی ادارے مسائل سے دوچار ہیں، دینی مدارس میں نصاب اور درجات کا مسئلہ جوں کا توں ہے، افغانستان کے علاوہ دوسرے اسلامی ملکوں میں دینی مدارس کے نصاب کو از سر نو مرتب کیا گیا ہے، اور اس میں بہت سی تبدیلیاں لائی گئی ہیں لیکن ہمارے مدارس میں اب تک وہی پرانا نصاب پڑھایا جارہا ہے جو دو سو سال پہلے پڑھایا جاتا تھا، نئے مسائل کا حل نئے انداز سے ڈھونڈنا ہوگا اس لئے ہمارے دینی نصاب میں بھی ضروری کتابوں کو شامل کرنے کی اشد ضرورت ہے تاکہ یہ خلا پر ہو سکے۔

اسی طرح عصری تعلیم کے نصاب میں بھی کمی پائی جاتی ہے، جس طرح اس پیغام میں دینی اور عصری دونوں علوم کے حصول پر زور دیا گیا ہے، عملی طور پر بھی ان دونوں علوم پر بھرپور توجہ دینے کی ضرورت ہے تاکہ ہمارے ہم وطن بھائیوں کا نظریہ بھی اسلامی ہو اور دنیا کا ہنر سیکھ کر دوسروں کے محتاج بھی نہ رہیں۔

اس بات پر ہمارا ایمان ہے کہ آخرت کا معرکہ ہم نے اپنے دشمنوں {کافروں} سے جیتنا ہے۔ کیونکہ ہم ایمان کی بدولت جنت کے مستحق اور کافر اپنے کفر کی وجہ سے جہنم جائیں گے۔ تو آیئے! آخرت کی طرح دنیا کے معرکے میں بھی ہم ان سے فتح حاصل کریں، ایک کے بجائے ہم دونوں معرکے سر کریں یہ اچھا ہوگا، دنیا کا معرکہ ہم عصری علوم کے ذریعے جیت سکتے ہیں جیسا کہ کہا گیا ہے [الدنیا بالوسائل لا بالفضائل] دنیا دار الاسباب ہے، اور موجودہ زمانے میں بڑے ملکوں کی فوجی، سیاسی، اقتصادی اور صنعتی ترقی کے اسباب بھی یہی عصری علوم ہیں لیکن مسلمانوں نے ان علوم کو بالکل پس پشت ڈال دیا ہے۔

* * *

صوبہ غزنی میں "دشمن کی شکست" کا آنکھوں دیکھا حال

غزنی کے بیشتر اضلاع میں دشمن کا وجود صرف اضلاع کی تعمیریا کسی اور کام تک محدود تھا، وہ اپنی چیک پوسٹوں سے باہر نہیں نکل سکتے تھے حتی کہ انہیں عسکری ضروریات اور اشیاء خورد ونوش کی رسد فضائی راستے کے ذریعے کی جارہی تھی۔

قارئین کرام! امارت اسلامیہ افغانستان نے جہادی صفوں کی جانچ پڑتال، دیکھ بھال، شکایت سننے اور صورتحال کو قریب سے دیکھنے کے لئے افغانستان کے تمام علاقوں کے لئے مرکزی عسکری کمیشن کی جانب سے وفود بھیجے تاکہ وہ صورتحال کا جائزہ لیں، عوام اور مجاہدین کی مشکلات سے آگاہی حاصل کریں اور جامع رپورٹ تیار کرکے مرکزی عسکری کمیشن کو بھیجوادیں تاکہ وہ اپنی حکمت عملیوں میں ان رپورٹوں سے استفادہ کریں۔

یہ وفود ملک کے مختلف علاقوں کا دورہ کرکے حالات کا قریب سے جائزہ لیتے ہیں، شعبہ اطلاعات وثقافت جو افغانوں اور دنیا تک افغانستان کے اصل زمینی حقائق پہنچانے کی ذمہ داری انجام دے رہا ہے، اس مرتبہ ان وفود کے مشاہدات اور اصل زمینی صورتحال کو قارئین تک پہنچانے کی سعی کررہا ہے۔

اس سلسلے میں صوبہ غزنی کے وفد میں شامل ارکان مولوی عبدالرحمن منیر اور مولوی سید ولی کے تاثرات پیش خدمت ہیں۔

عمومی صورتحال:

صوبہ غزنی میں جن علاقوں کا ہم نے دورہ کیا اور صورتحال کو قریب سے جانچا تو ہمیں واضح طور پر معلوم ہوا کہ غزنی میں دشمن کی موجودگی صرف اضلاع کی تعمیر یا کسی اور کام تک محدود ہے یہاں تک کہ وہ اپنی چیک پوسٹوں سے باہر نکلنے کی ہمت نہیں کرسکتے تھے، انہیں عسکری اور خوردونوش کی ضروریات کی رسد بھی فضائی راستے کے ذریعے کی جارہی تھی، جب کبھی وہ مجاہدین کے حملوں سے بہت تنگ آجاتے تھے تو فضائیہ کو تعاون کے لئے بلاتے ۔مثلاً ضلع زنہ خان میں صرف ضلعی عمارت میں دشمن کے اہلکار موجود تھے اور وہ بھی باہر نہیں نکل سکتے تھے، باقی تمام ضلع میں دشمن کا نام ونشان تک نہیں تھا جو در حقیقت ان کا یہ دعوی جھوٹ ثابت کررہا ہے جو کہتے ہیں کہ ضلع زنہ خان پر ہمارا کنٹرول برقرار ہے، اسی طرح ضلع گیرو میں ان کی موجودگی یہاں سے بھی کمزور تھی ضلع رشیدان، ضلع خوگیانو اور ضلع واغظ میں دشمن کا تسلط نہ ہونے کے برابر تھا، عوام اپنے تمام چھوٹے اور سنگین مقدمات سرکاری عدالتوں کی بجائے مجاہدین کے شرعی عدالتوں میں داخل کرتے تھے اور دیگر مسائل میں مجاہدین کی طرف رجوع کرتے تھے، سرکاری عدالتوں میں دن میں ایک مقدمہ بھی درج نہیں ہوتا تھا بلکہ مرکز سے معاملات مجاہدین کے پاس آتے تھے ہمیں بھی دورے کے دوران ایک معاملہ مرکز سے پیش ہوا۔ اسی طرح ضلع گیلان پر مجاہدین کا مکمل تسلط تھا، وہ مکمل طور پر مجاہدین کے زیر کنٹرول تھا جہاں دشمن کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا تھا۔

کابل قندہار کی شاہراہ عام پر مجاہدین ہر وقت حملہ کرسکتا تھا، جب ہم ضلع اندڑ کے دورے پر تھے تو اس وقت مجاہدین نے شاہراہ عام سے نیٹو سپلائی کے دو ٹینکر اپنے قبضے میں لیکر محفوظ مقامات پر لے گئے جو دونوں تیل سے بھرے ہوئے تھے۔

آب بند میں دشمن کے صرف دو مورچے قائم تھے اور وہ بھی ضلعی عمارت میں تھے لیکن مجاہدین ان پر مسلسل حملے کرتے تھے ہمارے دورے کے دوران بھی مجاہدین نے ان پر حملہ کیا جن سے کافی اسلحہ اور دیگر سامان بطور مال غنیمت حاصل کیا، مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ایک حملے میں مجاہدین نے دشمن کا ایک مورچہ فتح کیا جس میں دشمن کے دو اہلکار ہلاک اور دو زخمی ہوئے، جبکہ ایک مشین گن، ایک راکٹ لانچر، دو عدد کلاشنکوف، ایک دوربین اور سینکڑوں کی تعداد میں گولیاں انہیں مال غنیمت ہاتھ آیا۔

ضلع خوگیانو میں ہمارے دورے کے دوران دشمن کا کانوائے آگیا، مجاہدین نے آگے جاکر اس پر حملہ کیا جس میں ان کا ایک ٹینک تباہ ہوا اور وہ واپس پیچھے چلے گئے، غرض اس صوبے میں دشمن ہار گیا تھا، وہ دفاعی

پوزیشن میں اور مجاہدین اقدامی پوزیشن میں تھے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ دشمن کمزور اور مجاہدین مضبوط اور فعال تھے۔

غزنی کے ہیڈکوارٹر میں بھی دشمن کا اوسان خطا ہوچکا تھا، مجاہدین کا شدید دباؤ تھا، بازار کے ہر کوچے، ہر گلی اور ہر چوک پر دشمن کے ایک، دو اہلکار تعینات تھے لیکن وہ سب شدید اضطراب میں تھے کیونکہ ان پر ہر وقت مجاہدین مختلف اطراف سے حملے کرتے تھے اور انہیں نشانہ بناتے تھے۔

غزنی کے مجاہدین کا مثالی نظم اور اتفاق:

دشمن ہمیشہ یہ پروپیگنڈہ کرتا ہے کہ مجاہدین کا تعلق ایک ہی قوم سے ہے، لیکن غزنی میں ہم نے دیکھا کہ پشتون، تاجک اور دیگر قوموں سے تعلق رکھنے والے مجاہدین ایک صف میں بھائیوں کی طرح دشمن کے خلاف لڑرہے تھے اور یہ بات بھی جھوٹ ہے کہ مجاہدین ہزارہ قبیلے سے امتیازی سلوک کرتے ہیں۔

ہم نے مشاہدہ کیا کہ مجاہدین دیگر قوموں کی طرح ہزارہ قوم کے ساتھ بھی اچھے تعلقات رکھتے تھے، ان کی مشکلات حل کرتے تھے، وفد نے انہیں ہزارہ قوم کے ساتھ تعلقات مزید بہتر کرنے کی ہدایت کی کیونکہ ہم افغانستان میں کسی کے ساتھ نسل، رنگ، قوم، زبان اور صوبے کی بنیاد پر کوئی تضاد نہیں رکھتے بلکہ ہر قوم، زبان اور علاقے کو ان کے شرعی اور ملی حقوق دینے کے قائل ہیں اور ان کو بھی ملک کے باسی سمجھتے ہیں۔

عوام کے ساتھ دشمن کا ظالمانہ سلوک:

صوبہ غزنی کے قومی ملیشیا کے اہلکاروں نے دوسرے صوبوں کے اہلکاروں کی طرح شہریوں کی عزت، ناموس اور مال لوٹنے کا بازار گرم کر رکھا تھا، عوام ان کے ظلم سے تنگ آچکے تھے، اس بارے میں ہم نے کچھ دلخراش داستانیں سنیں، جن کا ذکر کرنا اور لکھنا میرے اور قلم کی بس سے باہر ہے کیونکہ نہتے شہریوں پر بہت دردناک مظالم ڈھائے جاتے تھے۔ درندہ صفت اہلکاروں نے ظلم کی کوئی کسر نہیں چھوڑی، مجھے اس بات پر افسوس ہے کہ میڈیا ان کے مظالم اور معصوم شہریوں کی پکار کو منظر عام پر لانے سے کیوں گریز کر رہا ہے، درحقیقت قومی ملیشیا کے اہلکاروں کے مظالم کی نسبت کرزئی ادارے اور قابض افواج کی طرف ہوتی ہے، اصل مجرم وہی ہیں جن کے ساتھ ایک روز ضرور حساب کیا جائے گا۔

صوبہ غزنی کے مجاہدین کی خصوصیات:

صوبہ غزنی کے ذمہ داران اور عام مجاہدین نہایت مخلص، منظم، سرگرم، ملنسار، پارسا اور خاکسار ہیں، اچھی تدبیر کے مالک تھے، آپس میں ان کا مثالی اتفاق تھا، باہم مشفق تھے، اخلاص اور وفاداری ان میں بھری ہوئی تھی۔

وہاں کے مجاہدین میں اکثریت طالبان تھے، بالخصوص ضلع گیلان جن کے بہت سے مجاہدین نے فدائی حملوں میں قربانی دی تھی، اللہ تعالی انہیں جنت الفردوس نصیب فرمائے، غزنی میں تاجک اور پشتون مجاہدین شانہ بشانہ دشمن کے خلاف لڑرہے تھے، قومیت کی نفرت نہیں تھی، مادہ پرستی کا شائبہ نہیں تھا، امارت اسلامیہ کے احکامات پر پورا پورا عمل کرتے تھے، مقامی رہنماؤں کی اطاعت کرتے تھے، دشمن کے خلاف جنگ میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرتے تھے، جب ایک ضلع میں لڑائی ہوتی تھی تو دوسرے ضلع کے مجاہدین بھی ان کے ساتھ معاونت کرتے تھے، ایک دوسرے کے کاموں میں مداخلت نہیں کرتے تھے، الحمد اللہ غزنی میں مجاہدین بہت بہتر حالت میں تھے، ہر لحاظ سے مضبوط اور قابل ستائش تھے۔ وہاں مجاہدین کی تعداد بھی زیادہ تھی، جس علاقے میں بھی ہم جاتے وہاں مجاہدین اتنی کثرت میں ہوتے تھے کہ گویا پورے صوبے کے مجاہدین یہاں جمع ہوگئے ہیں حالانکہ وہ صرف اسی علاقے کے مجاہدین کی تعداد تھی۔

مقامی ذمہ داران اور عام مجاہدین ہمارے دورے کا خیر مقدم کرتے تھے اور قیادت کا شکریہ ادا کرتے تھے، ذمہ داران نے دورہ کرنے پر ہمارا شکریہ ادا کرتے ہوئے اسے قیادت کی شفقت قرار دیا اور اس بات پر خوشی کا اظہار کیا کہ قیادت ہم سے غافل نہیں بلکہ ہمارے کاموں کی نگرانی کرتی اور ہمیں مقدس شرعی ہدایات دیتی ہے، ہماری کوتاہیوں کی نشاندہی کرتی اور ہمیں مفید مشورے دیتی اور ہم سے بھی مشورے لیتی ہے۔ انہوں نے اس طرز عمل کو روس کے خلاف جہاد کی بنسبت اس جہاد کی خصوصیت سے تعبیر کیا اور ہمیں یقین دہانی کرائی کہ ہم قیادت کی ہدایات پر مکمل عمل درآمد کرتے رہیں گے۔ انشاء اللہ تعالی۔

❖ ❖ ❖

فتوحات کا تسلسل

حبیب مجاہد

حالیہ دنوں میں ایک بار پھر جہاد کے محاذوں سے مجاہدین حق کے فتوحات کی رپورٹس ذرائع ابلاغ پر نشر ہورہی ہیں اگر چہ دشمن نے بھی پروپیگنڈے کا سارازور لگار کھاہے تاکہ مجاہدین کی کارروائیوں کارنگ پھیکا کردیا جائے۔ مگر حقائق کے میدان میں وہ کچھ ہورہاہے جس نے دشمن کو سخت مایوسی کا شکار اور مجاہدین کو کامیابی سے ہمکنار کردیاہے۔ یہاں کوشش کریں گے گذشتہ چند دنوں میں ملک بھر میں مجاہدین کے کچھ آپریشنوں کا مختصر جائزہ لیں

بدھ 28 اگست کو فراہ میں دشمن پر دو بڑے حملے ہوئے جس میں دشمن کو بڑے جانی ومالی نقصانات اٹھانے پڑے۔ بدھ کی شب مجاہدین نے ضلع فراہ رود کے قریب دشمن کو رسد کی فراہمی کرنے والے ٹینکروں کے ایک اڈے پر حملہ کردیا۔ جس کے نتیجے میں تیل سے بھرے 40 ٹینکرز جل کر راکھ ہوگئے جبکہ درجنوں محافظین اور کانوائے کا عملہ ہلاک ہوگیا۔

رسد فراہمی کے قافلے کی تباہی سے ان فوجیوں کی مشکلات اور مایوسیوں میں اور اضافہ ہوگیا جو دور دراز علاقوں میں پڑے سخت لاجسٹک مشکلات کا شکار ہیں۔ اس حملے سے نہ صرف دشمن کو مالی نقصان اٹھانا پڑا بلکہ اس سے دشمن کے حوصلے بھی ٹوٹے اور رسد کے حوالے سے انہیں سخت مشکلات بھی اٹھانے پڑے۔

اسی بدھ کے روز عصر کو مجاہدین نے فراہ کے ضلع گلستان اور بکوا کے درمیان پیتاوک کے علاقے میں وزارت داخلہ اور فراہ کے پولیس ہیڈ کوارٹر کے حکام کی کانوائے پر حملہ کردیا۔ جو شاہراہ پر قائم چیک پوسٹوں کا دورہ کرنے آئے تھے۔ فراہ کے مقامی حکام کا کہنا ہے کہ اس حملے میں ان 15 بڑی سطح کے افسر ہلاک ہوگئے ہیں۔ جس میں بڑی شاہراہوں کے پولیس چیف ہمایون اور فراہ کا انٹیلی جنس سیکرٹری بشیر درآبادی بھی شامل ہیں۔ ہلاک ہونے والوں میں پولیس اور انٹیلی جنس کے افسران ہیں بھی شامل ہیں۔ مجاہدین کا کہنا ہے کہ 22 پولیس اور انٹیلی جنس افسران زخمی ہوگئے اور پانچ رینجر گاڑیاں مجاہدین کے حملوں میں تباہ ہوگئیں۔

فراہ میں ہونے والے ان شدید حملوں سے قبل بھی اس صوبے کے مرکز اور اضلاع میں دشمن پر جہادی آپریشن ہوچکے ہیں۔ بدھ کے روز ہونے والے حملوں سے واضح ہوگیا کہ افغانستان کے مغرب میں مجاہدین کی قوت ماضی کی بنسبت بہت زیادہ مضبوط ہوگئی ہے۔

28 اگست کا ایک اور اہم واقعہ بادغیس ضلع بالا مرغاب کے جوئی گنج کے وسیع علاقے کی فتح تھی۔ مجاہدین نے پانچ دن قبل اس علاقے میں دفاعی چیک پوسٹوں پر حملوں کا آغاز کردیا تھا۔ اس روز دشمن کی 5 چیک پوسٹیں فتح اور دشمن کو علاقے سے بھاگنے پر مجبور کرنے میں کامیابی مل گئی۔ بادغیس کے مجاہدین کا کہنا ہے کہ اس طویل اور سخت جنگ میں دشمن کی پولیس کو بہت زیادہ نقصان پہنچا، درجنوں فوجی ہلاک ہوگئے۔ کمانڈر داؤد سمیت کئی نے ہتھیار ڈالدیے، کچھ افراد زندہ پکڑے گئے ہیں۔ مجاہدین نہ صرف چیک پوسٹیں فتح کی ہیں اور علاقوں کو آزادی دلائی ہے بلکہ بڑی مقدار میں اسلحہ مال غنیمت میں ہاتھ آیا۔ بادغیس افغانستان کے مغرب میں ایک اہم جہادی علاقہ ہے۔ جس کی حفاظت کے لیے دشمن اپنا سارزور استعمال کررہاہے۔ مگر اس نئی جہادی فتح نے بتادیا کہ اس علاقے میں بھی مجاہدین موجود اور مضبوط ہیں۔

بدھ کے روز ایک اور اہم واقعہ صوبہ غزنی میں امریکی اور پولینڈ کے فوجیوں کے مرکزی کیمپ پر پیش آیا جہاں امارت اسلامیہ کے فدائی مجاہدین نے بڑا حملہ کرکے کافر دشمن کو لرزا کر رکھ دیا۔ یہ حملہ چند گھنٹوں تک جاری رہا۔ غزنی میں اس سال اور بھی زیادہ فتوحات ہوئیں۔ اس سال اس صوبے کے ضلع رشیدان اور ضلع زنہ خان مجاہدین کے ہاتھوں مکمل طور پر فتح ہوگئے۔ اب مجموعی طور پر تین اضلاع مجاہدین کے ہاتھ میں ہیں۔ اس سال مذکورہ صوبے میں شامل ضلع دہیک اور ضلع زنہ خان کے کمشنرز بھی مجاہدین کے ہاتھوں قتل ہوگئے۔ شلکر کے اربکی کئی مرتبہ گروپوں کی شکل میں مجاہدین کے حملوں کا شکار ہوئے ہیں۔ گذشتہ دنوں ہونے والا فدائی حملہ اس صوبے میں خارجی فوجیوں پر ہونے والا سب سے بڑا اور مضبوط حملہ تھا جس کی تفصیلات اب تک منظر عام پر نہیں آسکیں۔

امارت اسلامیہ کے ترجمان ذبیح اللہ مجاہد کا کہنا ہے اس بڑے حملے میں 11 فدائی مجاہدین اور کچھ دیگر مجاہدین نے حصہ لیا تھا۔ حملے کا آغاز سہ پہر کو ہوا، سب پہلے ایک بڑا موٹر بم دھماکہ ہوا جس کے ساتھ ہی مجاہدین پی آر ٹی کے مرکز میں داخل ہوگئے اور جنگ زور پکڑ گئی۔ یہ جنگ رات گئے تک جاری رہی۔ ایسا لگتا ہے دشمن کو اس جنگ میں بہت زیادہ نقصان ہوا ہے۔

ذبیح اللہ مجاہد نے اپنے اعلامیے میں کہا ہے کہ حملے میں 109 فوجی اہلکار جن میں اکثر پولینڈی اور امریکی فوجی ہیں ہلاک ہوگئے ہیں اور کئی زخمی ہیں۔ اسی طرح جارحیت پسندوں کے 2 ہیلی کاپٹر، 6 ٹینک اور 20 گاڑیاں بھی تباہ ہوگئیں۔

اس حملے کے گہرے اور تباہ کن اثرات اور نقصانات کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاتا ہے کہ اس حملے کے متعلق داخلی کٹھ پتلی حکومت اور خارجی جارحیت پسند ایک اور واضح اطلاعات نہیں دے سکے ہیں۔ ہر روز نئے بیانات اور خبریں میڈیا پر آرہی ہیں۔ غزنی کے گورنر کا کہنا ہے کہ اس حملے میں 27 افراد ہلاک ہوئے ہیں جن میں 22 فدائی بھی شامل ہیں۔ حالانکہ فدائیین کی کل تعداد 11 ہے۔ غزنی کے گورنر نے یہ بھی کہا ہے کہ غزنی کے خارجی فوجیوں کو کوئی نقصان نہیں ہوا۔ پولینڈ کے وزیر دفاع کا کہنا ہے ان کے کئی فوجی زخمی ہوگئے ہیں۔ بگرام میں امریکی فوجی حکام نے بھی مجموعی طور پر اپنے فوجیوں کی ہلاکت کا اعتراف کیا ہے مگر تفصیلی اعداد و شمار جاری نہیں کیے۔ گذشتہ سال خوست ضلع صبر اباغ میں امریکی فوجی اڈے پر حملہ ہوا تو پہلے دن مغربی میڈیا نے کہا "امریکی فوجی اڈے کے قریب دھماکے اور فائرنگ کی آوازیں سنائی دی ہیں" مگر چند دن بعد امریکی اخبارات نے لکھا کہ اس حملے میں 10 امریکی فوجی زخمی اور ہلاک ہوگئے۔

غزنی کے اس بڑے حملے کے متعلق دشمن کے تضادات سے بھرپور موقف سے پتہ چلتا ہے کہ دشمن پر ہونے والا حملہ انتہائی خطرناک اور زوردار ہے جس سے ہونے والے نقصانات کا اندازہ اور گنتی ابھی تک مکمل نہیں ہوسکی ہے۔

اس واقعے کے دو روز بعد 26 اگست کو مجاہدین نے کاپیسہ ضلع تگاب میں امریکیوں کے بڑے اڈے پر ایک بڑا حملہ کردیا۔ جس میں پہلے خارجیوں کا اڈہ موٹر بم کے ذریعے تباہی کا نشانہ بنا اور پھر چند فدائی مجاہدین نے بیس پر حملہ کردیا۔ اس جنگ میں دشمن کو بڑے نقصانات اٹھانے پڑے۔

31 اگست شام کو مجاہدین نے میدان وردگ ضلع سید آباد میں مجاہدین نے جارحیت پسندوں کو رسد فراہم کرنے والی کانوائے پر حملہ کرکے کانوائے کو گھیرے میں لے لیا۔ شدید معرکہ آرائی کے بعد جارحیت پسندوں کے تیل سے بھرے 22 ٹینکرز اور 16 دوسری گاڑیاں جل کر راکھ ہوگئیں۔ اس جنگ میں دشمن کے 19 سیکیورٹی اہلکار بھی ہلاک ہوگئے۔

بہر حال فراہ، بادغیس، غزنی، تگاب، میدان وردگ، ہلمند نادعلی اور نورستان میں مجاہدین کے حالیہ فاتحانہ حملوں سے رواں جہاد میں مجاہدین کی فتوحات کے تسلسل کا پتہ چلتا ہے۔ فتوحات کے اس تسلسل اور مجاہدین کو حاصل ہونے والی روز کی کامیابیوں کا اگر باریک بینی سے جائزہ لیا جائے تو یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ خالد بن ولید رضی اللہ تعالی عنہ کے مبارک نام سے شروع کیا گیا آپریشن گذشتہ بارہ سالوں میں حاصل ہونے والی کامیابیوں کی بنسبت زیادہ کامیاب ہے۔ اس آپریشن میں نہ صرف یہ کہ دشمن پر کامیاب حملے ہورہے ہیں بلکہ علاقے بھی فتح ہورہے ہیں اور دشمن آہستہ آہستہ سمٹتا چلا جارہا ہے۔

ایک دن حضرت امام اعظم امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کسی بیمار کی عیادت کو جارہے تھے۔ راستہ میں ایک آدمی آتا دکھائی دیا جو ان کا مقروض تھا۔ اس نے دور سے امام صاحب کو آتے دیکھا تو راستہ بدل کر دوسری طرف چلا گیا۔ آپ نے اسے آواز دے کر بلایا اور پوچھا تم نے اپنا راستہ کیوں بدل لیا۔ اس نے عرض کیا۔ کہ آپ کے دس ہزار مجھ پر قرض ہیں۔ جو اب تک باوجود وعدہ کے ادا نہ کرسکا۔ اب شرم سے میں آنکھیں نہیں ملا سکتا۔ امام صاحب اس کی غیرت سے متعجب ہوئے اور اس کی غربت پہ رحم آیا۔ تو امام صاحب نے فرمایا جاؤ میں نے اپنا قرض معاف کردیا۔ جو شخص اتنا غیرت مند ہو۔ مجھے اس کی ذلت و رسوائی گوارا نہیں۔

جنگی جرائم {اگست 2013}

تحریر: سید سعید

4اگست 2013 کو قابض فوجیوں نے صوبہ میدان وردگ کے کہنہ خمار علاقے میں چھاپے کے دوران گھر گھر کی تلاشی لی، لوگوں پر تشدد کیا اور جاتے ہوئے اپنے ساتھ قیمتی زیورات اور نقد رقم بھی لے اڑے۔

5اگست کو صوبہ قندوز کے ضلع امام صاحب کے زنگ کپرک علاقے میں اتحادی افواج نے مقامی آبادی پر چھاپہ مارا، گھر گھر کی تلاشی کے دوران مکینوں کو بھاری مالی نقصان پہنچایا اور 18 افراد کو حراست میں لے کر اپنے ساتھ لے گئے۔

7اگست کو صوبہ زابل ضلع شینکی کے صدوخان گاؤں میں مقامی ظالم کمانڈر شیر محمد کے بیٹے نیک محمد نے گاؤں کے ایک غریب شخص محمد کو اپنے گھر میں خواتین کے سامنے شہید کر دیا۔

7اگست کو قابض فوجیوں نے صوبہ بغلان ضلع برکہ کے تنگی مرج علاقے میں چھاپہ مارا، گھر گھر کی تلاشی لینے کے دوران تین بے گناہ شہری گرفتار کر کے اپنے ساتھ لے گئے۔

7اگست کو جارحیت پسند فوجیوں نے صوبہ ننگرہار ضلع چپرہار کے دولت زی علاقے میں رات کو چھاپہ مارا، گھر گھر کی تلاشی لی، چار افراد کو حراست میں لیا جبکہ جاتے ہوئے گھروں سے نقدی اور قیمتی زیوارت بھی چوری کر کے لے گئے۔

10اگست کو افغان فورسز نے کابل کے ضلع سبز کے اشپلندی گاؤں کا پیش امام سمیت تین افراد کو گرفتار کیا۔

12اگست کو ذرائع ابلاغ نے خبر شائع کی کہ: صوبہ فراہ ضلع بالابلوک کے گنج آباد علاقے میں قومی لشکر کے اہلکاروں اور پولیس نے طالبان سے جھڑپ کے بعد لوگوں کو تشدد کا نشانہ بنایا، جس سے ایک عورت شہید، چار خواتین اور پانچ بچے زخمی ہوئے۔

15اگست کو قابض وحشی افواج نے صوبہ غزنی ضلع واغظ کے خندقی گاؤں پر چھاپہ مارا، متعدد گھروں کے دروازے بموں سے اڑا دیئے، مکینوں کی ایک بڑی تعداد کو زدوکوب کرنے کے بعد گرفتار کر لیا۔

16اگست کو صوبہ پروان ضلع کوہ صافی کے ڈنڈر گاؤں میں قابض فوجیوں نے چھاپے کے دوران تین افراد کو حراست میں لیا۔

17اگست کو صوبہ روزگان کے ضلع روزگان کے شہر میں شہریوں نے مشہور ظالم کمانڈر [حکیم شجاعی] کے خلاف احتجاجی مظاہرہ کیا، مظاہرے سے مقررین نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ تین روز قبل کوچک گاؤں میں کمانڈر شجاعی کی قیادت میں قومی لشکر کے اہلکاروں نے ایک معصوم بچی سمیت دو افراد کو بے دردی سے شہید کیا، پچاس سے زائد افراد کو زدوکوب کر کے بدترین تشدد کا نشانہ بنایا گیا، گھروں سے قیمتی چیزیں چھین لیں، باغات اور فصلوں کو تباہ کر دیا، درختوں کو اکھاڑ دیا، اسی طرح شجاعی اہلکاروں نے عشری گاؤں میں بھی لوگوں پر تشدد کیا، گھروں سے چوری بھی کی گئی، دکانوں کو آگ لگا کر نذر آتش کر دیا گیا۔

18اگست کو صوبہ زابل ضلع سیوری کے پتلاخیل گاؤں میں قومی لشکر کے اہلکاروں نے محلے کے پیش امام کو بیلچے سے مار مار کر شہید کر دیا۔

19اگست کو قابض فوجیوں نے صوبہ بغلان ضلع پلخمری کے ڈنڈغوری کے علاقے احمد زئی گاؤں میں گھر گھر کی تلاشی لی، قیمتی چیزیں چھین لی گئیں اور جاتے ہوئے 15 افراد کو حراست میں لیا۔

19اگست کو صوبہ زابل کے ضلع شاجوئی کے مختلف گاؤں غرہ لودین، گوڈی، سریزی، خواجک، پاسنی اور اینخاف میں قابض اور افغان فوجیوں نے مشترکہ کارروائی کرتے ہوئے متعدد افراد کو بدترین تشدد کا نشانہ بنایا۔

20اگست کو قابض فوجیوں نے صوبہ میدان وردگ ضلع سید آباد کے اونخی علاقے میں چھاپے کے دوران ایک شخص [عبداللہ] کو شہید کر دیا اسی طرح

حکیم خیل علاقے میں بھی چھاپہ مارا، گھر گھر کی تلاشی لینے کے دوران مختلف چیزیں چھین لی گئیں اور ایک شخص[عبدالوہاب] کو زدوکوب کر کے شدید زخمی کیا۔

21اگست کو قابض فوجیوں نے قندہار کے ضلع میوند کے کلاشامیر علاقے میں حاجی عبدالخالق کے گھر پر چھاپے کے دوران پانچ افراد کو حراست میں لیا۔

22اگست کو قابض فوجیوں نے صوبہ زابل ضلع شاجوئی کے جعفر گاؤں میں ایک دینی مدرسے پر چھاپہ مارا، وہاں موجود ایک معصوم طالب علم کو پہلے کتے سے کاٹا، پھر بے دردی سے شہید کر دیا۔

23 اگست کو صوبہ غور کے ضلع دولینہ میں قومی لشکر کے اہلکاروں نے تین روز مسلسل آپریشن کے دوران 150 خاندانوں کو علاقے سے نکال کر ان کے گھروں کو لوٹ لیا، 600 گائیں، 700 بکریاں اور 60 موٹر سائیکلیں چھین لیں اور 12 دکانوں کو لوٹنے کے بعد نذرِ آتش کر دیا۔

24اگست کو قندہار کے ضلع پنجوائی کے زنگاوات میں قومی لشکر کے اہلکاروں نے پیش امام کو گرفتار کر کے نامعلوم مقام لے گیا اور چند دن بعد اس کی تشدد زدہ لاش کسی ویرانے سے ملی۔

25اگست کو قابض فوجیوں نے صوبہ لوگر کے ضلع برکی برک کے کال وچ علاقے میں چھاپے کے دوران دو افراد کو حراست میں لیا۔

26اگست کو صوبہ لوگر ضلع برکی برک کے کوتیخیل علاقے میں قابض فوجیوں نے چھاپے کے دوران 58 سالہ بوڑھے[رسول داد] کو شہید کر دیا۔

26اگست کو صوبہ غزنی ضلع دایک کے سنگر گاؤں میں قومی لشکر کے اہلکاروں نے ایک شخص[محمد غنی] کو بے دردی سے شہید کر دیا۔

26اگست کو قندہار ضلع خان آباد کے مرکز میں قومی لشکر کے کمانڈر عمر نے ایک شہری کو شہید کر دیا۔

27اگست کو قندہار کے ضلع غورک کے دوبشان گاؤں میں قابض فوجیوں نے آپریشن کے نام پر مکینوں کی ایک بڑی تعداد کو تشدد کا نشانہ بنایا اور جاتے ہوئے پانچ افراد کو حراست میں لیا۔

27اگست کو جلال آباد کے شہر خالص بابا فامیلیو میں قابض فوجیوں نے حاجی داود کے گھر پر چھاپہ مارا، کوئی چیز برآمد نہیں ہوئی اس کے باوجود انہوں نے حاجی داؤد اور اس کے دو بیٹوں عتیق اللہ اور اکرام اللہ کو گرفتار کر کے اپنے ساتھ لے گئے۔

28اگست کو قابض فوجیوں نے صوبہ ہلمند ضلع نوزاد کے اور موز کاریز میں چھاپے کے دوران ایک شہری کو شہید کیا۔

29اگست کو قابض فوجیوں نے صوبہ پکتیا ضلع سید کریم کے عثمان خیل علاقے میں شہریوں کے گھروں پر چھاپہ مارا اور پھر اس پر بمباری کی جس کے نتیجے میں تین افراد[معروف دینی عالم مولوی خلیل، اس کا بھائی اور رشتہ دار] شہید ہوئے۔

اقتباسات: [بی بی سی ریڈیو، آزادی ریڈیو ، افغان اسلامک نیوز ایجنسی، پژواک ، روھی، لراوبر، نن ٹکی اسیا اور بینوا ویب سائٹس]

❀ ❀ ❀

بقیہ از: افغانستان جولائی 2013 میں

ایڈز اور غلط جنسی استعمال:

20جولائی بروز پیر صوبہ ہرات کے شعبہ صحت کے سربراہان نے ایڈز کے بڑھتے مریضوں کی اطلاع دی۔ اس خبر کی طرح گذشتہ سال کے دوران ایڈز کے 110 کیسز صرف اور صرف ہرات کے علاقائی ہسپتال میں سامنے آئے۔ ایڈز اور جنسی استعمال جمہوریت کا اہم "ثمرہ" ہے جسے جارحیت پسند اپنے ساتھ لے کر آئے ہیں۔ یاد رہے 2001 میں شروع ہونے والی جارحیت سے قبل افغانستان اس مہلک مرض سے آزاد تھا۔ نہ صرف ایڈز بلکہ خواتین کارکنوں اور ملازمین سے کا جنسی استحصال بھی جمہوریت کی سوغات ہیں۔22جولائی بروز پیر ذرائع ابلاغ نے غزنی کے مقامی حکام کے حوالے سے بتایا کہ صوبہ غزنی کے پولیس ہیڈ کوارٹر کے انٹیلی جنس آفیسر نے اپنے دفتر کی ایک خاتون کارکن کو اپنی جنسی ہوس کا نشانہ بنایا۔ صوبائی شوریٰ نے بھی اس واقعے کا اعتراف کیا۔ کابل کی موجودہ انتظامیہ میں خواتین کا جنسی استحصال دن بدن بڑھتے ہوئے مسائل میں سے ہے۔

ماخذ، ملکی وغیر ملکی ویب سائٹس، امارت اسلامی جلب وجذب کمیشن کی ماہانہ رپورٹ، امارت اسلامیہ کی عوامی نقصانات کی ماہانہ رپورٹ اور گذشتہ ہفتے کے اہم واقعات۔

افغانستان جولائی 2013 میں

احمد فارسی

نوٹ: اس تحریر میں صرف ان واقعات اور نقصانات کی جانب اشارہ کیا گیا ہے جس کا دشمن نے اعتراف کیا ہے۔ نقصانات کے تحقیقی اعداد وشمار کے لیے الامارہ اور دوسری خبری ویب سائٹس کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔

جولائی 2013 کا مہینہ تقریبا سارا کا سارا رمضان المبارک میں گذرا، پھر بھی مجاہدین کی کارروائیاں کسی طرح کم نہ ہوئیں۔ جارحیت پسندوں کے فرار اور بڑے فوجی اڈے خالی کرنے کے باعث اگرچہ ان کے ہونے والے نقصانات میں کمی آئی ہے لیکن ان کے اپنے اعتراف کے مطابق مجاہدین نے اپنی تکنیک بدل لی ہے۔ اور اپنے مضبوط اور طاقت ور حملوں کی بدولت ان کے بڑے مراکز پر پے درپے حملے کررہے ہیں۔ اگر چہ ان حملوں میں ہونے والے نقصانات دنیا کو دکھائے نہیں جاتے لیکن اس میں شک نہیں کہ مراکز پر ہونے والے حملے دیگر حملوں کے بہ نسبت زیادہ تباہ کن ہوتے ہیں۔ کیوں کہ باہر سڑکوں اور شاہراہوں پر ہونے والوں حملوں میں دو تین گاڑیاں نشانہ بن جاتی ہیں جبکہ فوجی مراکز اور کیمپوں میں ہزاروں جارحیت پسند اپنے ہزاروں وسائل اور سامان کے ساتھ نشانہ بن جاتے ہیں جس کے نتیجے میں کئی زیادہ نقصانات ہوتے ہیں۔

خارجی جارحیت پسندوں کے نقصانات

جیسا کہ ہم پہلے کہہ چکے ہیں مجاہدین کے حملوں کا انداز بدلنے کی وجہ سے دشمن کو ہونے والے نقصانات بڑھ گئے ہیں لیکن یہ لوگ انتہائی ہوشیاری سے اپنے نقصانات چھپا کر رکھتے ہیں۔ اس کے باوجود یہ لوگ مجبور ہوجاتے ہیں کہ ہونے والے کچھ نقصانات کا اعتراف کرلیں۔ ان کے اعتراف کے مطابق جولائی کے مہینے میں 14 جارح فوجی ہلاک ہوگئے۔ جن میں سے 13 امریکی ہیں۔ ان ہلاکتوں کے بشمول رواں سال میں ہلاک ہونے والے فوجیوں کی کل تعداد 109 تک پہنچ گئی ہے۔ جبکہ بارہ سالوں میں ہلاک ہونے والے جارحیت پسندوں کی کل تعداد 3358 ہوگئی ہے۔ حقیقی اعداد وشمار اس سے کئی گنا زیادہ ہیں۔ یہ تعداد سینکڑوں زخمیوں اور دائمی معذوروں کے علاوہ ہے۔ اس کے علاوہ جارحیت پسندوں کی صفوں میں خودکشیوں کے واقعات میں بھی اضافہ ہوا ہے۔ اس سلسلے میں 14 جولائی کو 50 فوجیوں کی خودکشی کی خبر ذرائع ابلاغ پر نشر ہوئی۔

خارجی فوجیوں کے مالی نقصانات:

12 جولائی بروز جمعہ کو ذرائع ابلاغ نے ضلع بورکی میں ایک ہیلی کاپٹر کے گرنے کی اطلاعات دیں۔ مذکورہ ضلع کے کمشنر نے تفصیلات دیے بغیر مذکورہ واقعے کے وقوع کا اعتراف کیا۔ کمشنر نے کہا یہ ہیلی کاپٹر نائٹ آپریشن کے دوران فوجیوں کی منتقلی کے وقت گر گیا تھا۔ کہا جاتا ہے مذکورہ ہیلی کاپٹر میں 27 خارجی فوجی سوار تھے جو سب کے سب ہلاک ہوگئے۔

داخلی مزدوروں کے نقصانات:

داخلی مزدوروں کی صفوں میں کئی وجوہات کے باعث نقصانات میں اضافہ ہوا ہے۔ سیکیورٹی ذمہ داریوں کی منتقلی اور مختلف اڈوں کی سپردگی اس کے اسباب میں سے ہے۔ لیکن دشمن نے ہمیشہ حقیقی اعداد وشمار بتانے سے گریز کیا، یا ہوسکتا ہے نقصانات کی کثرت کے باعث حقیقی اعداد وشمار کا جمع کرنا ممکن نہ ہو۔ اس کے باوجود کابل انتظامیہ کے وزارت داخلہ نے اس ماہ کے اوائل میں اعلان کیا کہ پولیس میں جانی نقصانات کی تعداد اس ماہ 2200 سے بڑھ گئی ہے۔ حالیہ دنوں میں مجاہدین کی کارروائیاں پورے ملک میں پھیل گئی ہیں جن میں روزانہ درجنوں نیشنل آرمی، پولیس اور اربکی کارندے ہلاک ہورہے ہیں۔ بہر حال یہاں ان بڑے اور متوسط نقصانات کی جانب اشارہ کیا جارہا ہے جو جولائی کے مہینے کے دوران وقوع پذیر ہوئے ہیں۔

یکم جولائی بروز پیر بغلان ضلع برکی برک میں بارودی سرنگ کے ایک دھماکے میں اس ضلع کا ایک کمانڈر اپنے محافظوں سمیت ہلاک ہوگیا۔ اس واقعے کے ایک روز بعد ایک بلند رتبہ خاتون پولیس افسر ہلمند میں ایک دھماکے میں ہلاک ہوگئی۔ مذکورہ خاتون پولیس ہیڈ کوارٹر میں امور خواتین کی ذمہ دار تھی جس کے مظالم اور حیوانی صفات مشہور عام تھے۔

4 جولائی بروز جمعرات پولیس کا ایک گروپ پاکستانی سرحد کے قریب ضلع سپین بولدک میں مجاہدین کے حملے کا نشانہ بنا جس میں درجنوں پولیس ہلاک اور زخمی ہوگئے

اس واقعے کے ایک روز بعد 5 جولائی بروز جمعہ کم از کم 12 پولیس اہلکار صوبہ اروزگان کے سیکیورٹی ہیڈ کوارٹر کے ایک ریسٹورنٹ میں مجاہدین کے حملے کا نشانہ بن کر ہلاک ہوگئے۔ اس حملے میں اور بھی کئی پولیس اہلکار زخمی ہوگئے۔ کہا گیا ہے کہ یہ حملہ ایک مجاہد نے پولیس کی صفوں میں بھرتی ہوکر انجام دیا۔

ایک اور واقعے میں مجاہدین نے پکتیا ضلع شرنہ میں 15 گاڑیوں پر مشتمل پولیس کے قافلے پر حملہ کیا جس کے نتیجے میں دشمن کے 2 کمانڈروں سمیت

16 پولیس اہلکار ہلاک اور 4 گاڑیاں تباہ ہوگئیں۔

9 جولائی بروز منگل مجاہدین نے صوبہ بغلان ضلع صلاح میں شہر کے میئر کو حملے کا نشانہ بنا کر ہلاک کردیا۔ ایک اور حملے میں ضلع دہ یک کا سابق کمشنر اور صوبہ غزنی کی صوبائی شوریٰ کا سربراہ شدید زخمی ہوگیا۔ اس کے ایک روز بعد صوبہ بادغیس ضلع قادس میں پولیس کمانڈر مجاہدین کے حملے کا نشانہ بن گیا۔

9 جولائی بروز منگل مجاہدین کے حملے میں ضلع چار چینو کا سابق کمشنر ہلاک ہوگیا۔

14 جولائی بروز ہفتہ کنڑ کا پولیس سربراہ مجاہدین کے ایک حملے میں ہلاک ہوگیا۔

اس واقعے کے بعد 17 جولائی بروز بدھ کرزئی کے مشاور خاص اور کابل انتظامیہ کے سیکیورٹی کونسل کا سربراہ اور نگین داد فراسپنتا کا بھائی جو ہرات میں اٹارنی جنرل کی حیثیت سے کام کررہا تھا مجاہدین کے ایک حملے میں ہلاک ہوگیا۔

اسپنتا کا خاندان ہرات میں لوٹ مار، چوری اور اغواء برائے تاوان سمیت مختلف مظالم میں خاص شہرت رکھتا ہے۔

14 جولائی بروز اتوار لوگر ضلع خوشی میں 8 افغان کارکن جارح فوجیوں کے اڈے میں ہلاک ہوگئے۔ خبر میں کہا گیا ہے کہ یہ لوگ کلینگار کے علاقے میں خارجی فوجیوں کے ایک کیمپ میں کارگر کی حیثیت سے کام کررہے تھے، مجاہدین نے انہیں کئی کئی بار خبردار کیا تھا اور انہیں اس کام سے منع کیا تھا لیکن وہ اپنے کام پر اصرار کرتے رہے تھے۔

اس واقعے کے ایک روز بعد صوبہ پروان کے حکام نے ایک مقامی پولیس کمانڈر کے قتل کی خبر دی۔ اسی روز صوبہ ہلمند ضلع نادعلی میں تین پولیس اپنے کمانڈر سمیت مجاہدین کے حملے میں ہلاک ہوگئے۔

20 جولائی بروز ہفتہ ہلمند ضلع سنگین کا سیکیورٹی سربراہ ہلاک ہوگیا۔ خبر میں مزید کہا گیا کہ یہ سربراہ اپنے 5 محافظوں کے ساتھ بارودی سرنگ کے دھماکے کا نشانہ بنا۔ اس واقعے کے ایک روز بعد خوست ضلع سپیرہ میں کمشنر کے گھر پر ہونے والے مجاہدین کے حملے میں کمشنر کا بھائی اپنے پانچ محافظوں سمیت ہلاک ہوگیا۔

مجاہدین کی کارروائیوں میں وسعت اور قوت:

حالیہ دنوں میں مجاہدین کے حملے شمال اور شمال مغربی صوبوں میں پھیل گئے جس سے خارجی و داخلی دشمنوں کے صفوں میں کھلبلی مچ گئی ہے۔

2 جولائی بروز منگل کابل انتظامیہ کے وزارت داخلہ نے صوبہ بادغیس کے ضلع بالا مرغاب میں سو پولیس اہلکاروں کے محاصرے کی خبر دی۔ یہ سو اہلکار ترکمانستان کی سرحد پر کئی دنوں تک مجاہدین کے محاصرے میں رہے۔ کابل انتظامیہ آخر تک مجاہدین کا محاصرہ توڑ کر اپنے فوجیوں کو رہا کرانے میں ناکام رہا۔

دشمن کے اعترافات کے سلسلے میں 11 جولائی بروز جمعرات صوبہ ننگرہار ضلع حصارک کے کمشنر نے خبر کی تائید کرتے ہوئے کہا اگر کابل انتظامیہ فوری مدد نہ کرے مذکورہ ضلع طالبان کے ہاتھوں میں چلا جائے گا۔

18 جولائی بروز جمعرات ذرائع ابلاغ نے غزنی ضلع رشیدان کے سقوط کی خبر دی۔ صوبہ غزنی جو کابل کے معذور سیکیورٹی سربراہ اسد اللہ خالد کے اربکیوں کا نقطہ آغاز سمجھا جاتا ہے اس کے اکثر علاقے مجاہدین کے قبضے میں ہیں۔ اس کے اکثر سرکاری احکامات انہیں کی جانب سے دیے جاتے ہیں۔

25 جولائی بروز جمعرات مجاہدین نے بارہ پولیس اہلکاروں کو پہلے بے ہوش اور بعد ازاں انہیں اپنے ساتھ لے گئے۔ اس کے علاوہ مجاہدین نے سارا اسلحہ اور اہم وسائل غنیمت میں پکڑ لیے۔

دشمن کی صفوں میں گھس کر مجاہدین کی کارروائیاں:

افغانستان پر خارجی جارحیت کے بعد ایک طرف تو نیشنل آرمی اور پولیس کے با احساس اور باضمیر اہلکار حقائق کے ادراک کے بعد جارحیت پسندوں کے مظالم سے تنگ آکر ان سے نفرت کرنے لگے ہیں، ان کے مظالم کے رد عمل میں ایسی کارروائیاں کرتے ہیں۔ دوسری طرف امارت اسلامیہ نے بھی دشمن کی صف میں اپنے مجاہدین کے نفوذ کے لیے باقاعدہ تشکیلات کی ہیں۔ دشمن کی صفوں میں گھسنے والے ان مجاہدین کے ذریعے امارت اسلامیہ اپنے اہداف حاصل کرتی ہے۔ اسی طرح کے ایک حملے میں 5 جولائی بروز جمعہ پولیس کے بارہ اہلکار اروزگان کے پولیس ہیڈکوارٹر میں ریستوران میں مارے گئے اور کئی زخمی ہوگئے۔

9 جولائی بروز منگل طویل وقفے کے بعد خارجی جارحیت پسند ایک بار پھر مجاہدین کے حملے کا نشانہ بنے اور جانی نقصان اٹھانے پر مجبور ہوگئے۔ ان حملوں کے سلسلے میں قندہار کے مرکز میں ایک نفوذی مجاہد کے حملے میں جارحیت پسند ملک "چیک" کے کئی فوجی ہلاک اور زخمی ہوگئے۔ جارحیت پسندوں نے محض ایک فوجی کی ہلاکت اور 7 کے زخمی ہونے کا اعتراف کیا۔ نفوذی مجاہد نیشنل آرمی کے ہاتھوں زندہ گرفتار ہوگیا۔ لیکن 15 جولائی بروز پیر ذرائع ابلاغ نے اطلاع دی کہ قید میں بند مذکورہ مجاہد فرار ہوکر مجاہدین سے مل گیا ہے۔

جنگی طریقہ کار کی تبدیلی:

امارت اسلامیہ کے مجاہدین نے اپنی کارروائیاں ملک کے کونے کونے تک پھیلادی ہیں اور اپنی قوت مختلف محاذوں میں دشمن پر ثابت کردی ہے۔ یہاں تک کہ 25 جولائی بروز جمعرات امریکی جارحیت پسندوں نے مجاہدین کے حملوں کا طریقہ کار بدلنے کی خبر دی۔ انہوں نے کہا کہ خارجی جارحیت پسندوں کے فوجیوں کے سمٹنے اور اپنے مراکز خالی کرنے کی وجہ سے مجاہدین نے بھی اپنی عسکری کارروائیوں اور آپریشنز کا طریقہ بدل دیا ہے۔ اب انہوں نے اپنے زیادہ تر حملے بارودی سرنگ کے دھماکوں میں بدل دیے ہیں۔ جارحیت پسندوں کا کہنا ہے کہ ان کے کیمپوں سے نہ نکلنے اور گشت نہ کرنے کے باعث مجاہدین کو اپنا آپریشن اور اپنے حملوں کی منصوبہ بندی کرنے اور عملی جامہ پہنانے کی بھرپور فرصت میسر آگئی ہے۔

خالد بن ولید آپریشن:

خالد بن ولید آپریشن اس ماہ بھی اپنی پوری شدت سے جاری رہا۔ جس کے نتیجے میں دشمن کو بہت زیادہ نقصانات اٹھانے پڑے ہیں۔ اور بہت سے علاقے دشمن کے ہاتھوں سے نکل گئے ہیں۔ ذیل میں ایسے چند اہم واقعات کی جانب اشارہ کیا جاتا ہے

2 جولائی بروز منگل ایک بڑا حملہ کابل انتظامیہ کے قلب پر کیا گیا۔ رسد فراہمی کی کمپنی سپریم کی عمارت پر ہونے والے اس حملے میں بہت سے خارجی فوجی ہلاک ہوگئے۔ مگر دشمن نے شروع میں محض 4 نیپالی فوجیوں کی ہلاکت کا اعتراف کیا۔ اس واقعہ کے دوروز بعد نیپال نے اپنے شہریوں کی ہلاکت کا اعتراف کیا۔

مجاہدین کی رپورٹ کے مطابق مذکورہ کمپنی میں کم از کم 140 خارجی فوجی و غیر فوجی افراد رہ رہے تھے۔ قوی احتمال ہے کہ اس حملے میں ان کی اکثریت ہلاک ہوگئی۔

اگرچہ کابل انتظامیہ نے ان نقصانات کے اعتراف سے گریز کیا مگر واقعے کے دن شام کو ذرائع ابلاغ نے ایک برطانوی شہری کی ہلاکت کی خبر دی۔ واقعے کے ایک دن بعد 3 ہندوستانی شہریوں کی ہلاکت کی خبر بھی ذرائع ابلاغ پر آگئی۔

سپریم کمپنی جو امریکی جارحیت پسندوں کی عسکری امداد کی ترسیل و فراہمی کا ذمہ دار ہے، یہ کمپنی خارجی جارحیت پسندوں کو رسد فراہم کرنے والی سب سے بڑی کمپنی سمجھی جاتی ہے۔ گذشتہ سال بھی اس کمپنی کا ایک ڈپو صوبہ پروان ضلع بگرام میں مجاہدین کے حملے کا نشانہ بنا دو دن تک جس سے آگ کے شعلے اٹھتے رہے۔ جس سے دشمن کو کروڑوں کا نقصان ہوا۔

مجاہدین کی صفوں میں شمولیت:

داخلی مزدوروں کی صفوں میں کئی افراد اور کارکن حقائق کے ادراک اور جارحیت پسندوں کے مذموم اہداف کے بارے میں جان لینے کے بعد مجاہدین کے پاس آکر ان سے مل جاتے ہیں۔ اس سلسلے میں امارت اسلامیہ کی جانب سے خصوصی کمیشن کام کر رہا ہے۔

جولائی کے مہینے میں کل 479 افراد کٹھ پتلی انتظامیہ کے مختلف حصوں مثلاً نیشنل آرمی، پولیس، اربکی اور دیگر اداروں سے الگ ہو کر مجاہدین سے مل گئے ہیں۔ یہ افراد اپنے ساتھ مجموعی طور پر 90 عدد کلاشنکوف، 12 عدد مشین گن، 8 عدد راکٹ لانچر، 18 موٹر سائکلیں، 6 گاڑیاں، 4 وائرلیس سیٹ، ایک دوشکا، ایک عدد خصوصی گن، 3 عدد پستول اور کئی دیگر اہم وسائل مجاہدین کے سامنے ڈال دیے۔ یہاں ان واقعات کی جانب نمونے کے طور پر اشارہ کریں گے۔

3 جولائی بروز بدھ ایک کمانڈر نے اپنے دس اہلکاروں سمیت ہلمند کے موسیٰ قلعہ میں مجاہدین کے سامنے ہتھیار ڈال دیے۔ یاد رہے مذکورہ کمانڈر اپنے ساتھ ایک رینجر گاڑی ایک مشین گن، راکٹ لانچر، دس کلاشنکوف اور کئی اہم وسائل اپنے ساتھ لے کر مجاہدین کے پاس آئے۔

9 جولائی بروز جمعرات مخالفین کے چار مسلح افراد پروان ضلع جبل السراج میں مجاہدین سے مل گئے۔ مذکورہ افراد اپنے ساتھ 4 عدد مشین گن اور تین کلاشنکوف لے کر مجاہدین سے ملے۔

17 جولائی بروز ہفتہ ایک فوجی بغلان ضلع اندراب میں مجاہدین سے مل گیا۔

16 جولائی بروز منگل 6 فوجی اہلکار صوبہ ارزگان ضلع دہراوود ایک گاڑی 10 کلاشنکوف، 2 مشین گن، 2 راکٹ لانچر، 1 مارٹر اور کئی دیگر اہم وسائل کے ساتھ مجاہدین سے مل گئے۔

18 جولائی بروز جمعرات 22 اربکی 21 کلاشنکوف، 11 موٹر سائیکلیں، 2 وائرلیس سیٹ سمیت ہرات کشک کہنہ میں مجاہدین سے مل گئے۔

23 جولائی بروز منگل ایک اربکی کمانڈر 4 محافظوں سمیت ایک رینجر گاڑی اور 7 کلاشنکوف اپنے ساتھ لے کر مجاہدین سے مل گیا۔

24 جولائی بروز ہفتہ بدخشان ضلع کوف میں ایک مشہور کمانڈر اپنے ساتھیوں سمیت مجاہدین سے مل گیا۔ یاد رہے مذکورہ کمانڈر 1 مشین گن، 1 راکٹ لانچر، 1 توپ، 1 کلاشنکوف اور 8 میگزین چھوٹی بڑی گولیوں سمیت مجاہدین سے مل گئے۔

خارجی جارحیت پسندوں اور ان کے داخلی مزدوروں کی جانب سے عام لوگوں کی ہلاکتیں ماضی کی طرح اب بھی جاری ہیں۔ اس سلسلے میں 30 جولائی کو یوناما انتظامیہ نے ایک رپورٹ نشر کی۔ اس رپورٹ میں گذشتہ چھ ماہ کے دوران ہونے والے عوامی نقصانات کا احاطہ کیا گیا تھا۔ بظاہر ماضی کی طرح اس بار پھر مجاہدین کو عوامی نقصانات کا ذمہ دار ٹھہرایا گیا تھا۔ یہ جانبدارانہ رپورٹ جارحیت پسندوں کی ڈکٹیشن پر بنائی گئی تھی۔ اس رپورٹ میں جارحیت پسندوں کی جانب سے ہونے والے عوامی نقصانات کی تعداد میں کمی ظاہر کی گئی ہے۔ امارت اسلامی قطعی دلائل اور شواہد کی بنیاد پر اس رپورٹ کو مسترد کرتی ہے اور اسے جارحیت پسند دشمن کے پروپیگنڈے کا ایک نیا حربہ قرار دیتی ہے۔ یہاں وضاحت کے لیے کچھ ایسے واقعات کی جانب اشارہ کیا جارہا ہے جس میں جارحیت پسندوں کی جانب سے عام لوگوں کو شہید کیا گیا۔

7 جولائی بروز اتوار ہلمند ضلع نگی میں پولیس نے ایک قبائلی رہنما کو مار کر دعویٰ کیا کہ یہ شخص فرار ہوتے ہوئے پولیس کی فائرنگ کا نشانہ بنا ہے۔

9 جولائی بروز منگل قندوز ضلع دشت ارچی میں مقامی پولیس نے دو کسانوں کو قتل کر دیا۔ بعد ازاں علاقے کے لوگوں کی جانب سے علاقے میں مظاہرہ کیا گیا، لیکن یہ مظاہرہ ہمیشہ کی طرح بلا کسی نتیجے کے ختم ہوگیا۔

12 جولائی بروز جمعہ 12 دری بچے اس وقت جارحیت پسندوں کی بمباری کا نشانہ بنے جب وہ کھیل کود میں مصروف تھے۔

22 جولائی بروز پیر کابل انتظامیہ کی خصوصی فورس "اسپیشل فورس" نے عام لوگوں پر بلا اشتعال فائرنگ کر دی جس میں ایک خاتون شہید ہوگئی۔ بعد ازاں انہوں نے عام لوگوں کے گھروں پر چھاپے مارے اور بہت سے لوگوں پر مظالم ڈھائے۔ گندم کی کھڑی فصلوں کو بھی آگ لگادی۔

اس واقعے کے دو روز بعد داخلی دشمن نے زابل ضلع شاجوئی میں تین گاؤں والوں کو اس وقت شہید کر دیا جب وہ اپنے باغ میں کام کر رہے تھے۔

25 جولائی بروز جمعرات زابل ضلع شاہ جوئی میں اربکیوں کا ایک کمانڈر اپنے محافظوں سمیت ہلاک ہو گیا۔ اربکیوں نے لوگوں کے گھروں پر چھاپے مارے اور کئی بچوں سمیت 6 عام لوگوں کو شہید کر دیا۔

مختلف ذرائع ابلاغ کی رپورٹوں اور معلومات کی بنیاد پر اس ماہ کے دوران کم از کم 36 افراد خارجی و داخلی فوجیوں کے ہاتھوں مختلف حملوں میں شہید اور 28 زخمی ہو گئے۔ اس کے علاوہ کم از کم 51 بے گناہ مظلوم عوام جارحیت پسندوں اور ان کے مزدوروں کے ہاتھوں گرفتار ہو چکے ہیں۔

عام لوگوں کی اذیتوں اور تکالیف کا اعتراف:

16 جولائی بروز منگل وحشی امریکیوں کے ترجمان ذکریا قندہاری کو قیدی افغانوں کے قتل اور اذیتوں کے جرم میں گرفتار کیا گیا۔ لیکن اس کا کہنا ہے کہ میں نے سب کچھ امریکیوں کے حکم پر کیا ہے اپنے بل بوتے پر یہ سب کچھ کرنے کی ہمت اور طاقت میں مجھ میں نہیں تھی۔ خبر میں کہا گیا ہے کہ ذکریا قندہاری نے تین امریکی فوجی کمانڈروں کو گذشتہ فروری کے مہینے میں ہونے والے عام لوگوں کے قتل کی تحقیقات رکوانے میں سرگرم قرار دیا ہے

عام لوگوں کی نفرت اور بیزاری:

افغانستان کے مسلمان عوام کا جارحیت پسندوں کے خلاف پیمانہ صبر دن بدن لبریز ہوتا جا رہا ہے اور وہ اپنا ردعمل دکھانے پر مجبور ہو رہے ہیں۔

اس سلسلے میں 2 جولائی بروز منگل پل چرخی کے علاقے کے لوگوں نے کابل انتظامیہ کے حکام کی جانب سے زمینوں پر ناجائز قبضے کے خلاف احتجاجی مظاہروں کا آغاز کر دیا اور کابل جلال آباد اور کابل بگرام شاہراہوں کو ٹریفک کے لیے بند کر دیا۔ پولیس نے بھی اس پر امن مظاہرے کے خلاف شدید ردعمل ظاہر کیا، پولیس کے حملے میں 4 مظاہرین زخمی ہو گئے۔

میدان جنگ سے فرار:

ایک سال سے زائد عرصے سے خارجی جارحیت پسند افغانستان سے فرار کے منصوبے پر کام کر رہے ہیں اور اس پر عمل کرتے ہوئے کچھ فوجی افغانستان سے نکال بھی دیے ہیں۔ لیکن بعض حکام اب بھی اس بات پر مصر ہیں کہ کچھ فوجیوں کو مستحکم فوجی اڈوں میں رہنے دیا جائے۔

لیکن 9 جولائی بروز پیر امریکی جارحیت پسندوں نے اطلاع دی کہ اپنی ساری افواج افغانستان سے نکالنے پر غور کیا جائے، کہا جاتا ہے اس اعلان کا مقصد کابل انتظامیہ کو دباؤ میں لانا ہے، تاکہ افغانستان کو صلیبیوں کے ہاتھوں بیچ ڈالنے کے معاہدے پر جلد از جلد دستخط کر دے اور بلا کسی قید اور شرط کے اسے ماننے پر تیار ہو جائے۔

اس اعلامیے کے ساتھ ہی جارحیت پسند ملک ناروے نے بھی کابل انتظامیہ کو خواتین کی خراب صورتحال، انتظامی ابتری اور ہر شعبے میں رشوت کا زہر پھیلنے پر دھمکی دی کہ اگر حالت یہی رہی تو وہ اپنا مالی تعاون کم کر دیں گے۔ یہ خبر ایسے حالات میں نشر ہوئی جب گذشتہ ہفتے میں ایک کانفرنس کے دوران کابل کی مزدور انتظامیہ نے مغربی ممالک کی جانب سے نئے ملنے والے نئے مالی تعاون کی خبر دی۔

دو دن بعد 11 جولائی بروز جمعرات ذرائع ابلاغ نے صوبہ ہلمند میں ایک امریکی اڈے کی تباہی کی خبر دی۔ یہ اڈہ جس کی تعمیر کے لیے 34 ملین ڈالر صرف کیے گئے تھے امریکیوں کے فرار کے بعد استعمال سے قبل ہی تباہ ہو گیا۔ کابل انتظامیہ کو توقع تھی کہ جارحیت پسند یہ اڈہ ان کے حوالے کر دیں گے۔ جارحیت پسندوں کی مسلسل شکست اور فرار کے منصوبوں نے دشمن کو اس بات پر مجبور کر دیا ہے کہ وہ اپنے کچھ انٹیلی جنس اداروں کے دفاتر افغانستان میں بند کر دے۔

واشنگٹن پوسٹ نے 24 جولائی بروز بدھ امریکی انٹیلیجنس کے حوالے سے اطلاع دی کہ مذکورہ ادارے کے بعض بڑے اور چھوٹے دفاتر بند کیے جا رہے ہیں مگر کابل میں قائم مرکزی دفتر جو دنیا بھر میں اس ادارے کا سب سے بڑا دفتر ہے ابھی فعال رہے گا۔ اس کے ساتھ جلال آباد مرکز بھی فعال ہے۔ یہ فیصلہ ایسے وقت میں کیا گیا ہے جب حالیہ دنوں میں انٹیلی جنس ایجنسیوں کے مرکزی دفاتر مجاہدین کے شدید حملوں کا شکار ہو رہے ہیں اور وہ سخت جانی و مالی نقصانات کا شکار ہوئے ہیں۔ سی آئی اے کے خوست اور کابل کے مرکزی دفاتر ان حملوں کی مثالیں ہیں

28 جولائی بروز اتوار آسٹریلیا نے اعلان کیا کہ رواں سال کے آخر تک اپنے 1550 فوجی افغانستان سے نکالے گا۔ یاد رہے آسٹریلیا 12 سالوں کے دوران صلیبی ممالک کے کندھا سے کندھا ملا کر افغانستان کی جنگ میں حصہ دار رہا ہے اب اپنے سینکڑوں فوجیوں کی ہلاکت کے بعد فرار کی تیاری کر رہا ہے۔

29 جولائی بروز پیر ذرائع ابلاغ کی رپورٹوں کے مطابق جرمنی نے اپنے سامان کی منتقلی کا سلسلہ شروع کر دیا ہے۔ رپورٹوں کے مطابق 200 ٹینک اور جنگ میں استعمال ہونے والے ذرائع نقل و حمل جرمنی بھیجے جانے کے لیے گاڑیوں میں لاد دیے گئے ہیں۔

اگرچہ آسٹریلیا کے جارحیت پسندوں نے فرار کا اعلان کر دیا ہے مگر دوسری طرف سیکیورٹی ذمہ داریوں کی منتقلی کی بات کی جا رہی ہے، مزدور ادارہ اپنے مرتزقہ فوجیوں کی تعریف کر رہا ہے۔ ایک اور واقعے میں برطانوی جارحیت پسندوں نے بڑے عرصے کے بعد ایک بار پھر اپنی فوج ہلمند ضلع سنگین بھیجی ہے تاکہ علاقے سے طالبان کا قبضہ چھڑانے اور امن وامان کی صورتحال کنٹرول کرنے میں صلیبی جارحیت پسندوں کی مدد کرے۔

بالآخر امریکی عوام نے اپنی شکست تسلیم کر لی:

26 جولائی بروز جمعہ ذرائع ابلاغ نے افغانستان کی جنگ کے حوالے ایک کیے جانے والے سروے کے حوالے سے خبر نشر کی کہ 72 سالہ امریکی افغانستان کی جنگ کو

بے فائدہ قرار دے رہے ہیں صرف 28 سالہ نوجوان اس جنگ اور امریکی کارروائی کو سنجیدگی سے دیکھتے ہیں۔

مارچ کے مہینے میں ہونے والے ایک سروے میں 67 سالہ امریکیوں نے افغانستان کی جنگ کو بے وقعت قرار دیا ہے۔ یاد رہے کہ جنگ کے شروع کے دنوں میں 70 فیصد سے زیادہ امریکی افغانستان پر جارحیت کے حامی تھے لیکن پے در پے نقصانات کے بعد اب یہ فیصدی 72 فیصد تک پہنچ گئی ہے جو ماضی کے برعکس جنگ کے مخالف ہیں۔

افغانستان کی جنگ کے حوالے سے حالیہ اعداد و شمار ایسے وقت وقت میں سامنے آرہے ہیں جب امریکی کانگریس نے اوبامہ کا پیش کردہ بجٹ نامنظور کر دیا ہے۔ اسی لیے پھر سے اس بات پر غور کیا جارہا کہ بجٹ کے نامنظور ہونے کی وجہ سے ہو سکتا ہے اپنی ساری فوج افغانستان سے نکالنی پڑجائے۔

اور اب بگوان کی منتیں:

کابل انتظامیہ نے اپنی موت قریب سے دیکھ لی ہے اور ان پر یہ ثابت ہو چکا ہے کہ صلیبیوں کے سہارے کے بغیر اسے اپنی زندگی جاری رکھنا مشکل نظر آرہا ہے اس لیے زندگی کا سہارا ڈھونڈنے کے لیے اب داخلی دشمن نے ہندو بگوان کے آگے بھی ہاتھ پھیلا دیے ہیں۔

لیکن 5 جولائی بروز جمعہ ہندوستان نے بھی انہیں مایوس کر دیا اور ان کا بھاری اور ہلاکت خیز اسلحہ کا مطالبہ رد کر دیا۔ اس مطالبے کا منفی جواب ملنے پر کابل انتظامیہ انتہائی مایوسی کا شکار ہوگئی ہے اور ان کی مایوسی اور کم ہمتی میں روز بروز اضافہ ہوتا جارہا ہے۔

وطن کے خدمتگار بھاگ گئے:

پہلے بھی افغانستان کے سفارت کاروں کے بھاگنے اور چھپ جانے کی خبریں ذرائع ابلاغ میں نشر ہوتی رہیں اب ایک بار پھر یہ سلسلہ پورے شد و مد کے ساتھ شروع ہو گیا ہے 14 جولائی کو امریکی اخبار نیویارک ٹائمز نے ایک سابق افغان سفارت کار کے حوالے سے خبر دی کہ 60 فیصد سے زیادہ سفارت کار اپنی مدت ختم ہونے کے بعد پھر افغانستان واپس نہیں آتے، یہ فیصدی روز بروز بڑھتی جارہی ہے۔

جرمنی کے روزنامہ شپیگل میں نشر ہونے والی خبر میں بتایا گیا ہے کہ جون 2013 کے مہینے تک کم از کم 150 سفارت کار واپس اپنے ملک بلا لیے گئے ہیں لیکن صرف 5 افراد واپس آئے ہیں باقی سب نے یورپ اور امریکا کی راحت والی زندگی کو ترجیح دی ہے۔

کابل کی مزدور حکومت میں انتظامی اور اخلاقی فساد:

انتظامی اور اخلاقی فساد کابل انتظامیہ کا ایسا وصف ہے جو شاید کبھی ان سے الگ نہیں ہوگا۔ اور اس سلسلے میں کئی کئی مرتبہ دنیا میں پہلے نمبر پر بھی آچکے ہیں۔

8 جولائی بروز پیر مزدور انتظامیہ کے صوبائی شوریٰ کے سربراہ نے قندہار میں اعلان کیا کہ قندہار ضلع شاہ ولی کوٹ میں کم از کم 50 ملین افغانی ایک این جی او کے اکاونٹ سے چوری ہوگئے ہیں۔ اسی روز بلخ ضلع خلم میں آغاجان بینک سے ایک ملین ڈالر کے چوری کی خبر نشر ہوگئی۔

یاد رہے 10 جولائی بروز بدھ ایک عالمی سروے میں بتایا گیا کہ کابل انتظامیہ کے عدلیہ رہنما اس انتظامیہ کے سب سے مفسد ارکان ہیں۔ اس سروے میں کہا گیا ہے کہ عدالتی اور پولیس سربراہان گذشتہ چند سالوں میں سب سے زیادہ رشوت لینے والے ارکان ہیں۔

مذکورہ پارلیمنٹ کے ارکان اب تک بجائے اس کے کہ ملک کے اہم واقعات پر بحث کریں ہمیشہ آپس کی جنگوں، ذاتی لڑائیوں اور چوریوں میں مصروف رہتے ہیں۔ کبھی کبھی کابل انتظامیہ انہیں مصروف رکھنے کے لیے انہیں کچھ نمائشی ذمہ داریاں بھی دیتی ہے تاکہ آپس میں مصروف رہیں اور مزدور انتظامیہ سکھ سانس لے۔

نمائشی پارلیمنٹ میں مرغ لڑائی:

امریکا افغانستان کی جارحیت کے بعد ایک جعلی پارلیمنٹ لوگوں کو دھوکہ دینے کے لیے بنائی گئی اور قانون سازی کے لیے کئی چوروں اور ڈاکوؤں کو اس کا رکن بنایا گیا۔ اس پارلیمنٹ کے ارکان اب تک بجائے اس کے کہ ملک کے اہم واقعات پر بحث کریں ہمیشہ آپس کی جنگوں، ذاتی لڑائیوں اور چوریوں میں مصروف رہتے ہیں۔ کبھی کبھی کابل انتظامیہ انہیں مصروف رکھنے کے لیے انہیں کچھ نمائشی ذمہ داریاں بھی دیتی ہے تاکہ آپس میں مصروف رہیں اور مزدور انتظامیہ سکھ سانس لے۔

3 جولائی بروز بدھ جعلی عوامی جرگے میں ایک بار پھر ہاتھاپائی دیکھی گئی یہ واقعہ "پوہنتون" اور "دانشگاہ" کے لفظی اختلاف پر پیش آیا۔ نام نہاد ممبران نے ایک دوسرے کو برا بھلا کہا، گالم گلوچ کیا اور ایک دوسرے کو دھمکیاں دیں۔

صحافیوں پر تشدد:

کرزئی نے افغانستان کو صحافیوں کے لیے جنت قرار دیا تھا اور صحافت کی آزادی کو اپنے دور حکومت کی سب سے بڑی کامیابی قرار دیا۔ لیکن اس کے باوجود ملک کے مختلف حصوں میں صحافیوں کو پولیس اور سیکیورٹی اداروں کی جانب سے طرح طرح کی مشکلات کا سامنا ہے۔ 9 جولائی بروز منگل ایک اخباری رپورٹر کی گرفتاری اور تشدد کی خبر میڈیا پر آئی۔ روزنامہ ماندگار کے ایک صحافی کو ایک مضمون لکھنے کے جرم میں بلا کسی قانونی جواز کے گرفتار کرکے اذیتیں دی گئیں۔ مضمون کابل انتظامیہ میں رشوت ستانی اور کرپشن پر لکھا گیا تھا۔

اس ماہ کے اواخر میں ایک اور صحافی پر کابل شہر میں پروان کے گورنر کی جانب سے سرعام تشدد کیا گیا لیکن مزدور انتظامیہ اور متعلقہ پولیس اس طاقت کے ناجائز استعمال کے خلاف کوئی اقدام نہ کرسکی۔

بقیہ صفحہ نمبر 38 پر ملاحظہ فرمالیں

نمبر شمار	صوبہ	کارروائیوں کی تعداد	فدائی حملے	دشمن کے مالی اور جانی نقصانات					عام شہریوں اور مجاہدین کی جانی نقصانات		
				صلیبیوں کی اموات	صلیبیوں کے زخمی	ایجنٹوں کی ہلاکتیں	ایجنٹوں کے زخمی	فوجی گاڑیوں اور ٹینکوں کی تباہی	مجاہدین کے شہداء	مجاہدین کے زخمی	گاڑیوں کی تباہی
-1	قندہار	116	3	17	3	213	62	44	8	7	
-2	ہلمند	199	1	71	50	416	183	89	9	12	1
-3	غزنی	48	1	106	14	119	76	42	14		2
-4	خوست	28		1		30	23	10			
-5	نورستان	10				49	41				
-6	میدان وردگ	76		15	3	151	81	46	2	4	
-7	کونڑ	70		1		82	84	12	4	4	
-8	پکتیکا	60		2		54	60	14	1	1	
-9	زابل	65				78	26	25		1	
-10	لوگر	83		73	17	139	76	35	8	3	
-11	کاپیسا	25	1			54	49	13	2	4	1
-12	روزگان	47				117	49	14	3	7	
-13	پکتیا	80		2	3	122	100	26	1	1	
-14	فراہ	23	2	3	2	75	77	78	7	9	
-15	کابل	26		2		38	7	18		1	
-16	ننگرہار	75		6	1	94	130	27	2	6	
-17	لغمان	17				17	13	7			
-18	ہرات	41				72	21	18	5	4	
-19	نیمروز	26		1		44	8	32			
-20	بادغیس	21				99	41	2	2	1	
-21	قندوز	49		3		77	46	7	3		
-22	بغلان	17				18	12	10		1	
-23	فاریاب	13				22	11	2			
-24	غور	6				8	8	3	4	3	
-25	پروان	37				39	33	14			
-26	تخار	5				11	17	2			
-27	سمنگان	5				7	2	2		1	
-28	بدخشان	8				17	10	1	2		
-29	بامیان	2				1					
-30	بلخ	1				1					
-31	سرپل	9				13	15	5			
-32	دائی کنڈی	8				8	4	2	1		
-33	جوزجان	1				1					
-34	پنج شیر										
مجموعہ		129 7	8	303	93	2286	1365	600	78	70	4

دشمن کے گرائے جانے والے طیارے: 1- نورستان میں ایک ہیلی کاپٹر 2- لوگر میں ایک ڈرون طیارہ. 3: پکتیا میں ایک ڈرون طیارہ

فرمان امیرالمؤمنین

ملا محمد عمر مجاہد حفظہ اللہ

اے میرے ہم وطنو!

افغانستان میں جاری جہاد اللہ تعالی کے فضل سے بڑی کامیابی سے ہمکنار ہو رہا ہے۔ اس سال "خالد بن ولید آپریشن" کے تحت ملک کے بیشتر علاقے غاصب دشمن کے قبضے سے آزاد کرا لیے گئے ہیں۔ اور ملک کے مختلف علاقوں میں دشمن کے وہ مراکز فتح کیے جا چکے ہیں جنہیں اس سے پہلے ناقابلِ تسخیر سمجھا جاتا تھا۔ تائید ایزدی سے دشمن کی عسکری قوت، جنگی غرر اور دبدبے کی دھجیاں اڑادی گئیں اور اب وہ شکست کے دہانے پر کھڑا ہے۔ اللہ تعالی فرماتے ہیں:

سَيُهْزَمُ الجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ (القمر/45)

"عنقریب یہ جماعت شکست کھائے گی اور پیچھے ہٹ جائے گی۔"

اور خوشی کی بات تو یہ ہے کہ پورے افغانستان میں دشمن کے خلاف برسرپیکار مجاہدین باہم محبوب بھائیوں کی طرح ایک قیادت اور ایک جھنڈے تلے جمع ہیں۔ آئے دن ان کی جہادی قوت مضبوط ہو رہی ہے اور مجاہدین نت نئے تجربات سے بہرہ ور ہو رہے ہیں۔ عسکری محاذوں پر فتح مندی اور پیش قدمی کے ساتھ ساتھ مجاہدین سیاسی، ثقافتی، ابلاغی، دعوتی، انتظامی اور اقتصادی محاذوں پر بھی نت نئی کامیابیوں سے ہمکنار ہو رہے ہیں

۔اسی طرح جہادی صفوں میں روحِ اصلاح واخلاص کی پیوستگی، باہمی تعاون اور اطاعت شعاری کا جذبہ بھی مزید پروان چڑھ رہا ہے۔

SHARIAT

Monthly Islamic Magazine
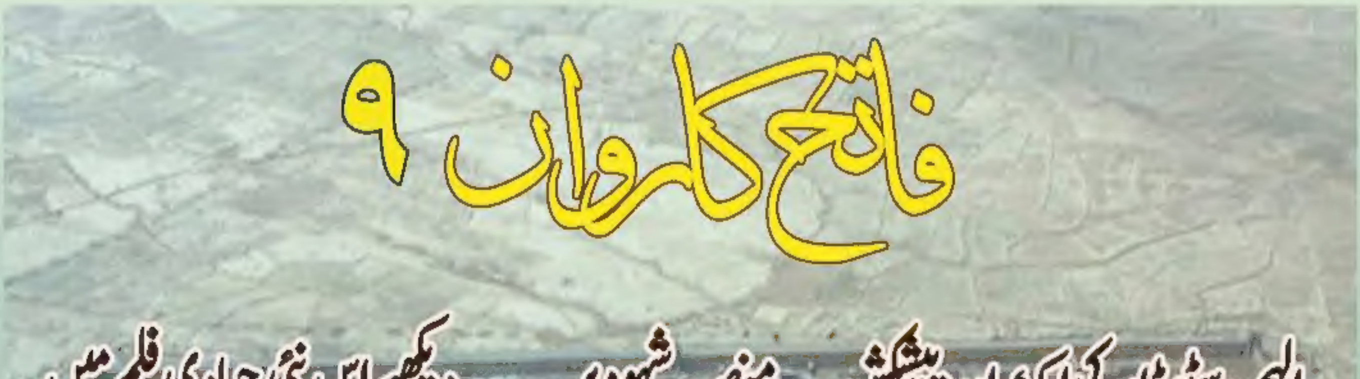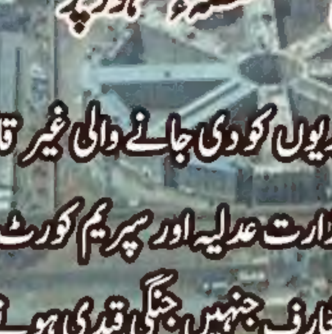
2nd Year September,October 2013